حکومت پاکستان سے منظور شدہ

طبی فارماکوپیا (یونانی)

جلد سوم

حکیم رضوان حفیظ ملک
ستارہ امتیاز، تمغہ امتیاز
چیئرمین فارماکوپیا کمیٹی
ایڈمنسٹریٹر نیشنل کونسل فار طب

نیشنل کونسل فار طب۔ اسلام آباد۔ پاکستان

حکومت پاکستان سے منظور شدہ

طبی فارماکوپیا (یونانی)

جلد سوم

حکیم رضوان حفیظ ملک

ستارہ امتیاز تمغہ امتیاز

چیئرمین فارماکوپیا کمیٹی

ایڈمنسٹریٹر نیشنل کونسل فار طب

نیشنل کونسل فار طب۔ اسلام آباد۔ پاکستان

GOVERNMENT OF PAKISTAN
Ministry of National Regulation and Services
Drug Regulatory Authority of Pakistan
Http://www.nclbmoh.gov.pk

No. F. 1-1/2013-HOTC

Islamabad – the 29th March, 2013

From: Abdul Samad Khan,
Director (H&OTC),
Tele: 051-9255263.

To: Hk. Rizwan Hafeez Malik (S.I.,T.I.),
Administrator/ Authority NCT,
Chairman Unani/Tibbi Pharmacopeia Committee
National Council for Tibb,
Islamabad.

SUBJECT: SUBMISSION OF UNANI TIBBI PHARMACOPOEIA (VOL-I&II ADDED & III).

Kindly refer to your letter No. F. 1-1/2012-NCTA)/ 1440 dated 04-03-2013 on the subject cited above.

2. The competent authority has been pleased to allow the National Council for Tibb to print draft Pharmacopoeia for broader evaluation; this Pharmacopeia was prepared by Unani Tibbi Pharmacopoeia Committee comprising of following members:

i)	Hk. Rizwan Hafeez Malik	Chairman.
ii)	Hk. Asif Iqbal	Member.
iii)	Hk. Iftikhar Mobeen Arshi	Member.

3. Initially this Pharmacopoeia shall be a treatise of Unani/Tibbi medicines manufactured and used within the country for ensuring safety of the formulations while for the purpose of exports of formulations this Pharmacopoeia shall further be evaluated and updated by a broad based committee of specialists from fields like Unani/Tibb medicine, pharmacognosy, pharmacy, chemistry, biochemistry, pharmaceutical chemistry, herbalists, botany, and microbiology etc.

4. It is to be ensured that no human/animal steroids, growth hormones or narcotic drug components are added to the prescribed formulations.

(Abdul Samad Khan)

دیباچہ
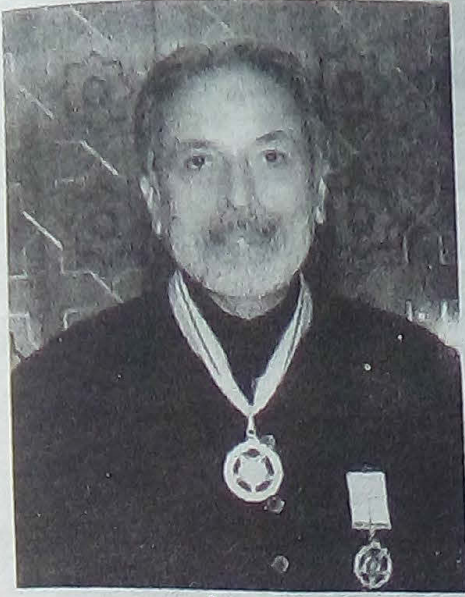
واذا مرضت فھو یشفین

قدرت نے ہر شخص کو ایک فطری مزاج عطا فرمایا ہے اور مزاج کی تسکین و بقا کے لیے نباتات پیدا فرمائے ہیں یہ حالت صحت میں ہماری غذا اور حالت مرض میں ہمارے درد کا درماں بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام عالم آج پھر اُس فطری طریقہ علاج کی طرف لوٹ رہے ہیں جو فطرت کے عین مطابق اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک تر ہے۔

نباتات کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ انسان کی تاریخ! ارتقاء تحقیق اور جستجو انسانی طبیعت کا خاصہ ہے، خصوصاً مسلمان اطباء دنیا بھر میں جہاں بھی گئے وہاں کی طب کو بغور مطالعہ اور تجربہ کی بنیاد پر پرکھا اور دنیا بھر کی طبوں سے استفادہ حاصل کیا اور ان تمام حقائق کو جمع کرتے رہے اور اسطرح گریکو عربیک Greako Arabic طب یعنی یونانی طب کی بنیاد پڑی۔ اِس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ طب کا بڑا ذخیرہ یونان سے ملا، لہٰذا یہ علم طب یونانی کے نام سے موسوم ہوا۔

نباتات پر صدیوں سے ہونے والے مشاہدات اور تجربات کی افادیت آج بھی اِن کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مفردات اور مرکبات ہمارے اسلاف کا بہت بڑا کارنامہ ہے اور انکا چھوڑا ہوا ذخیرہ ایک قومی امانت ہے۔ جس کو جدید سائنسی اصولوں، پیمانوں (Parameters) پر جانچنا، اِن کے معیار (Standard) کو برقرار رکھنے کے اصول وضع کرنا ہماری قومی ذمہ داری ہے۔ اس اہم ترین ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے ہمارے اطباء شب و روز مصروف عمل ہیں۔

ہماری یہ ابتدائی کاوش معالجین اور تحقیق عوام الناس کی بھلائی اور دواساز اداروں کے لیے انتہائی مددگار ثابت ہوگی۔ میں اپنے تمام رفقاء کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے انتہائی مختصر وقت میں اس بڑے کارنامے کو سرانجام دیا، جو کہ ابھی ہمارے کام کی صرف ابتداء ہے۔

میں تمام معالجین سے بھی استدعا کروں گا کہ اس فارما کوپیا کو بہتر سے بہتر اور مکمل کرنے میں اپنی رائے سے ہمیں مستفید فرمائیں۔ اشاعت کی مزید جلدیں زیر تحقیق ہیں جو جلد از جلد منظر عام پر آنے والی ہیں۔ انشاءاللہ۔

حکیم رضوان حفیظ ملک

ستارہ امتیاز، تمغہ امتیاز

ایڈمنسٹریٹر۔ نیشنل کونسل فار طب اسلام آباد۔ پاکستان۔

فارماکوپیا کمیٹی

حکیم رضوان حفیظ ملک ۔ چیئرمین

ستارہ امتیاز، تمغہ امتیاز

حکیم محمد آصف ۔ ممبر　　حکیم افتخار مبین عرشی ۔ ممبر

معاونین

پروفیسر حکیم محمد سجاد زخمی

پروفیسر حکیم میاں محمد اکرم

پروفیسر حکیم عمران لودھی

پروفیسر حکیم عزت حیات افضل

پروفیسر حکیم عطاالرحمٰن گوندل

حکیم ذوالفقار ملک

حکیم رانا صادق امین

حکیم علی ارشد

حکیم وحید

پروفیسر حکیم یعقوب قریشی

پروفیسر حکیم اسلم گھمن

پروفیسر حکیم محمد طارق

پروفیسر حکیم عبدالرزاق

حکیم عابد حسین عابد

پروفیسر حکیم محمد نعیم صدیقی

حکیم منیر چشتی

پروفیسر حکیم کلیم مرزا

پروفیسر حکیم عاقل

پروفیسر حکیم ادریس

پروفیسر حکیم عمر خطاب

پروفیسر حکیم عبدالواحد

پروفیسر حکیم شہزاد یوسف

پروفیسر حکیم نعیم پرویز صابر

پروفیسر حکیم خلیل احمد

پروفیسر حکیم محمد عمر

حکیم مدثر احمد بسرا

پروفیسر کامران افضلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویعلمہ الکتاب والحکمۃ

دوا غذا اور دواءِ ذوالخاصہ

دواء کی تعریف

جو اشیاء حصول شفاء کی غرض سے اندونی یا بیرونی طور پر استعمال کی جاتی ہیں وہ ادویہ کہلاتی ہیں، چاہے وہ بسیط ہوں یا مرکب ہوں۔ ادویہ بدن کے اندر ایک نئی کیفیت پیدا کر دیتی ہیں، یعنی مرضی کیفیت کو دور کر کے صحت کی کیفیت پیدا کر دیتی ہیں۔ اس لیئے اطباء کے قول کے مطابق ادویہ بالکیفیت اثر کرتی ہیں۔

غذاء کی تعریف

جو اشیاء تغذیہ بدن کی غرض سے (بدل ماتحلل کے طور پر) استعمال کی جاتی ہیں وہ اغذیہ کہلاتی ہیں۔ بقول اطباء، غزاء بالمادہ اثر کرتی ہے۔ غذا کا مادہ ضروری تغیرات واستحالات کے بعد جزو بدن بن جاتا ہے۔

دواء اور غذا میں فرق

دواء غذا کے درمیان کوئی ایسا بنیادی فرق نہیں ہے جو ان دونوں کے درمیان حدّ فاصل یعنی جدا کرنے والی لائن قائم کر سکے۔ ان میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ان کے استعمال کی غرض اور مواقع کے لحاظ سے ہے اس لیئے یہ ممکن ہے کہ ایک ہی چیز ایک وقت میں تغذیہ ٔ بدن کی غرض سے استعمال کی جائے اور اس لحاظ سے وہ غذاء کہلائے لیکن وہی چیز دوسرے وقت میں ازالہ ٔ مرض کی غرض سے استعمال کی جائے تو اس لحاظ سے وہ چیز دوا کہلائے۔ چنانچہ اس قسم کی چیزوں کو جو دونوں مقاصد کے لیے استعمال کی جائیں دوائے غذائی یا غذائے دوائی کہتے ہیں لیکن ان دونوں اصطلاحات کو استعمال کرتے وقت اتنا فرق ضرور کرتے ہیں کہ کسی چیز میں جس غرض کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اس مناسبت سے لفظِ دواء یا غذاء پہلے لایا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کسی چیز میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے اور دوائیت کم، یعنی اس چیز سے زیادہ تر بدن کو غذاء پہنچانے کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے ایسی چیزوں کو غذائے دوائی کہتے ہیں اگر کسی چیز میں دوائیت زیادہ ہوتی ہے اور غذائیت کم یعنی اس سے ازالہ ٔ مرض کا فائدہ زیادہ حاصل کیا جاتا ہے تو ایسی چیزوں کو دوائے غذائی کہتے ہیں۔ مثلاً خرفہ، باقلہ، پالک، بتھوا وغیرہ

حالانکہ دواء اور غذاء کے درمیان حد فاصل قائم کرنا دشوار ہے لیکن تجربہ کی روشنی میں اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ بعض چیزیں محض دواء کے طور پر ہی استعمال کی جاتی ہیں اور ان میں غذاء بننے کی صلاحیت قطعاً نہیں ہوتی۔ ایسی چیزیں دواء مطلق کہلاتی ہوتی ہوا اور اس کا کوئی جز کسی بھی حالت میں بطور دواء استعمال نہ کیا جاتا ہو اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں غذائے مطلق کا کوئی وجود ممکن نہیں ہے۔ مثلاً بعض اطباء گندم، چاول، بیضہ مرغ اور لحم (گوشت) کو غذائے مطلق تصور کرتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ایک ناقص خیال ہے کیونکہ گندم سے ایک روغن حاصل کیا جاتا ہے جس کو روغن گندم کے نام سے موسوم کرتے ہیں جو داد کے ازالہ کی غرض سے بطور دواء استعمال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ گندم اور چاول میں نشاشتہ کافی مقدار میں پایا جاتا ہے اور نشاشتہ کو تمام اطباء حضرات نے دواء تسلیم کیا ہے۔

اس طرح بیضہ ءمرغ سے ایک روغن حاصل کیا جاتا ہے جو روغن بیضہ ءمرغ کے نام سے بازر میں دستیاب ہوتا ہے جو بالوں کو اگانے اور ان کو بڑھانے کی غرض سے دواء استعمال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ بیضہ ءمرغ کو ضعف باہ میں بطور مقوی باہ دواء کی حیثیت سے عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

اسی طرح لحم کبوتر کو مرض فالج لقوہ میں بطور دواء استعمال کیا جاتا ہے۔

ذوالخاصہ

نوعیت عمل کے لحاظ سے ادویہ کی دو قسمیں ہیں۔

بعض ادویہ ایسی ہوتی ہیں جو مختلف حالات میں وارد بدن ہونے کے بعد جو عمل کرتی ہیں طبی اصول کے مطابق ہمیں ان کی نوعیت عمل معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً اصل اسوس سعال کے لیئے مفید ہے کیونکہ یہ منفث بلغم ہے یعنی عروق خشنہ کو کشادہ کر کے پھیپھڑوں سے بلغم کا اخراج کر دیتی ہے۔

اسی طرح لعابِ ریشہء خطمی اور اسپغول (بزرقطونا) زخیر کے لیے مفید ہیں کیونکہ یہ اپنی مخصوص لعابیت کی وجہ سے امعاء کی خراش کی تکلیف میں سکون بخشتی ہیں۔

بعض ادویہ ایسی ہوتی ہیں کہ مختلف امراض ہیں ان کی نوعیت عمل ہمیں معلوم ہوتی ہے لیکن وارد بدن ہونے کے بعد وہ کس طرح عمل کرتی ہیں اور وہ اپنا مخصوص فائدہ کس طرح پہنچاتی ہیں اس بارے میں ہمیں معلوم نہیں ہوتا اگر کوئی سوال کرے کہ یہ دواء اس مخصوص مرض میں کیوں مفید ہے؟ تو اس کا جواب ہمارے پاس صرف اتنا ہی ہے کہ بس ایسا ہی فائدہ تواتر کے ساتھ ھدہ میں آیا ہے۔

اس قسم کی ادویہ کو جن کی نوعیت عمل تو ہمیں معلوم نہیں لیکن مختلف امراض میں ان کا فائدہ یقینی طور پر معلوم ہے اور

اکثر تجربہ میں بھی آچکا ہے اسی کو اطباء ذوالخاصہ کہتے ہیں۔ مثلاً تریاقات سموم جن کو فادزہر بھی کہتے ہیں۔ محض تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کسی خاص زہر کا اثر کسی دوسری خاص دواء سے رفع ہو جاتا ہے لیکن اس سلسلہ میں کوئی دلیل نہیں دی جاسکتی کہ وہ خاص دواء اس مخصوص زہر کے لیے کیوں تریاق ہے جس طرح تریاق کی نوعیت عمل بتانے میں ہم ہم قاصر ہیں اسی طرح سموم کی نوعیت عمل بتانا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ یہ ہم نہیں بتا سکتے کہ زہر انسانی حیات کے واسطے مہلک اور قاتل اثر کیوں رکھتے ہیں؟ مختصر یہ کہ ذوالخاصہ اور سموم وہ عجیب اثر رکھنے والی چیزیں ہیں جو اپنی صورت نوعیہ سے نامعلوم طور پر اثر کرتی ہیں۔

ادویہ مسہلہ کیونکہ عمل کرتی ہیں؟

یہ علم طب کا مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ جالینوس اور دیگر اطباء قدیم نے اپنے اپنے طور پر مختلف انداز میں اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے بعض اطباء کا قول ہے کہ ادویہ مسئلہ پہلے بدن کے سب سے زیادہ رقیق مواد اور طوبات کو امعاء کے راستہ خارج کرتی ہیں اس کے بعد آہستہ آہستہ دیگر غلیظ مواد خارج ہوتے ہیں۔

بعض اطباء کا خیال ہے کہ ادویہ مسہلہ اپنے مشابہ مواد کو اپنی مشابہت یا ایک جیسا ہونے کی وجہ سے خارج کرتی ہیں مثلاً سقمونیا (محمودہ) مسہل صفراء ہے کیونکہ صفراء اور سقمونیا اپنے جوہر کے لحاظ سے دونوں ہم شکل اور مشابہ ہیں۔

لیکن اطباء جدید نے دونوں جوابات کو قبول نہیں کیا ہے ان کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ ادویہ مسئلہ بالخاصہ بدن کے مخصوص مواد کو جذب و خارج کرتی ہیں۔

باب دوئم

مزاج ادویہ

تعریف مزاج

مزاج اس نئی کیفیت کا نام ہے جو چند عناصر کے آپس میں ملنے کے بعد اور اس کی متضاد و کیفیات کے فعل و انفعال کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اس کو مزاج کہتے ہیں۔

اطباء کے نزدیک عناصر کی تعداد چار ہے (۱) آگ (۲) پانی (۳) مٹی (۴) ہوا۔ اسلحاظ سے ان کی اصلی اور بنیادی کیفیات بھی چار ہی ہوں گی یعنی حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست۔

جب عناصر آپس میں ملتے ہیں تو ان کی کیفیات اربعہ میں فعل و انفعال ہوتا ہے یعنی ہر عنصر خود بھی ٹوٹتا ہے اور دوسروں کو بھی توڑتا ہے۔ نتیجہ ایک درمیانی درجہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام مزاج ہے۔

اطباء قدیم کے نزدیک آگ حار یابس، پانی، بارد رطب، مٹی، بارد یابس، اور ہوا حار رطب ہے۔

جن مرکبات میں حار عنصر یعنی آگ اور ہوا زیادہ ہوتے ہیں وہ مرکبات مزاج کے لحاظ سے حار ہوں گے جن مرکبات میں بارد عنصر یعنی پانی یا مٹی زیادہ ہوتے ہیں ان کا مزاج بارد ہوگا جن مرکبات میں رطبگ عنصر یعنی پانی اور ہوا زیادہ ہوتے ہیں ان کے مزاج رطب اور جن میں یابس عنصر یعنی آگ اور مٹی زیادہ ہوتے ہیں ان کے مزاج یابس ہوں گے۔

اطباء قدیم کا یہ بھی خیال ہے کہ جب یہ عناصر خالص حالت میں ہوتے ہیں تو ان میں ان کی اصلی کیفیات نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر پانی کو اصلی حالت میں دیکھا جائے جبکہ بیرونی اثرات سے اس کی طبی حالت نہ بدلی ہو تو پانی کے اندر اوسط درجہ کی برودت پائی جائے گی یعنی وہ نہ تو بہت زیادہ بارد محسوس ہوگا اور نہ ہی بہت زیادہ حاس اسی طرح ہوا طبعی حالت میں رطب مٹی یابس اور آگ حار محسوس ہوگی۔

نیز اطباء قدیم کے نظریہ کے مطابق موالید ثلاثہ (نباتات) جمادات، حیوانات مذکورہ بالا عناصر اربعہ کے مجموعہ سے ہی وجود میں آئے ہیں چنانچہ دنیا کی کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں بتائی جا سکتی جس کا وجود عناصر اربعہ کے بغیر ہوا چونہ ادویہ کا شمار بھی موالید ثلاثہ میں ہی ہے خواہ وہ مفرد ہوں یا مرکب، دوا کی تعریف کے لحاظ سے ان کو دوا ہی کہا جائے گا۔

تفصیل اقسام مزاج ادویہ

مزاج ادویہ کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں

(۱) مزاج اولیٰ (مزاج اولی) (۲) مزاجِ ثانی

مزاجِ اولیٰ

مزاجِ اولیٰ وہ مخصوص کیفیت ہے جو کسی دواء میں چند عناصر کے آپس مین ملنے اور فعل وانفعال کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہو۔ ایسے مزاج کو مزاجِ اصلی یا مزاجِ طبعی کہتے ہیں۔ ایسی ادویہ مفرد القویٰ ہوا کرتی ہیں۔

مزاجِ ثانی

مزاجِ ثانی اس مزاج کو کہتے ہیں جو ادویہ میں ایک سے زیادہ مزاج رکھنے والے اجزاء سے وجود میں آئے۔ یعنی وہ ادویہ ایسے مختلف اجزاء سے مرکب ہوں جو بذات خود اپنا اپنا مزاج رکھتے ہوں۔ چنانچہ ایسی دواء کے ترکیبی عناصر حقیقت میں وہی اجزاء ہوتے ہیں جو خود بھی مرکب ہوتے ہیں اور ع جو باہم فعل وانفعال کے بعد ایک نئ اور ملی جلی کیفیت یعنی مزاج ثانی پیدا کتے ہیں جس طرح مزاجِ اولیٰ کے عناصر تمام مرکبات میں اپنی اپنی صورت پر قائم رہتے ہیں اسی طرح مزاجِ ثانی کے عناصر بھی مرکب میں اپنی اصلی صورت پر باقی رہتے ہیں۔ مثلاً دودھ طبعی طور پر ایک خاص قسم کی مائیت، روغن وپنیر سے مرکب ہے۔ دودھ کے تجزیہ سے یہ تینوں اجزاء الگ الگ حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ اس قسم کی ادویہ کے اندر تمام اجزاء اپنی اصلی صورت پر باقی رہتے ہیں تو پھر لازمی طور پر ان اجزاء سے مختلف اثرات اور انفعال ضرور صادر ہوں گے۔ ایسی دواء کو اسی وجہ سے مرکب القویٰ کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دواء مختلف قوتوں اور مختلف جوہروں سے مرکب ہوتی ہے۔ یہ قوتیں کم وبیش مختلف ہوتی ہیں۔ بعض اوقات یہ اختلاف تضاد کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی دواء کا ایک جوہر قابض عروق ہوتا ہے تو اس دواء کا دوسرا جوہر مفتح عروق ہوتا ہے۔

بقول شیخ الرئیس بو علی سینا اطبا جب کسی دواء کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس کی قوت چند مختلف قوتوں سے مرکب ہے تو اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس دواء کا ایک جز حرارت پیدا کرتا ہے اور وہی جز برودت بھی پیدا کرتا ہے اور اسی ایک جز سے دونوں افعال الگ الگ صادر ہوتے ہیں چونکہ ایک ہی جز سے ایک وقت میں دو مخالف افعال کا صادر ہونا نا ممکن ہے اس لیے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دونوں افعال اس دواء کے مختلف اجزاء کے ساتھ وابستہ ہیں جو اس دواء کی ترکیب میں شامل ہیں۔

جو ہرافعال

ادویہ کے اندر مختلف قسم کے جو ہر عام طور پر کم وبیش ہوا کرتے ہیں ان مختلف جو ہروں میں سے جو جو ہر زیادہ قوی اور غالب ہوتا ہے اور اس دواء کے استعمال سے اس غالب جو ہر کا اثر حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کو جو ہر فعال جو ہر مئوثر یا جو ہر اصلی کہتے ہیں۔ مثلاً افیون جو پوست خشخاش کا دودھ یا عصارہ ہے یہ عصارہ ہونے کے باوجود متعدد جواہر سے مرکب ہوتا ہے اس کا ایک جو ہر منوم و مسکن الم ہوتا ہے اور اسی فائدہ کے لیے افیون کو بطور دواء استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ یہی جزء افیون کا جو ہر فعال کہلاتا ہے برعکس اس کے افیون کا ایک دوسرا جو ہری قوی مقی ہوتا ہے۔ جس کو افیون مقی کہتے ہیں اس کے علاوہ افیون میں اور بھی کئی اجزا پائے جاتے ہیں جو اکثر استعمال نہیں کیئے جاتے۔

قدرتی ادویہ مرکب القویٰ ہوتی ہیں دنیا کی زیادہ تر نباتی اور حیوانی ادویہ جو قدرتی طور پر پائی جاتی ہیں وہ حقیقت میں مختلف اجزاء سے مرکب ہوا کرتی ہیں جن کے اجزاء کو تحلیل و تجزیہ کے ذریعہ ہم الگ کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں مثلاً دودھ سے گھی پنیر، پانی اور شکر جیسے اجزاء نکالے جاتے ہیں۔ اسی طرح معدنی ادویہ بھی جب تک ان کو مصنوعی طریقوں سے خالص نہ بنالیا جائے مختلف اجزاء سے مرکب ہوا کرتی ہیں۔

ثفل (پھوک)

جب ہم کسی مرکب القویٰ دواء کے جزء کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس دوا کو پانی یا کسی مناسب عرق وسیال میں بھگو دیتے ہیں اور پھر اس کو نچوڑ کر اس کا عصارہ یا روغن وغیرہ حاصل کر لیتے ہیں یا عرق کشید کرتے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر اس دواء کے اجزاء موثر سیال میں آجاتے ہیں اور دوسرا جز پھوک کی شکل میں جو کپڑے یا چھلنی کے اوپر رہ جاتا ہے اس کو ہم ثفل (پھوک) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

ترکیب طبعی و ترکیب صناعی

جس مرکب میں چند اجزاء شامل ہوتے ہیں اس کے مرکب ہونے کی دو صورتیں ہیں (۱) ترکیب طبعی (۲) ترکیب

ترکیب طبعی

طبعی ترکیب کو قدرتی ترکیب بھی کہتے ہیں مثلاً دودھ کی ترکیب جو قدرتی طور پر ایک خاص قسم کی مائیت، روغن اور پنیر سے مرکب ہوتا ہے تینوں اجزاء اپنی جگہ الگ الگ چند عناصر سے مرکب ہوتے ہیں اور اپنا اپنا خاص مزاج رکھتے ہیں ایسی چیزوں کو مرکب طبعی کہتے ہیں۔

ترکیب صناعی

یہ وہ ترکیب ہے جو دواخانوں میں ترکیب طبعی رکھنے والی ادویہ سے حاصل ہوتی ہے ان کی ترکیب میں مختلف ادویہ کم وبیش مقدار میں شامل ہوتی ہیں جن میں سے ہر دواء اپنے ترکیبی اجزاء کے لحاظ سے اپنا خاص مزاج رکھتی ہے تمام ادویہ جب مل جاتی ہیں تو مرکب مجموعہ میں ایک نئی اور ملی جلی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے چونکہ اس دواء میں شامل مختلف اجزاء اپنی اصلی صورت پر باقی رہتے ہیں اس لیئے وہ اپنا اپنا اثر ظاہر کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی دواء مختلف اوقات اور مختلف اعضاء میں ایک دوسرے کے مخالف اثرات ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس دواء کے موءثر اجزاء افعال کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر گلسرخ کا ایک جوہر حار ہے اور دوسرا جوہر بارد ہے اسی طرح اس کے اندر ایک جوہر ملین ہے اور دوسرا قابض ہوتا ہے اسی طرح ریوند چینی شروع میں اسہال لاتی ہے اور آخر میں قبض پیدا کر دیتی ہے۔

اقسام مزاج ثانی بہ لحاظ استحکام اور عدم استحکام

مزاجِ ثانی کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مزاجِ ثانی مستحکم

۲۔ مزاجِ ثانی غیر مستحکم (مزاجِ ثانی رخو)

۱۔ مزاج ثانی مستحکم

کبھی مزاج ثانی کے اجزاء اس قدر مضبوطی کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں کہ آگ کے ذریعہ حرارت پہنچانے سے بھی جدا نہیں ہوتے۔ ایسے مزاج کو مزاج ثانی مستحکم کہتے ہیں۔ مثلاً طلاء، نقرہ، پیتل اور تانبہ (مس زہرہ) وغیرہ۔

۲۔ مزاج ثانی غیر مستحکم

(مزاجِ ثانی رخو) کبھی مزاج ثانی کے اجزاء اتنی مضبوطی کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتے یعنی ان کی ترکیب میں ڈھیلا پن ہوتا ہے ان کے اجزاء کو آسانی کے ساتھ جدا کیا جا سکتا ہے ایسے مزاج کو مزاج ثانی غیر مستحکم یا مزاج ثانی رخو کہتے ہیں۔ مزاج ثانی غیر مستحکم کی کمی وبیشی کے لحاظ سے مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں۔

(۱) رخو مطلق (۲) رخو جداً (۳) رخو با فراط

(۱) رخو مطلق

یہ وہ مزاج ثانی غیر مستحکم ہے جس کی ترکیب اتنی غیر مستحکم ہو کہ پانی میں جوش دینے سے تو نہیں لیکن براہِ راست آگ کی حرارت پہنچانے سے اس کے جواہر ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں ایسے مزاج کو مزاج ثانی رخو مطلق کہتے ہیں۔ مثلاً بابونہ، اس میں جوہر اول قابض ہے اور جوہر دوم محلل ہے۔ یہ دونوں جوہر بابونہ کو پانی میں جوش دینے سے الگ نہیں ہوتے بابونہ کو جب پانی میں جوش دیا جاتا ہے تو اس کے یہ دونوں ہی جواہر ایک ساتھ ملے ہوئے بابونہ سے نکل کر پانی میں آجاتے ہیں یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک جوہر پانی میں آجائے اور دوسرا جوہر بابونہ میں ہی رہ جائے۔ لیکن جب بابونہ کو براہ راست آگ میں جلایا جاتا ہے تو اس کے دونوں جواہر الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

(۲) رخو جداً

بعض اوقات کی یہ ترکیب کچھ زیادہ ضعیف ہوتی ہے یعنی وہ ترکیب سادہ طور پر پانی میں دھونے سے تو نہیں مگر پانی میں جوش دینے سے ٹوٹ جاتی ہے اور ایک جوہر دوسرے جوہر سے الگ ہو جاتا ہے۔ ایسے مزاج کو مزاج ثانی رخو جداً کہتے ہیں۔ مثلاً عدس مسلم (مسئو) جس میں ایک جوہر محلل ہے جو پانیمیں جوش دینے سے خارج ہو جاتا ہے اس کے اجزاء لطیفہ جن میں قوتِ محللہ ہوتی ہے وہ عدس مسلم سے نکل کر پانی میں آجاتے ہیں اور عدس مسلم کا دوسرا جوہر جو قابض ہوتا ہے وہ عدس مسلم میں باقی رہ جاتا ہے یعنی پانی میں عدس مسلم کو جوش دینے سے اس کا محلل جوہر قابض جوہر سے الگ ہو جاتا ہے

(۳) رخو بافراط

بعض اوقات دوا کی یہ ترکیب اتنی زیادہ ضعیف ہوتی ہے کہ صرف پانی میں دھونے سے اس کے جواہر علیحد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کاسنی، جو متعدد جواہر سے مرکب ہوتی ہے ان میں ایک ایک جوہر بورتی مفتح عروق ہوتا ہے اور دوسرا بارد و قابض ہوتا ہے اس کا مفتح جوہر صرف براگ کاسنی کو دھونے سے الگ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ جوہر برگ کاسنی کی بیرونی سطح پر ہی پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اس کا دوسرا جوہر قابض ہوتا ہے اس کے جسم میں باقی رہ جاتا ہے۔

ترکیب کے بعد استحالہ

جب ایک دواء دوسری دواء کے ساتھ ملائی جاتی ہے تو کبھی دونوں اجزاء اپنی اصلی صورت پر کچھ مدت تک باقی رہتے ہیں۔ مثلاً سرکہ اور عسل خالص (شہد) ملانے سے سکنجبین بنتی ہے جس میں دونوں اجزاء اپنی اصلی صورت پر قائم

رہتے ہیں اور کبھی ان دونوں دواؤں میں مکمل طور پر تغیر و استحالہ ہو جاتا ہے اور ان کی اصلی صورت بھی تبدیل ہو جاتی ہے مثلاً جب نوشادر اور چونے کا پانی ملایا جاتا ہے تو ان کے استحالہ کے بعد ایک نئی چیز پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح تیزاب گندھک میں جب تانبہ ملایا جاتا ہے تو طوطیا بن جاتا ہے۔ اسی طرح اگر گنے کے رس میں سرکہ ڈال دیا جائے تو اس کا مزاج بگڑ جاتا ہے اسی طرح دودھ میں ترشی شامل کرنے سے دودھ پھٹ جاتا ہے مختصر یہ کہ یہ ضروری نہیں کہ کسی مرکب دواء کے تمام اجزاء اپنی اصلی صورت اور خواص پر ہمیشہ قائم رہیں۔ بعض صورتوں میں قائم رہتے ہیں اور بعض صورتوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

باب سوئم

ادویہ کے اجزاء ترکیبی

تقریباً تمام نباتی، حیوانی ادویہ طبعی طور پر مرکب القویٰ ہوا کرتی ہیں۔ ان ادویہ کے تمام اجزاء کی شناخت کرنا
ان کو حاصل کرنا انتہائی دشوار ہے اس وقت صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ ان ادویہ میں کئی قسم کے مختلف خواص رکھنے والے اج
پائے جاتے ہیں جو کم یا زیادہ مقدار میں حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ایسے اجزاء کی اصلی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس میں
چند اجزاء ترکیبی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حموضات

(ترشیاں)۔ ترشیاں زیادہ تر لیموں، تمر ہندی، آلو بخارا، انار ترش میں پائی جاتی ہیں۔

۲۔ مالح (نمکیات)

جو چند نباتات کو جلا کر راکھ بنا کر حاصل کیے جاتے ہیں۔ مثلاً نمک ترب، نمک شعیر، نمک چرچٹہ، نمک کنجد، نمک
پلاس وغیرہ۔

۳۔ اساس

ایسے مواد جو ترشیوں کے ساتھ مل کر نمک کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

۴۔ شکر اور نشاشتہ جات

یہ اجزاء نباتات سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ مثلاً نیشکر (گنا) عنب (انگور)، چقندر اور گندو غیرہ۔

۵۔ مواد بیضیہ ولحمیہ

جو حیوانی و نباتاتی ادویہ سے حاصل کیئے جاتے ہیں۔ مثلاً سفیدی بیضہ مرغ اور حیوانات کے مرارے، مفر
حیوانات اور خصیہ حیوانات وغیرہ۔

۶۔ اصماغ (گوند)

مختلف قسم کے گوند جو نباتات سے حاصل کئے جاتے ہیں ان میں سے بعض آسانی سے پانی میں حل ہو جاتے ہیں اور بعض پانی میں حل نہیں ہوتے مثلاً صمغ عربی، صمغ پلاس، صمغ کتیرا وغیرہ۔

۷۔ روغن

بعض لطیف اور کثیف قسم کے روغن جو نباتات اور حیوانات سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ مثلاً روغن بیدانجیر، روغن گلِ سرخ ، روغن زیتوں۔ چربیاں موم روغن بیضہ ءمرغ وغیرہ۔

۸۔ راتینج (رال)

رال سے گوند جیسے مواد مراد ہیں جو پانی میں تو حل نہیں ہوتے لیکن شراب میں حل ہو جاتے ہیں۔ یہ مواد ٹھوس اور بھربھرے ہوتے ہیں۔ ان کی سطح چمکدار ہوتی ہے مثلاً اور سقمونیا وغیرہ۔

۹۔ خشبی مواد

یعنی لکڑی کے مواد، جو نباتات کے برگ اور شاخوں سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

۱۰۔ رنگین مواد

مثلاً گلنار فارسی میں سرخ رنگ، زعفران اور ہلدی میں زرد رنگ اور خیار شنبر میں سیاہ رنگ پایا جاتا ہے۔

۱۱۔ خمیر پیدا کرنے والے مواد

ایسے مواد نباتات اور حیوانات سے حاصل کیئے جاتے ہین مثلاً کف دریا، ٹاٹری وغیرہ۔

۱۲۔ جوہر فعالہ

چند جوہر فعال جن کی ماہیت ان سب سے علیحدہ ہے مثلاً جوہر اذراتی (جوہر کچلہ) جوہر صبر، جوہر بیش، ان میں سے اکثر جوہر مزے کے لحاظ سے تلخ اور شکل کے لحاظ سے بعض سیال ہوتے ہیں۔ بعض جامد ہوتے ہیں۔ جامد جوہر اکثر بے رنگ اور مختلف قلموں کی شکل میں پائے جاتے ہیں۔

کیفیات ادویہ

دوائے غار۔ باردا ور معتدل

دواء معتدل

بقول شیخ الرئیس بوعلی سینا اطباء جب کسی دواء کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ دواء معتدل ہے تو اس سے ان کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ یہ دواء حقیقت میں معتدل ہے کیوں کہ دنیا میں کسی چیز کا حقیقی طور پر معتدل پایا جانا ناممکن ہے اور نہ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس دواء میں ایسا اعتدال پایا جاتا ہے جیسا کہ انسان میں۔ ان کا مزاج انسانی مزاج کی طرح ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو جائے تو دواء دواء کیوں رہتی، وہ انسان نہ بن جاتی۔ بلکہ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ دواء جب وارد بدن ہو کر حرارت غریزی سے متاثر ہوتی ہے اور اعضاء کی قوت ہاضمہ کے اثر سے اس کے اجزاء نکل آتے ہیں جن کو عمل کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور بدن انسانی میں ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو انسان مزاج کے خلاف نہیں ہوتی اس لیے اس سے بدن انسانی میں کوئی خاص اثر پیدا نہیں ہوتا جو اعتدال سے ہٹا ہوا ہو۔ گویا وہ دواء اپنے فعل کے اعتبار سے معتدل ہوتی ہے۔

دواء حار اور دواء بارد

جب اطباء کسی دواء کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ حار ہے یا بارد ہے تو اس سے ان کی مراد یہ نہیں ہوتی ہے کہ اس دوا کا جوہر انتہائی حار ہے یا بارد اور نہ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کا جوہر انسانی بدن کے لحاظ سے حار ہے یا بارد بلکہ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے اس دواء سے انسانی بدن میں اتنی حرارت اور برودت پیدا ہو جاتی ہے جو انسانی بدن کی حرارت غریزی کے مقابلہ میں حار یا بارد ہوگا ہے ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی دواء ایک شخص کے لیے کم حار ہوتی ہے اور دوسرے شخص کے لیے زیادہ حال ہوتی ہے یعنی ایک ہی دواء بدن انسانی کے لحاظ سے بارد ہوتی ہے اور بدن عقرب (بچھو) کے لحاظ سے حار ہوتی ہے لیکن بدن حیہ (سانپ کے لحاظ سے بارد ہوتی ہے تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مختلف اشخاص میں دواء کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت کم و بیش ہوا کرتی ہے اسی طرح مختلف ادویہ کے اثرات مختلف اشخاص میں کم و بیش اور جلد یا دیر میں ظاہر ہوا کرتے ہیں۔

درجاتِ ادویہ

بدن انسانی میں کمی بیشی کے لحاظ سے ادویہ کی تاثیرات مختلف ہوا کرتی ہیں بعض ادویہ تیزی کے ساتھ تغیر واستحالہ پیدا کرتی ہیں اور بعض سستی کے ساتھ بعض اوقات ایک دوا ایک گرام کی مقدار میں بھی کوئی اثر نہیں کرتی اور دوسری دواء اتنی ہی مقدار میں مہلک ثابت ہوتی ہے اسی بنا پر اطباء نے دوا کے ضعف وقوت کے لحاظ سے معیار کے طور پر ان کے درجات مقرر کیئے ہیں۔

درجات ادویہ مقرر کرنے کے شرائط

چونکہ درجات ادویہ کا مقرر کرنا دوا کی مقدار تاثیر پر منحصر ہے اور مقدار تاثیر کا اندازہ محض تجربہ سے ہوا کرتا ہے اس لیئے تجربہ کے طور پر ادویہ کے درجات قائم کرنے کے لیئے اطباء قدیم نے چند ضروری شرائط مقرر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تجربہ کی جانے والی دوا اپنی مکمل مقدار خوراک میں استعمال کرائی جائے زیادگی نہ کی جائے اور نہ کمی کی جائے،

۲۔ اس دواء کا استعمال بار بار نہ کیا جائے۔

۳۔ جس بدن پر اس دواء کا تجربہ کیا جائے وہ بدن معتدل ہو ورنہ اگر بدن میں حرارت کی زیادتی ہوگی اور درجہ دوئم کی حار دواء اس کو استعمال کرائی جائے گی تو اس کا اثر مقدل بدن کے مقابلہ میں اس میں جلدی اور تیز ہوگا۔

۴۔ اس سلسلہ میں بعض اطباء قدیم نے وقت اور موسم کے معتدل ہونے کو بھی ضروری قرار دیا ہے کیونکہ معمولی دواء حار کا اثر شدید موسم گرما میں نہایت شدید ہوتا ہے اس طرح معمولی بارد ادویہ شیدی موسم سرما میں اور ادویہ باردہ کا اثر موسم گرما میں آہستہ آہستہ اور کم مرتب ہوتا ہے۔

اطباء قدیم نے تاثیرات ادویہ کے ضعف وقوت کے لحاظ سے دواء معتدل کے علاوہ چار درجات متعین کیئے ہیں۔

(۱) درجہ اول (۲) درجہ دوم (۳) درجہ سوئم (۴) درجہ چہارم

۱۔ درجہ اول

درجہ اول کی دواء وہ ہے جس کو استعمال کرنے کے بعد بدن انسان میں اس کی کیفیت سے جو اثر پیدا ہو وہ محسوس نہ ہو۔ ہاں اگر اس کو بار بار زیادہ مقدار میں استعمال کرائی جائے تو اس کی حرارت یا برودت کے اثرات معمولی طور پر ظاہر ہوں۔

دواء درجہ اول اور دواء معتدل میں فرق

دواء درجہ اول اور دواء معتدل میں فرق یہ ہے کہ درجہ اول کی دواء کو بار بار یا زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے اس کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے لیکن دواء معتدل کو بار بار اور زیادہ مقدار میں استعمال کرنے کے بعد بھی کوئی نمایاں اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

۲۔ درجہ دوئم

درجہ دوم کی دواء کا اثر درجہ اول کی دواء کے مقابلہ میں قوی ہوتا ہے مگر اتنا نہیں کہ اعضاء کے افعال میں کوئی خلل نمایاں طور پر ظاہر ہو سکے اور نہ ہی اس سے براہ راست طبیعت کی رفتار اور طبعی افعال میں کوئی فرق ظاہر ہوتا ہے اگر طبعی افعال میں اس سے کوئی فرق پڑتا بھی ہے تو بالعرض یعنی کسی اور وجہ سے ہوتا ہے۔ ہاں اگر اس کو بار بار یا زیادہ مقدار میں استعمال کرایا جائے تو اعضاء کے افعال میں نمایاں طور پر خلل واقع ہو سکتا ہے۔

طبعی افعال میں بالعرض یا کسی اور وجہ سے فرق آنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً درجہ دوئم کی ایسی حار دواء استعمال کی جائے جو معمول مسہل بھی ہو اور اتفاقی طور پر کسی اندرونی سبب سے اس شخص میں پہلے سے دستوں کے لیئے ماحول ساز گار ہو اور امید کے خلاف اس کو بہت زیادہ دست آجائیں اور دستوں کی زیادتی سے اس کے بدنی افعال میں نقصان کی حد تک تبدیلی پیدا ہو جائے۔

۳۔ درجہ سوئم

درجہ سوئم کی دواء کا مطلب یہ ہے کہ اس کے فعل کی قوت اور شدت سے براہ راست بدنی افعال میں نمایاں طور پر خلل پیدا ہو جائے مگر اتنا نہیں کہ اس سے نوبت ہلاکت تک پہنچ جائے۔ ہاں اگر اس کو بار بار زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو انجام ہلاکت یا فساد بدن تک واقع ہو سکتا ہے۔

۴۔ درجہ چہارم

درجہ چہارم کی دواء سے مراد یہ ہے کہ اس دواء کا فعل اس قدر قوی ہو کہ وہ بدنی نظام کو درہم برہم کر دے اور انسان کو ہلاک کر دے۔ درجہ چہارم کی ادویہ کو شیخ الرئیس بوعلی سینا نے ادویہ سمی کہا ہے۔

ادویہ کے چاروں درجات کی کمی بیشی کے لحاظ سے پھر تین درجات متعین کیئے ہیں۔

(۱) اول (۲) متوسط (۳) آخر

چنانچہ کہا جاتا ہے کہ یہ دواء درجہ دوئم کے اول یا وسط یا آخر میں ہے کسی درجہ کا اول حصہ اس کے اثر کی کمی کو ظاہر کرتا ہے اور آخر حصہ اثر کی زیادتی کو اور متوسط حصہ دواء کے درمیانی اثر کو ظاہر کرتا ہے۔

دواء سمی اور سم مطلق

دواء سمی:

دوائے سمی یا زہریلی دوا، اس دواء کو کہتے ہیں جس کو مکمل طور پر یا اس کے کسی جز کو علاج و معالجہ کے لئے بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ دواء سمی کا اثر کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے شب السلاطین (جمالکوٹہ) جس کے اندر ایک مسہل جز پایا جاتا ہے اور اس مسہل جز کی وجہ سے اس کو کبھی دواء بھی استعمال کیا جاتا ہے اور چوں کہ حب السلاطین ایک قوی مسہل ہے اس لئے اسہال کی تیزی اور زیادتی سے گاہے یہ باعث ہلاکت بھی ہوتا ہے۔

حب اسلاطین کے علاوہ دواء سمی کی اور بھی کئی مثالیں ہیں لیکن آج کے جدید دور میں کوئی بھی مثال دواء سم مطلق کی نہیں تسلیم کی جاتی۔ اطباء قدیم نے سب ایفار، بیش، اذاراتی جیسی کئی چیزوں کو دواءً استعمال نہیں کیا تھا بلکہ انکو سم مطلق تصور کرتے تھے مگر دور جدید میں ایسی تمام دوائیں مختلف صورتوں میں علاج و معالجہ کی غرض سے استعمال ہو رہی ہیں اور تنہائی سریع التاثیر خیال کی جاتی ہیں۔

سم مطلق:

سب مطلق یا زہر خالص وہ دواء ہے جو نا معلوم طور پر انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور اس کا کوئی جز، کبھی بھی علاج امراض کے لئے بطور دواء استعمال نہیں کیا جاتا۔ سم مطلق کا اثر صورت نوعیہ سے صادر ہوتا ہے۔

باب چہارم

تاثیرادویہ کے مختلف احکام

بدن انسان میں بحالت صحت یا مرض ادویہ کے استعمال سے جو تغیرات اور استحالات رونما ہوتے ہیں ان کو دوا کی تاثیر یا دوا کے فعل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لیکن عام طور پر افعال ادویہ سے وہ افعال مراد ہیں جو بحالت صحت ان کے استعمال کرنے سے صادر ہوتے ہیں۔

اقسام تاثیرادویہ: ادویہ کے تغیرات اور استحالات کے لحاظ سے دوا کی تاثیر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تاثیر اولیٰ (۲) تاثیر ثانوی

۱۔ تاثیر اولیٰ:

تاثیر اولیٰ سے کسی دوا کی وہ تاثیر مراد ہے جو اس دواء کے استعمال کے بعد اس دوا کی ترکیب میں فرق آئے بغیر پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً شراب کا اثر تحریک اور طاقت پہنچانے کا ہے تیزابات کا اثر زخم پیدا کرنے کا ہے۔

۲۔ تاثیر ثانوی:

تاثیر ثانوی سے کسی دواء کی وہ تاثیر مراد ہے جو دوا کے وارد بدن ہونے پر تغیرات واستحالات کے بعد پیدا ہوئی ہے مثلاً بعض تیزاب خون میں پہنچ کر نمک کی شکل میں تبدیل ہو کر بدن میں مختلف اثرات پیدا کرتے ہیں مثلاً تیزاب شورہ کے استعمال سے پیشاب میں بورقیت بڑھ جاتی ہے۔

کسی عضو پر کسی دواء کی تاثیر کبھی بلاواسطہ ہوتی ہے اور کبھی بالواسطہ دوسرے اعضاء کے ذریعہ ہوتی ہے اس لحاظ سے تاثیر ادویہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تاثیر بلاواسطہ (۲) تاثیر بالواسطہ

۱۔ تاثیر بلاواسطہ:

تاثیر بلاواسطہ کسی دواء کی وہ تاثیر مراد ہے جو کسی خاص عضو میں پہنچنے کے بعد یا جسم کے کسی خاص پر لگنے سے براہ راست پیدا ہوتی ہے اس کو تاثیر مقامی بھی کہتے ہیں۔ اس تاثیر کی بھی دو صورتیں ہیں۔ یا تو یہ تاثیر فوراً پیدا ہوتی ہے جیسا کہ بیش کے استعمال سے زبان میں سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے اس تاثیر کو تاثیر قریب کہتے ہیں۔

یا وہ تاثیر فوراً پیدا نہیں ہوتی بلکہ کچھ دیر بعد جب وہ دوا اوارد نِ بدن ہوکر جذب ہوجاتی ہے تو کسی خاص عضو میں اس کا اثر ہوتا ہے۔ مثلاً ذراتح (تیلنی مکھی) جذب و ہضم ہونے کے بعد جب گردوں کا راہ خارج ہوتی ہے تو گردوں میں سوزش پیدا کرتی ہے۔ اس قسم کی تاثیر کو تاثیر بعید کہتے ہیں۔

۲۔ تاثیر بالواسطہ:

تاثیر بالواسطہ سے کسی دواء کی وہ تاثیر مراد ہے جو اس دواء کے بدن میں جذب ہونے کے بعد نظام عصبی کے ذریعہ مختلف اعضاء میں پیدا ہوتی ہے مثلاً جب بیش کو استعمال کیا جاتا ہے تو بیش کے جذب ہونے کے بعد قوب انبساط عصبی مرکز کے متاثر ہونے کی وجہ سے کمزور ہوجاتا ہے۔

بیرونی ادویہ کا انجذاب

جو ادویہ برونی طور پر استعمال کی جاتی ہیں جذب ہونے یا نہ ہونے کی لحاظ سے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو وہ ادویہ ہیں جو مسامات کے ذریعہ اندرونی اعضاء میں جذب ہوکر اپنا عمل کرتی ہیں۔ مثلاً مالش کی جانے والی تمام وہ ادویہ جن میں روغن شامل ہوتے ہیں۔

دوسری وہ دائیں ہیں جو اندرونی اعضاء میں جذب ہوتیں بلکہ بدن کے باہر ہی رہ کر کوئی کیفیت پیدا کردیتی ہیں۔ اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔ یا تو وہ کیفیت جس میں کوئی فعل موجود ہو۔ مثلاً طلاء، جو بارد ہو اور اپنی برودت کی وجہ سے اس جگہ کر سرد کردے یا وہ تکمیل جو بالفعل حار ہو اور حرارت کی وجہ سے اس جگہ کر گرام کردے یا وہ کیفیت جس میں بالفعل موجود نہیں ہوتی بلکہ ان ادویہ کے استعمال ہونے کے بعد ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً بخارات بن کر اڑ جانے والی ادویہ کے یا اطلیہ کے استعمال سے جلد سرد ہوجاتی ہے۔

ادویہ کی خصوصیات تاثیر

بعض ادویہ ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا مخصوص اثر ان کے صرف بیرونی طور پر استعمال کرنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے لیکن جب اسکو بیرونی طور پر استعمال نہ کر کے اندرونی طور پر استعمال کیا جائے تب ان کا یہ اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً پیاز (عنصل) کو جب برونی طور پر ضماد کیا جاتا ہے تو جلد پر آبلہ پڑ جاتا ہے اور جلد زخمی ہو جاتی ہے لیکن جب اس کو اندرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو ایسا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

بعض ادویہ ایسی ہوتی ہیں جن کا مخصوص اثر صرف اندرونی طور پر استعمال کرنے سے ہوتا ہے لیکن جب ان کو بیرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے تب وہ اثر بالکل ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً سفیدہ کاشغری کو اگر اندرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو مہلک ثابت ہوتی ہے لیکن جب سفیدی کاشغری کو بیرونی طور پر مرہم اور ضماد کی صورت میں استعمال کیا جائے تو اس کا یہ اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

بعض ادویہ ایسی ہوتی ہیں جن کے اندرونی اور بیرونی استعمال سے دو متضاد تاثیریں ظاہر ہوتی ہیں یعنی انکے بیرونی استعمال سے جو تاثیر ظاہر ہوتی ہے، اندرونی استعمال سے اس کے بالکل برعکس تاثیر ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً کشنیز خشک کو جب بیرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو یہ اورام کو تحلیل کر دیتی ہے اور جب کشنیز خشک کو اندرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو تحلیل کے برعکس یہ مواد کو زیادہ غلیظ و کشیف بنا دیتی ہے (علم الادویہ نفیسی)

ادویہ کے اثرات مختلف اعضاء پر: مختلف ادویہ کے اثرات مختلف اعضاء کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ بعض ادویہ صرف قلب سے تعلق رکھتی ہیں ایسی ادویہ کو ادویہ قلبیہ کہا جاتا ہے۔

بعض ادویہ دماغ سے تعلق رکھتی ہیں ایسی ادویہ کو ادویہ دماغیہ کہا جاتا ہے۔ بعض ادویہ کا خصوصی اثر کبد (جگر) پر ہوتا ہے۔ ایسی ادویہ کو ادویہ کبدیہ کہا جاتا ہے۔

بعض ادویہ کا مخصوص اثر امعاء پر ہوتا ہے بعض ادویہ کا اثر گردوں پر، بعض ادویہ کا اثر رحم پر اور بعض ادویہ کا اثر جلد پر ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں مثال کے طور پر اسہال آنے لگتے ہیں۔ اور بول وحیض کا ادرار ہوتا ہے۔ یا پسینہ کا ادرار ہوتا ہے

مقدار خوراک کی کمی وبیشی سے ادویہ کی تاثیر میں اختلاف: بعض ادویہ کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ کم مقدار میں تو کچھ اثر کرتی ہیں اور زیادہ مقدار میں کچھ اور اثر کرتی ہیں۔ مثلاً کافور زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے ضعف باہ پیدا کرتا ہے اور کم مقدار میں استعمال کرنے سے مقوی باہ ہے۔

ریوند چینی کی مقدار میں مقوی معدہ ہے لیکن زیادہ مقدار میں مسہل کا کام انجام دیتی ہے۔ بعض اوقات ایک ہی دواء سے دو متضاد اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً ریوند چینی جب زیادہ مقدار میں استعمال کی جاتی ہے تو اس سے پہلے اسہال آتے ہیں اور بعد میں قبض پیدا ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ اگر ایک ہی دواء سے دو متضاد اثرات ظاہر ہوتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ دونوں متضاد اثرات کا سبب اس دواء کا ایک ہی جز ہے۔ بلکہ ایسی صورت میں ایک ہی دواء کے دو مختلف اجزاء ہوتے ہیں جو یا تو مختلف اوقات میں مقدم و موخر عمل کرتے ہیں جیسا کہ ریوند چینی میں مسہل جز کا اثر پہلے ہوتا ہے اور قابض جز کا عمل بعد میں ہوتا ہے۔ یا جذب ہونے کے بعد مختلف اجزاء مختلف اعضاء پر اثر کرتے ہیں جن کے ساتھ ان کے عمل کا خصوصی تعلق ہوتا ہے۔ ریوند چینی دواء مرکب القویٰ کی بہترین مثال ہے۔ (شیخ الرئیس)

ادویہ کی طبعی خصوصیات

ادویہ کی طبعی خصوصیات سے ان کی بدنی تاثیرات کے علاوہ وہ مخصوص امتیازی علامات واوصاف مراد ہیں جوایک دواء کو دوسری دواء سے ممتاز کرتی ہیں۔ ان مخصوص علامات واوصاف کے بغیر ہم کسی دواء کو شناخت نہیں کر سکتے دواء کی ماہیت اور اصلی صورت کو شناخت کرنے کے لئے ہم اس قسم کی علامات کو دیکھتے ہیں مثلاً دواء کی مخصوص بو، رنگ، مزہ، وزن اور ظاہری شکل وصورت۔ یہ ممکن ہے کہ دو چیزوں کا رنگ یا مزہ یا بو یکساں ہو لیکن نہ ناممکن ہے کہ وہ دونوں چیزیں تمام خصوصیات اور ساری باتوں میں مشترک ہوں۔

اطباء قدیم کا قول ہے کہ جن دو چیزوں کی ماہیت الگ الگ ہوتی ہے، ان دونوں کی اصلی صورت اور اجزاء ترکیبی بھی ایک دوسرے مختلف ہوتی ہیں۔ اطباء قدیم کا یہ بھی کہنا ہے کہ تمام مادی چیزیں جن میں ادویہ بھی شامل ہیں ان کے ظاہری اور باطنی خواص ان کی صورت نوعیہ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ جب کسی دواء کے ترکیبی اجزاء بدل جاتے ہیں تو اس کی اصلی صورت بھی بدل جاتی ہے اور اس کے سابقہ خواص بھی کچھ نہ کچھ بدل جاتے ہیں۔ کسی چیز کی صورت نوعیت پہنچاننے کا ذریعہ اصل میں یہی ظاہری وباطنی خواص ہی ہوا کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا طبعی خصوصیات (رنگ، بو، مزہ، شکل وصورت، وزن) کے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں جو کسی دواء کی ماہیت کی شناخت میں رہنمائی کرتی ہیں۔ مثلاً (۱) ادویہ کا بخارات کی شکل میں صعود کر جانا (۲) ادویہ کا جل اٹھنا۔ (۳) ادویہ کا پگھل جانا (۴) ادویہ کا جم جانا (۵) رطوبت کو جذب کرنا (۶) رطوبت کو خشک کرنا (۷) ادویہ کا کھل جانا (۸) کسی خاص چیز کے ساتھ مل کر حل ہو جانا۔ (۹) قلموں کی شکل اختیار کر لینا (۱۰) ترکیب پانا۔

ا۔ ادویہ کا بخارات کی شکل میں صعود کر جانا:

بعض ادویہ یا ان کے مخصوص اجزاء کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ ماحول کی معمولی حرارت یا دھوپ سے اور آگ کی تیز حرارت سے متاثر ہو کر بخارات کی شکل میں صعود کرنے لگتے ہیں، مثلاً کافور، سم الفار ا، رسکپور، نانخواہ، بادیان، گلسرا خ، لوبان گندھک وغیرہ۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے ایک خاص ترکیب کے ذریعہ سم الفار، رسکپور، لوبان وغیرہ کا جوہر اڑایا جاتا ہے، گندھک، لوبان کی دھونی دی جاتی ہے۔ گل سرخ، بادیان، کیوڑا، نعناع نانخواہ، گاوزبان، دارچینی اور

زنفل و دیگر تمام ادویہ مشمومہ کا عرق کشید کیا جاتا ہے۔ ایسی ادویہ میں ایک لطیف جوہر ہوتا ہے جس میں صعود کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

اگر کسی دواء کا جوہر فعال تلخ، کسیلا، شیریں یا نمکین ہو اور اس کے عرق میں یہ مزہ محسوس نہ ہو تو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہ عرق بیکار ہے کیونکہ اس میں اجزاء صاعدہ نہیں لہٰذا اس کا عرق کشید کرنا درست نہیں ہے۔

۲۔ ادویہ کا جل اٹھنا:

بعض ادویہ کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ معمولی یا تیز حرارت بلکہ بعض اوقات صرف رگڑ سے ہی جل اٹھتی ہیں مثلاً گندھک، بعض ادویہ دوسری ادویہ کے ساتھ مل کر شعلہ کی صورت میں بھڑک اٹھتی ہیں مثلاً گندھک اور شورہ۔

۳۔ ادویہ کا پگھل جانا:

بعض ادویہ حرارت کے اثر سے یا دیگر اشیاء کے ملنے سے پگھل کر رقیق یا کسی قدر ملائم ہو جاتی ہیں مثلاً شحم، موم، روغن زرد، قلعی اسرب وغیرہ۔

۴۔ ادویہ کا جم جانا:

بعض ادویہ کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ حرارت کے اثر سے رقیق ہونے کے بجائے جم جاتی ہیں۔ مثلاً بیضہ مرغ۔

۵۔ رطوبات کا جذب ہو جانا:

بعض ادویہ میں بیرونی رطوبت کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے مثلاً نمکیات اور دیگر کھاری اشیاء موسم برسات مین جب کہ فضاء میں کافی رطوبت ہوتی ہے تو بیرونی ہوا سے پانی کے بخارات کو جذب کر کے کھل جاتی اور نرم ہو جاتی ہیں۔

۶۔ ادویہ کا خشک ہو جانا:

بعض ادویہ جن میں مائیت ہوتی ہے وہ حرارت کے اثر اسے خشک ہو جاتی ہیں جس سے ان کی ظاہری شکل، رنگ، بو وغیرہ مین تبدیلی آجاتی ہے۔ ان ادویہ مین مائیت کے ساتھ اگر دیگر لطیف اڑنے والے جوہر بھی ہوتے ہیں تو وہ بھی پانی کے بخارات کے ساتھ صعود کر جاتے ہیں۔ مثلاً گل سرخ۔

۷۔ ادویہ کا کھل جانا:

بعض ادویہ بیرونی ہوا سے رطوبت کو جذب کر کے کھل جایا کرتی ہیں مثلاً چونا۔ تازہ چونا جب بھٹی سے نکالا جاتا ہے تو منجمد، وزنی اور پتھر کی صورت میں ہوتا ہے لیکن جب اس کو کھلی ہوا میں رکھا جاتا ہے تو وہ ہوا سے پانی کے بخارات کو جذب کر کے کھل جاتا ہے۔

۸۔ حل ہو جانا:

بعض ادویہ دوسری چیزوں کے ساتھ مل کر حل ہو جاتی ہیں، مثلاً نمک اور شکر پانی میں حل ہو جاتے ہیں لیکن روغن میں حل نہیں ہوتے۔ اسی طرح گندھک اور کافور روغن میں حل ہو جاتے ہیں لیکن پانی میں حل نہیں ہوتے۔

۹۔ ادویہ کا قلموں کی شکل اختیار کر لینا:

بعض ادویہ دانہ دار شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ شکر کو اگر ہم پانی میں حل کر کے آہستہ آہستہ اس کے پانی کو خشک ہونے دیں تو آخر میں مخصوص شکل کے دانے پیدا ہو جاتے ہیں دار چکنہ ہم الفار، رسکپور کا جر ہر جو عمل تصعید سے حاصل کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں ان کی بھی باریک باریک قلمیں ہوتی ہیں۔ خیال رہے کہ ان چیزوں کی مخصوص قلمیں مخصوص شکل میں اسی وقت پیدا ہوتی ہیں جب وہ خالص ہوتی ہیں۔ اگر شہد اور شکر کو ملا کر پانی میں حل کرر کے رکھ دیا جائے اور اس کے بعد اس کو جمنے اور قلموں کو شکل اختیار کرنے کا موقع دیا جائے تو ان دونوں کے مرکب کے جمنے کے بعد میں نہ شکر کے مخصوص دانوں کی شکل پیدا ہوگی اور نہ ہی شہد کی مخصوص لمبی لمبی قلمیں پیدا ہوں گی۔

بعض چیزوں محلول اور سیال ہوتی ہیں مگر جب وہ بعض دوسری چیزوں کے ساتھ ملائی جاتی ہیں تو منجمد اور غلیظ ہو کر تہ نشین ہو جاتی ہیں۔ مثلاً سفید بیضہ مرغ کو اگر صاف پانی میں حل کر دیا جائے تو وہ محلول صورت میں رہے گی۔ اس کے بعد اگر اس میں قلیل مقدار میں شب یمانی (پھٹکری) شامل کر دی جائے تو سفیدی بیضہ مرغ کے محلول اجزاء منجمد ہو کر روئی کے گالے کی شکل میں تہ نشین ہو جائیں گے۔

۱۰۔ ترکیب پانا:

بعض ادویہ دوسری ادویہ کے مخصوص اجزاء کے ساتھ ملنے کی خصوصی صلاحیت رکھتی ہیں چاہے وہ دونوں سادہ طور پر مل جائیں اوران میں کوئی استحالہ نہ ہو۔ مثلاً سکنجبین میں سرکہ اور شہد کے ملنے کے بعد ان کے ترکیبی اجزاء میں کچھ نہ کچھ استحالہ واقع ہو جاتا ہے، ان کا سابقہ مزاج بدل کر ایک نیا مزاج پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض چیزیں آپس میں بالکل نہیں مل پاتیں چاہے وہ سیال ہی کیوں نہ ہوں۔ مشہور ہے کہ روغن اور پانی آپس میں کبھی حل نہیں ہوتے۔

ترکیب کے بعد خصوصیات کی نمائش

جب دو چیزیں آپس میں ملتی ہیں تو فعل وانفعال کے بعد وہ اپنی حالت بدل دیتی ہیں تو اس وقت عجیب وغیریب خصوصیات سامنے آتی ہیں جن سے ان ادویہ کا مائیت کو شناخت کرنے میں مدد ملتی ہے۔ امرود اور انار کو جب لوہے کے چاقو پر لگایا جاتا تو لوہے کا رنگ تانبہ کے رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے کتھا اور چونے کو جب ملایا جاتا ہے تو مرکب مجموعہ میں زرد پن اور حرارت پیدا ہو جاتی ہے اس طرح جب ان بجھے چونے پر پانی ڈالا جاتا ہے تو تیز حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح بعض مرکبات کی ترکیب ایسی نازک ہوتی ہے کہ دھوپ کی حرارت بلکہ روشنی تک کے اثر سے ان کی ترکیبی اجزاء بگڑ جاتے ہیں اور رنگ بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب سیب کو تراش کر چھوڑ دیا جاتا ہے تو اس کا رنگ بھورا سرخ مائل ہو جاتا ہے۔

بعض مرکبات کی ترکیب ہوا کے لگنے سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ ان کا رنگ بو، مزہ اور دیگر خصوصیات بدل جاتی ہیں اس لئے بعض ادویہ کو گرمی سے محفوظ رکھنے لئے ٹھنڈی جگہ میں رکھا جاتا ہے، بعض کو روشنی سے بچا کر تاریکی میں رکھا جاتا ہے۔ بعض ادویہ کو مخصوص رنگ کی شیشیوں میں بند کر کے رکھا جاتا ہے۔ اکثر ادویہ کو طوبت اور بخارات سے بچایا جاتا ہے۔

قیاس اور تجربہ

شیخ الرئیس بوعلی سینا اور دیگر اطباء قدیم کے قول کے مطابق ادویہ کے اثرات، مزاج اور دیگر خصوصیات کے بارے میں قیاس اور تجربہ نے انسانی معلومات میں بڑا اضافہ کیا ہے۔

قیاس:

کسی دواء کے ظاہری حالات کو دیکھ کر اس کے مخفی حالات کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا قیاس کہلاتا ہے یعنی کسی دواء کے ظاہری حالات کے بارے میں سابقہ معلومات اس بات کی جانب ہماری عقل کی رہنمائی کریں کہ اس دواء میں اس قسم کی اثرات پائے جانے چاہئیں۔ چاہے بعد میں تجربہ کرتے وقت یہ عقلی اندازہ صحیح ثابت ہو یا غلط، کیونکہ قیاس کے اندازہ کا ہمیشہ صحیح ہونا ضروری نہیں ہے۔

تجربہ:

کسی دواء کے افعال وخواص جاننے کے لئے بدن پر داخلا یا خارجا آزمانا تجربہ کہلاتا ہے۔ تجربہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ بعض ادویہ کا ترجبہ کسی قیاس کی روشنی میں یا قیاس کے بغیر پہلے جانوروں پر کئے جائیں اور جب مکمل طور پر کسی جانور میں کوئی بات ثابت ہو جائے تو پوری احتیاط کے ساتھ یہی تجربہ انسانوں پر کیا جائے اور دیکھا جائے کہ فلاں دواء کا جو اثر جانور میں ہوا تھا۔ انسان میں بھی وہی اثر ہوا یا نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ کسی دواء کا کوئی خاص اثر جانور میں پیدا ہو لیکن انسانی مزاج کی خصوصیت کی وجہ سے وہ اثر ظاہر نہ ہو یا اس کے مخالف اثر ظاہر ہو۔

انسان پر تجربہ کرتے وقت بہت احتیاط برتی جاتی ہے۔ ابتداء میں قلیل مقدار میں دواء استعمال کرئی جاتی ہے اور جانور پر استعمال کی گئی مقدار تدریجا دی جاتی ہے تب کہیں جا کر یہ تجربہ مکمل ہوتا ہے۔ کسی دواء کے بارے میں ہمارا یہ اندازہ لگانا کہ چونکہ یہ دواء کسی جانور میں فلاں اثر کرتی ہے اس لئے انسان میں بھی وہی اثر پیدا ہوگا ہمارا یہ اندازہ ایک قسم کا قیاس ہی ہے جس کی تصدیق ہم انسانوں پر تجربہ کر کے حاصل کیا کرتے ہیں۔

محرکات تجربہ:

کسی دوا کا تجربہ کرنے کے لئے کون سی چیز انسان کو آمادہ کرتی ہے اس بارے میں علامہ نفیس کا قول ہے کہ کسی دو اء کے بارے میں قیاس ہی رہبری کرتا ہے۔ پھر انسان اس قیاس کی تصدیق کے لئے تجربہ کے ذریعہ اس کی آزمائش کر لیا تا ہے پھر اس خیال تصدیق کے لئے جب اس دواء کا تجربہ کیا گیا تو وہ دوا قیاس کے مطابق وقعی حار نکلی۔

اتفاقات اور تجربہ:

بعض اوقات کسی خیال اور قیاس کے بغیر ہی بعض ادویہ کا تجربہ ہو جاتا ہے چاہے یہ تجربہ قصداً ہو یا اتفاقاً۔ طبیمعلومات اور ادویہ کے اثرات کے ذخیرے میں اتفاقات نے بڑی حد تک مدد کی ہے۔ بے شمار باتیں محض اتفاقی حادثات کے ذریعہ انسانی علم میں آئی ہیں ادویہ کی خصوصیات سے متعلق معلومات میں اتفاقات نے کس طرح مدد کی اور اس کے ذریعہ انسان کے تجربات روز بروز کس طرح پھیلتے چلے گئے وہ حسب ذیل ہیں؛

ا۔ محض اتفاق:

ایک مریض کسی نئی جگہ پہنچا، جہاں اس کو ایسی کوئی دواء یا غذا کھانے کا اتفاقہوا جس کے متعلق اس کو اس سے قبل کوئی علم نہ تھا اس دواء یا غذاء کے کھاتے ہی مریض کو خوب قے ہوئی اور اسہال آنے لگے یا بول و پسینہ کا ادرار ہوا اور اس کا مرض جاتا رہا۔ یا اس کی ماہیت کسی حد تک معلوم تھیمگر اس کے استعمال کے بعد مریض کے بعد میں جو اثرات مرتب ہوئے وہ اثرات اس سے قبل اس کو معلوم نہیں تھے محض اس کا یہ اندازہ تھا۔ اس اتفاقی تجربہ کے بعد لوگوں کے قلوب میں تحقیق اور تلاش کی کواہش پیدا ہوئی اور پھر اپنے طور پر مختلف اطباء نے ان پر مزید تجربے کئے جس کے نتیجہ میں اس چیز کے خواص اور مقدار خوراک وغیرہ طے ہو کر معلومات کے ذخیرہ میں جمع ہو گئے۔

۲۔ میلان طبیعت:

مریض کے دل میں کسی ایسی دوائیا غذاء کھانے کے خواہش پیدا ہوئی ج سکے انعال و خواص پہلے سے معلوم نہ تھے لیکن اس دواء کے استعمال کے بعد کچھ ایسے اثرات اس کے بدن میں ظاہر ہوئے جو پہلے سے معلوم نہ تھے۔ اور اتفاق سے اس مریض کو شفا حاصل ہو گئی۔ مثلاً ایک حکایت ہے کہ ایک شخص مرض استسقاء میں مبتلا تھا اور وہ اپنے مرح سے مایوس ہو چکا تھا۔ اتفاق سے اس کے کانوں میں ایک روز ایک ٹڈی بیچنے والے کی آواز آئی۔ بھنی ہوئی اور مصالحہ دار ٹڈی کا نام سن کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا وہ اپنی علالت سے ناامید تو ہو ہی چکا تھا۔ اس ناامیدی سے اس کو دلیر بنا دیا۔ اس نے بہت ساری ٹڈیاں خریدیں اور خوب طبیعت سے کھائیں۔ اتفاقی طور پر نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مریض انجانے طریقہ پر بالکل تندرست ہو گیا اس اتفاق کے بعد لوگوں کی توجہ تڈی کی طرح گئی اور اس کے شفائی اثرات کا علم ہوا اور اسی وقت سے ٹڈی استسقاء کے مرض میں ایک کامیاب دواء کی حیثیت سے استعمال ہونے لگی۔

۳۔ عداوت، قصد و مضرت:

کسی دشمن نے ازرہ بدنیتی، قتل و ہلاکت وغیرہ کی غرض سے کسی شخص کو سم الفار، شنگرف یا ہڑتال کھلادی۔ اتفاق سے کھانے والا شخص پہلے سے آتشک، دمہ، وجع المفاصل، نقرس جیسے مرض میں مبتلا تھا۔ اس زہر نے اس کے بدن میں کوئی نقصان پہنچانے یا اس کو ہلاک کرنے کے بجائے تریاق کا کام کیا اور اس کا مرض دفع ہوگیا۔ اس طرح سے اس سمی چیزوں کے سفائی خواص معلوم ہوئے۔

۴۔ قحط، جنگ اور مسافرت:

قحط، جنگ اور مسافرت کی مجبوری میں خوراک کم یا ختم ہوجانے کی وجہ سے انسان آلو، زمین قند، اردی، شکرقند جیسی انجانی جڑیں زمین سے کھود کھود کر کھانے لگا ایسے پھل، گل یا برگ کھانے کا اتفاق ہوا جن کے خوص پہلے سے معلوم نہ تھے۔ ایسی انجانی چیزوں کے کھانے سے کھانے والوں کے بدن میں فربہی آگئی یا بدن میں نمایاں اثرات مرتب ہوئے جن کے بارے میں انسان کو پہلے سے علم نہ تھا۔ چوب چینی اور جائے کے فعال و خواص کا علم اس طرح عمل میں آیا۔

۵۔ الہام:

بعض مقدس اور بزرگ ہستیوں کو بعض ادویہ کے خواص ان کی روحانی طاقت کے ذریعہ معلوم ہوئے۔ پھر انھوں نے مریدوں اور عقیدت مندوں کو الہام کا واقعہ بیان کیا۔ بعد میں انہی خواص کی روشنی میں تجربہ کیا گیا اور تجربہ کرنے پر ان کے اثرات صحیح پائے گئے۔

۶۔ القاء:

انتہائی بے بسی اور مایوسی کے عالم میں مریض کے دل میں قدرتی طور پر یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ دواء استعمال کی جائے یا یہ تدابیر اختیار کی جائے تو صحت حاصل جائے گی اور اس کے بعد اپنے تخیل کے مطابق عمل کیا، نتیجہ اتفاق سے اس کی امید کے مطابق نکلا۔ اس طرح بھی بعض ادویہ کے افعال و خواص علم میں آئے۔

۷۔ خواب:

بعض اوقات مریض کو خواب میں کوئی علاج بتایا گیا اور بیدار ہونے کے بعد خواب کے مطابق عمل کرنے پر وہی نتیجہ برآمد ہوا جو خواب میں بتایا گیا تھا۔ بقراط کے زمانہ سے قبل یانانیوں کے مندروں میں علاج کا یہی طریقہ رائج تھا۔

۸۔ درس حیوانی:

بعض حیوانات بیمار ہونے کے بعد اپنا علاج فطری طور پر خود ہی کر لیا کرتے ہیں۔ حیوانات کو علاج کرتا دیکھ کر انسان نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ حکیم سید محمد حسین صاحب مخزن الادویہ نے لکھا ہے کہ حقنہ کے عمل کو جالینوس نے ایک پرندے سے سیکھا ہے اور اسی وجہ سے حقنہ کو عمل طائر بھی کہتے ہیں۔

واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ گدھ جیسا پرندہ سمندر کے کنارے سے بیٹھا ہوا تھا۔ سمندر کا کھارا پانی اپنی چونچ میں بھر بھر کر اپنے مبرز میں داخل کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جالینوس نے دیکھا کہ اس پرندے کو کھل کر اسہال آنے لگے اور وہ آرام سے اڑ گیا۔ پرندے کا یہ عمل دیکھ کر جالینوس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ امعاء کی صفائی کے لئے کیوں نہ یہ کھارا پانی انسان کی امعاء مستقیم میں داخل کیا جائے۔ چنانچہ تجربہ کے طور پر عمل کیا گیا اور نتیجہ امید کے مطابق نکلا۔ اس طرح حقنہ کی ایجاد عمل میں آئی جس میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سی تبدیلیاں ہوتی گئیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ موسم سرما گزرنے کے بعد سانپ جب اپنے بل میں سے باہر نکلتا ہے تو اس کو کم نظر آتا ہے جس کا علاج وہ اپنی آنکھوں کو بادیان کی ہری بوٹی سے رگڑ کر کیا کرتا ہے تب ہی سے معلوم ہوا کہ بادیان آنکھوں کے لئے مفید ہے۔ تب ہی سے انسان نے سمجھا کہ شاید بادیان کا آنکھوں کی روشنی سے کوئی خاص تعلق ہے پھر انسان نے آنکھوں پر بادیان کا تجربہ کیا اور وہ مفید ثابت ہوا۔

قیاس کے مقابلہ میں تجربہ کی اہمیت

ادویہ کی تاثیرات کی تصدیق کرنے کا مکمل اور بھروسہ کے قابل ذریعہ صرف تجربہ ہے۔ قیاس تو صرف ذہن کو تجربہ کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ اکثر اوقات انسان کے دماغ میں تجربہ کرنے کا خیال اسی وقت آتا ہے جب وہ کسی چیز کے کچھ حالات دیکھ کر کوئی اندازہ قائم کرلیتا ہے۔ اس اندازہ کی روشنی میں جب وہ تجربہ کرتا ہے تو کبھی اس کا قیاس صحیح ثابت ہوتا ہے اور کبھی غلط۔

علامہ نفیس نے لکھا ہے کہ تجربہ کے نتیجہ میں کسی دواء کی تاثیر کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے جبکہ قیاس سے یقینی علم حاصل نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے قیاس میں کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔

قیاس سے تجربہ اور تجربہ سے قیاس:

یہ بات ذہن مین رکھنی چاہئے کہ کسی قیاس کی بنیاد بھی حقیقت میں کوئی سابقہ تجربہ ہی ہوا کرتا ہے جو دورے تجربہ کے لئے راستہ کھاتا ہے چنانچہ کسی نئی دواء کے متعلق یا کسی دواء کے نئے فعل کے متعلق ذہنی اندازہ کچھ اس طرح قائم ہوتا ہے۔

۱۔ جو دوا ہمارے سانے ہے اس میں حقیقت پائی جاسکتی ہے جو ہم نے اس سے قبل کبھی دیکھی تھی۔

۲۔ ہمارا سابقہ تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایسی ہی خصوصیات رکھنے والی فلاں دواء میں اس قسم کے اثرات تھے۔ ممکن ہے کہ اس دواء میں بھی وہی اثرات ہوں۔ مختصر یہ ہے کہ تجربہ سے قیاس اور قیاس سے تجربہ وابستہ ہے۔

علامہ نفیس کے قول کے مطابق تجربہ کا طریقہ اور عمل طبیب اور غیر طبیب دونوں کے لئے عام ہے اس کے برخلاف قیاس کا طریقہ صرف فاضل اطباء کے لئے مخصوص ہے۔

اس سے قبل بیان کیا جاچکا ہے کہ ادویہ کے اثرات دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو کسی قاعدہ وقانون کے تحت آتے ہیں۔ مثلاً ماز و حاب سالدم ہے کیونکہ ماز و کی قوت قابضہ سے عروق سکڑ کر بند ہو جاتے ہیں جس سے خون کا بہنا بند ہو جاتا ہے۔

دوسرے اثرات وہ ہیں جن کے عمل کرنے کا طریقہ کسی قاعدہ قانون کے تحت بیان نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ادویہ ذو الخاصہ کے اثرات ظاہر ہے کہ ہمارے ذہن اندازے سے صرف اثرات تک پہنچ سکتے ہین جو کسی قانون کے تحت آسکتے ہیں لیکن ذوالخاصہ عجیب وغریب اور سمجھ میں نہ آنے والے اثرات دماغ تک پہنچنا ناممکن ہے۔

شرائط تجربہ:

کسی دواء کے بارے میں ہمارا قیاس بالکل صحیح ہے اور اس پر بروسہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب کسی دواء پر تجربہ کرتے وقت مندرجہ ذیل شرائط کی مکمل پابندی کی گئی ہو۔

ا۔ شرط اول:

تجربہ انسانی بدن پر کیا جائے اس شرط کی پابندی دو وجوہ سے ضروری ہے ایک تو اس لئے کہ انسان کا مزاج دوسرے حیوانات کے مزاج سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کوئی دوا انسانی مزاج کے لئے حار ہو اور دیگر حیوانی مزاج کے لئے بارد ہو یا انسانی مزاج میں کوئی مخصوص اثر پیدا کرتی ہو۔ اور حیوانی مزاج میں اس کے بالکل برعکس۔

ثانیاً یہ کہ ممکن ہے کہ کسی حیوان کے بدن میں جس دواء کا اثر قبول کرنے کی خاصیت ہو اور یہ خاصیت انسانی مزاج میں نہ ہو۔ مثلاً ایک پرندہ (زر زور) اپنی خاصیت کی وجہ سے شوکران کھاتا ہے اور اس پر کوئی مہلک اثر نہیں ہوتا۔ برعکس اس کے شوکران انسان کے لئے ایک مخدر سم ہے۔

اسی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عدد مغز بادام یا ایک عدد خرما گھوڑے کے لئے سخت مسخن ہے اس تھوڑی سی مقدار سے اتنے بڑے جانور کے جسم میں بہت زیادہ پسینہ آتا ہے۔

اس طرح انسانی فضلات جو انسان کے لئے تقریباً سم کا درجہ رکھتے ہیں وہ بعض دیگر جانوروں کے لئے من بھاتی خوراک ہے۔

اسی طرح بکریاں سمی نباتات مثلاً مدار (آکھ) خوب کھاتی ہیں، یا مور سانپ کو کھالیا کرتا ہے اور انسان کے لئے سانپ اور مدار سم کا درجہ رکھتے ہیں۔

۲۔ شرط دوئم:

تجربہ کی جانے والی دواء طبعی اور اصلی ہو اور تمام بیرونی عوارج اور عارضی کیفیات سے خالی ہو۔ عارضی کیفیات سے وہ کیفیات مراد ہیں جو دواء کی طبیعت سے نہ پیدا ہوئی ہوں بلکہ وہ کسی عارضی اثر سے پیدا ہوتی ہوں۔ مثلاً کوئی چیز آگ سے گرم یا برف سے سرد کی گئی ہو۔ یا وہ عارضی کیفیات اندرونی طور پر ہی کسی اور وجہ سے پیدا ہوگئی ہوں، مثلا کوئی دواء متعفن ہوگئی ہو یا مغزیات رکھے رکھے خراب ہوگئے ہوں۔ چنانچہ وہ افیون حرارت پیدا کرسکتی ہے اور عروق کو کشادہ کرسکتی ہے جو آگ سے گرم کرلی گئی ہو۔ اسی طرح وہ فرفیون اپنے ذاتی فعل کے خلاف عروق کو سکیڑ سکتا ہے اور

برودت پہنچا سکتا ہے جو برف سے سرد کر لیا گیا ہو۔ اسی طرح عفونت جیسی دیگر کیفیات دواء کی اصلی کیفیات اور طبعیت کو بدل کر دوسری طبیعت اور دوسرے خواص پیدا کر دیتی ہیں۔

۳۔ شرط سوئم:

دواء کو مخالف اور مختلف امراض میں استعمال کرایا جائے جس سے کسی مرض میں نفع ظاہر ہو اور کسی مرض میں نقصان ظاہر ہو اس سے معلوم ہو جائے گا کہ دواء کی کیفیت اس مرض کے مطابق ہے یا مخالف۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دواء کو مختلف مقداروں میں، مختلف عمروں میں، مختلف موسموں میں اور مختلف طریقوں سے استعمال کرایا جارہا ہے اور جو اثرات ظاہر ہوں ان کو نوٹ کر لیا جائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایک دواء قلیل مقدار میں کچھ اثر ظاہر کرے اور زیادہ مقدار میں کچھ اور اثر ظاہر کرے۔ اسی طرح مختلف دواؤں کے ساتھ ملنے سے کسی دواء کی تاثیر کبھی تیز ہو جاتی ہے اور کبھی سست اور کبھی اس کا اثر بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ کسی دواء کی تمام خصوصیات اسی وقت معلوم ہو سکتی ہیں جب دواء کو مختلف طور پر استعمال کر کے تجربہ کیا جائے۔

۴۔ شرط چہارم:

تجربہ کی جانے والی ادویہ مفرد اور بسیط امراض میں استعمال کرائی جائیں یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ جب ادویہ مرکب مرض میں استعمال کرائی جاتی ہیں تو اس وقت متضاد کیفیات سے نفع حاصل ہوتا ہے اس لئے مرکب مرض میں دواء کے استعمال کے بعد جو نفع یا نقصان ظاہر ہو گا وہ دواء کی اصلی کیفیت کو نہیں بتا سکے گا۔

۵۔ شرط پنجم:

جس قوت کا مرض ہو اور جس قدر وہ مرض اعتدال سے ہٹا ہوا ہو اسی قوت کی دواء درجہ، کیفیت اور وزن کے لحاظ سے استعمال کرائی جائے کیونکہ بعض اوقات دواء کی اصلی کیفیت اگرچہ مرضی کیفیت سے مخالف ہوتی ہے تو اس لحاظ سے مرض میں یقیناً نفع حاصل ہونا چاہئے، مگر وہ محض اس وجہ سے نقصان پہنچا دیتی ہے کہ اس کی قوت مرض کی شدت سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ کسی مرض کی زیادتی کبھی زندگی اور صحت کے لئے نقصان دینے والی ہوتی ہے۔ اس طرح اگر دواء کی قوت مرض کی قوت سے کم ہوتی ہے تو بعض اوقات دواء کا اثر ظاہر ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی اصلی کیفیت کا علم بھی نہیں ہو پاتا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ غیر معروف ادویہ کے تجربہ میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ پہلے بہت قلیل مقدار میں دواء استعمال کر کے اس کے اثرات دیکھے جائیں اس کے بعد آہستہ آہستہ مقدار بڑھائی جائے۔

۶۔ شرط ششم:

تجربہ کی جانے ولای دواء کا اثر ابتداء ظاہر ہو کیونکہ ادویہ کی اصلی قوتوں کے اثرات عام طور پر اسی وقت ظاہر ہوتے ہیں جب وہ وارد بدن ہو کر حرارت غریزی کو متاثر کرتی ہیں ان میں ابتدائی طور پر کوئی اثر غالب نہ ہو یا پہلے ایک اثر ظاہر ہو اور اس کے بعد دوسرا اثر اس کے برعکس ظاہر ہو تو ایسی صورت میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ بعد والا اثر عارضی ہوتا ہے۔ اور پہلا اثر ذاتی۔ خاص طور پر اس وقت جب بعد کا اثر ان کے عارضی اثر کے بعد ظاہر ہوا کرتا ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کوئی عارضی قوت ان کی اصلی قوتوں پر غالب آجائے۔ مثلاً گرم پانی سے پہلے گرمی پیدا ہوتی ہے جو اس کا عارضی اثر ہے۔ اس کے بعد جب اس کا عارجی اثر دور ہو جاتا ہے۔ تو اس سے ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے جو پانی کا خاصہ ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض ادویہ دو یا دو سے زیادہ جوہروں سے مرکب ہوتی ہیں۔ اور یہ جوہر مختلف اوقات میں اپنا اپنا فعل انجام دیتےہیں۔ اس لئے یہ دونوں اثرات چاہے متضاد اور آگے پیچھے ظاہر ہوں اصلی و ذاتی ہی رہیں گے۔ مثلاً ریوند چینی میں ایک جوہر مسہل ہے جو پہلے عمل کرتا ہے اور ایک جوہر قابض ہے جو بعد میں معاء میں قبض پیدا کر دیتا ہے۔

۷۔ شرط ہفتم:

دواء کی تاثیر دائمی ہو کیونکہ جو تاثیر دائمی نہ ہو وہ عام طور پر اتفاقی ہوا کرتی ہے اصلی اور طبعی نہیں ہوتی۔ کیونکہ جو اثرات کسی دواء کی طبیعت سے پیدا ہوتے ہیں وہ اس سے الگ نہیں ہو سکتے۔

دوران تجربہ ضروری احتیاط

غیر معروف ادویہ کے تجربہ اور امتحان میں بہت زیادہ خطرہ ہے کیونکہ معمولی سی غفلت اور توجہ نہ دینے کی وجہ سے محض تجربہ میں قیمتی انسانی جانیں ضائع ہو سکتی ہیں، ممکن ہے کہ وہ غیر معروف دواء کوئی سم قوی ہو جس کی معمولی مقدار بھی مہلک ثابت ہو سکتی ہے اس لئے اطباء قدیم نے تجربہ کے لئے چند ہدایات فرمائی ہیں جس حسب ذیل ہیں؛

۱۔ جب دواء کے اثرات کا تجربہ کرنا مقصود ہو اس کو استعمال کرنے سے قبل بغور دیکھ لینا چاہئے کہ اس دواء کی بو اور مزہ کیسا ہے۔ اگر اس کی بو اور مزہ ناخوشگوار ہو تو خیال کرنا چاہئے کہ وہ دواء مضرات سے خالی نہیں ہے ایسی دواء کو سخت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اگر کسی دواء کے استعمال کرنے کے بعد طبیعت میں کراہیت اور نفرت پیدا ہو تو خیال کرنا چاہئے کہ اس دواء میں کچھ خطرناک اور نقصان دہ اجزاء ضرور موجود ہیں۔ ایسی دواء کو استعمال کرنے سے قبل تجربہ کی ابتدائی منازل طے کرنا ضروری ہے۔

بعض ادویہ ایسا تیز عمل کرتی ہیں کہ ان کی قلیل مقدار بھی چکھنے اور سونگھنے سے موت واقع ہوسکتی ہے۔اس لئے احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ غیر معروف ادویہ کو چکھنے اور سنگھنے کی بھی جرات نہ کی جائے بلکہ حیوانات پر تجربے کئے جائیں۔

۲۔ غیر معروف ادویہ کا تجربہ پہلے جانوروں پر کیا جائے خاص طور پر ایسے حیوانات جن کے مزاج انسانی مزاج سے قریب تر ہوں مثلاً بندر، بلی، خرگوش وغیرہ اور جو اثرات ان پر ظاہر ہوں ان کا بغور معائنہ کیا جائے جب چند بار کی آزمائش کے بعد کوئی اثر یقینی ہا جائے تو پھر اس کی تصدیق کے لئے انسان میں بھی قلیل مقدار میں وہ دواء استعمال کی جائے پھر آہستہ آہستہ اس مقدار کو بڑھایا جائے۔

۳۔ جانوروں پر تجربہ کرنے کے بعد انسان پر تجربہ کرنے کے لئے ایسے انسان کا انتخاب کیا جائے جو تندرست، توانا اور جوان ہو۔ بچوں، بوڑھوں اور کمزور و مریض انسانوں پر پہلے کسی نئی دواء کا تجربہ ہرگز نہ کیا جائے کیونکہ ان میں قوت برداشت بہت کم ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دواء سمی ہو جس کا نقصان ایسے انسان کے لئے نا قابل برداشت ثابت ہو۔ اس کے بعد دیگر اشخاص میں اس دواء کے اثرات دیکھے جائیں اس طرح تجربہ کے نتیجہ میں دواء کا مزاج، درجہ تاثیر، خواص اور مقدار خوراک متعین ہوکرتی ہیں۔

کسی غیر معروف دواء کی تاثیرات کے بارے میں کوئی اندازہ قائم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل باتیں ہمارے ذہن کی رہنمائی کرتی ہیں:

(۱) دواء کا استحالہ (۲) مزہ (۳) بو (۴) رنگ (۵) قوام (۶) دیگر

خصوصیات:

ان میں سے ایک یا کئی باتیں جب کسی انجانی دواء میں ہمیں نظر آتی ہیں تب ہمارے ذہن میں یہ بات آجتی ہے کہ فلاں جانی پہنچانی دواء میں بھی یہی باتیں پائی جاتی ہیں اور ہمارے سابقہ تجربہ میں اس دواء میں یہ اثرات ہیں تو عین ممکن ہے کہ اس انجانی دواء میں بھی یہی اثرات موجود ہو۔ مثلاً ہمیں معلوم ہے کہ کافر مسکن الم ہے اس کے بعد ہمیں ایک ایسی انجانی دوا ملتی ہے جس میں کافور جیسی بو آرہی ہو بو سونگھنے کے بعد ہمارے ذہن میں فوراً یہ بات آجاتی ہے کہ شاید یہ بھی کافور کی طرح ہی مسکن الم ہو اسی کا نام قیاس ہے اس کی تائید و تردید بعد میں تجربہ کے ذریعہ ہوکرتی ہے۔

۱) دواء کا استحالہ:

دواء کے استحالہ سے مراد ہے کہ حرارت، روشنی ہوا اور پانی سے یا رگڑ سے گھسنے سے یا کسی دوسری چیز کے ذریعہ مخلوط کرنے سے کسی دواء کی حقیقی اور ظاہری صفات میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ حقیقی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ

اس دواء کی ماہیت میں مکمل یا جزوی طور پر تبدیلی واقع ہو جائے اور ظاہری تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ اس دواء کی حقیقی ماہیت میں تو کوئی تبدیلی واقع نہ ہو لیکن اس کی بعض ظاہری صفات مثلاً رنگ، بو، مزہ، وزن اور شکل تبدیل ہو جائیں حالانہ ماہیت کی تبدیلی کے بغیر کسی چیز کی ظاہری صفات کا بدلنا ممکن ہے لیکن اس کی مثالیں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ دواء کے تمام اجزاء کی ترکیب بدل جاتی ہے تب ہی اس کی ظاہری صفات میں تبدیلی آتی ہے۔

استحالہ کے ذریعہ قیاس کی مثال یہ ہے کہ ایک دواء آگ یا دھوپ کی گرمی میں رکھی جائے تو وہ جل اٹھتی ہے۔ اور دوسری دواء میں اس طرح کا کوئی ایسا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اس سے ہمارے ذہن میں فوراً یہ بات آتی ہے کہ جل اٹھنے والی دواء مزاج کے لحاظ سے حار ہو جس طرح وہ باہر جل کر حرارت پیدا کرتی ہے ہوسکتا ہے کہ اسی طرح وہ وارد بارن ہو کر بدنی حرارت کو مقامی طور پر یا عمومی طور پر بڑھا دے اور جو چیز باہر آگ سے نہیں جل رہی ہے وہ بدنی حرارت کی پیدائش میں بھی بیکار ہے۔

ہمارے تجربے اکثر ایسی چیزوں کی تصدیق کرتے ہیں کہ جو چیزیں باہری حرارت سے متاثر ہو کر جل جایا کرتی ہیں وہ انسانی بدل کے لئے بھی حار ہوتی ہیں۔ اس کے بعد حرارت کا درجہ مقرر کرنے کے لئے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون سے دواء جلدی یا تیزی کے ساتھ جل اٹھتی ہے اور کون سی دواء دیر میں سستی کے ساتھ۔ جو ادویہ جلدی بھڑک اٹھتی ہیں ان کے بارے میں قیاس یہ ہے کہ شاید وہ بدن کے لئے بھی زیادہ مسخن ثابت ہوں اور جو ادویہ سستی کے ساتھ جل اٹھی ہیں وہ بدن میں اسی تناسب سے کم حرارت پیدا کرتی ہیں۔

۲) مزہ

تاثیر ادویہ کے بارے میں قیاس اور اندازہ قائم کرنے کے لئے مزہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اس لئے نو قسم کے مزے اصلی اور بنیادی مانے گئے ہیں۔

۱۔ حریف (چرپرا)، مثلاً فلفل سرخ، فلفل سیاہ اور خردل کا مزہ۔

۲۔ مُر (تلخ)، مثلاً صبر زرد کا مزہ

۳۔ مالح (نمکین) مثلاً نمک طعام کا مزہ۔

۴۔ حامض (ترش کھٹا) مثلاً آلو بخارہ اور تمر ہندی کا مزہ

۵۔ عفص (کسیلا)، مثلاً مازو کا مزہ

۶۔ قابض (سیٹھا) مثلاً سپاری کا مزہ

۷۔ دسمی (چکنا) مثلاً روغن زرد (دیسی گھی) کا مزہ

۸۔ حُلو (شیریں میٹھا) مثلاً عسل خالص اور شکر سفیس کا مزہ

۹۔ تفہ یا مسیخ (پھیکا)، مثلاً پانی کا مزہ

۱) ادویہ حریفہ:

ادویہ حریفہ میں مندرجہ ذیل تاثیرات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ تفتیح عروق (عروق کو کشادہ کرنا)۔

۲۔ تلطیف وترقیق مواد (مواد کو لطیف اور رقیق بنانا)

۳۔ تسخین (حرارت پیدا کرنا)

۲) ادویہ مرہ:

ادویہ مرہ میں بھی عام طور پر ایسی ہی تاثیرات پائی جاتی ہیں لیکن بعض تلخ ادویہ ایسی بھی ہوتی ہیں جو اس کے برعکس اثر کرتی ہیں مثلاً افیون جو قابض ہوتی ہے اس کے علاوہ بعض تلخ ادویہ مانع عفونت بھی ہوتی ہیں مثلاً نیب (نیم)

۳) ادویہ مالحہ:

ادویہ مالحہ یعنی نمکین ادویہ میں مندرجہ ذیل تاثیرات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ تفتیح عروق (عروق کو کشادہ کرنا)۔

۲۔ تلطیف مواد (مادہ کو لطیف بنانا)

۳۔ جلاء (مادہ کو صاف کرنا)

۴۔ مانع عفونت (عفونت کو روکنا)

۵۔ تسخین (حرارت پیدا کرنا)

۴) ادویہ حامضہ:

(ترش وکھٹی ادویہ) ادویہ حامضہ میں مندرجہ ذیل تاثیرات پائی جاتی ہیں:

۱۔ تلطیف و تقطیع مواد (مواد کو لطیف بنانا اور ان کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کرنا)۔

۲۔ تفتیح سدد (سدد کو کھولنا)

۴۔ تفتیح مجاری (مجاری کو کشادہ کرنا)

۵) ادویہ عفصہ:

ادویہ عفصہ میں مندرجہ ذیل تاثیرات پائی جاتی ہیں:

۱۔ قابض عروق (عروق کو سیکڑتی ہیں)۔

۲۔ تقلیل حرارت (حرارت کی پیدائش کو کم کرتی ہیں)۔

۳۔ اعضاء میں کثافت وصلابت پیدا کرتی ہیں۔

۴۔ حابس الدم (جریان الدم کو روکتی ہیں)۔

۵۔ حابس اسہلا (دستوں کو روکتی ہیں)

۶) ادویہ قابضہ:

ادویہ قابضہ میں مندرج ذیل تاثیرات پائی جاتی ہیں:

۱۔ قابض عروق (عروق کو سیکڑتی ہیں)

۲۔ حابس الدم (جریان الدم کو روکتی ہیں)

۳۔ حابس اسہلا (اسہال کو روکتی ہیں)

۴۔ اعضاء میں کثافت وصلاحیت پیدا کرتی ہیں۔

۷) ادویہ دسمیہ:

ادویہ دسمیہ میں مندرجہ ذیل تاثیرات پائی جاتی ہیں:

۱۔ مرطب بدن (بدن کو رطب بنانا)

۲۔ ملین (نرم کرنا)۔

۳۔ مرخی (بدن کو ڈھیلا کرنا)

۴۔ مزلق

۵۔ منضج مواد (مواد کو نضج دینا)۔

۸) ادویہ حلو:

ادویہ حلو میں مندرجہ ذیل تاثیرات پائی جاتی ہیں؛

۱۔ جالی (مواد کو صاف کرنا)۔

۲۔ مرخی (بدن کو ڈھیلا کرنا)

۳۔ منضج مواد۔

۴۔ ملین۔

۵۔ مرقق مواد

۶۔ مسخن

۹) ادویہ تفہ:

ادویہ تفہ میں مندرجہ ذیل تاثیرات پائی جاتی ہیں:

۱۔ مسکین حرارت (حرارت کو ساکن کرتی ہیں)۔

۲۔ مسکن عطش (پیاس کو ساکن کرتی ہیں)

۳۔ مرطب۔

مذکورہ بالا مزوں کے درمیان حرارت و برودت کے لحاظ سے درجات قائم کئے گئیں ہیں۔علامہ نفیس نے لکھا ہے کہ تمام مزوں کی کیفیت کے درجات بالکل یکساں نہیں ہوتے بلکہ حار مزوں میں سب سے زیادہ حرارت حریف کے اندر پائی جاتی ہے اس کے بعد مالح میں، اس کے بعد مُر میں پائی جاتی ہے۔

بارومزوں میں سب سے زیادہ برودت ادویہ عفصہ میں پائی جاتی ہے اس کے بعد قابض میں اور اس کے بعد حامض میں پائی جاتی ہے۔

جن ادویہ میں حرارت و برودت دونوں کیفیت پائی جاتی ہیں ان میں ادویہ حُلو حرارت کی جانب زیادہ مائل ہوتی ہیں اس کے بعد ادویہ دسمیہ میں حرارت پائی جاتی ہے۔

رطب مزوں میں سب سے زیادہ رطوبت ادویہ تفہ میں پائی جاتی ہے۔اس کے بعد حُلو میں، اس کے بعد دسمی میں پائی جاتی ہے۔

یابس مزوں میں سب سے زیادہ یبوست ادویہ مرہ میں اس کے بعد ادویہ حریفہ میں اور اس کے بعد ادویہ عفصہ میں پائی جاتی ہے۔

جن مزوں میں رطوبت و یبوست پائی جاتی ہیں وہ معتدل ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے کم یبوست ترشی میں پائی جاتی ہے اس کے بعد قابض میں اور اس کے بعد نمکین میں پائی جاتی ہیں۔

۴۔ بو:

دواء کی بو سے بھی اس کی تاثیرات اور افعال کے بارے میں اندازہ قائم کیا جاتا ہے اور یہ اندازہ رنگ کے مقابلے میں زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اس کے قوی ہونے کی وجہ علامہ نفیس نے یہ بیان کی ہے کہ بو اسی وقت محسوس ہوتی ہے جبکہ بودار دواء کے اجزاءِ لطیفہ سے بخارات صعود کر کے قوت شامہ تک پہنچتے ہیں اور اس کے اجزاء کثیفہ نہ تو بخارات کی شکل میں تبدیل ہوتے ہیں اور نہ صعود کرتے ہیں، اور رنگ کا کوئی حصہ دوائے سے صعود کر کرے قوتِ شامہ تک پہنچتا ہے۔ اس لئے یہ قیاس رنگ کے مقابلے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ بو سے قیاس کرنے کی صورت یہ ہے کہ کسی دواء کو سونگھ کر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فلاں دواء مزاج کے لحاظ سے حار یا دافع عفونت ہو سکتی ہے بہت سی دافع عفونت ادویہ کی بو ایک خاص قسم کی ہوتی ہے۔ ایسی ہی بو کسی غیر معروف دواء میں پا کر ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ دواء بھی دافع عفونت ہو مثلاً گل سرخ، بیلہ مشک، کیوڑہ، عنبر، زعفران وغیرہ ایسی ہی بھیلنی بودار ادوہ دماغ اور قلب پر ایک مخصوص اثر کرتی ہیں۔ اگر ایسی ہی کوئی غیر معروف دواء ہمیں مل جائے تو ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شاید اس کے خواص بھی انھیں خوشبودار ادویہ جیسے ہوں گے۔ بو کا احساس اور ادراک باپ کے مانند اس کے لطیف جوہر کی وجہ سے ہوا کرتا ہے جو بودار جسم سے اڑ کر قوت شامہ تک پہنچتے ہیں۔ بودار جسم کے اندر عام طور پر حرارت ضرور ہوا کرتی ہے چنانچہ اطباء قدین نے لکھا ہے کہ تیز بودار ادویہ عام طور پر انسانی جسم کے لئے مسخن ہوا کرتی ہیں مثلاً دار چینی، عنبر، مشکل زعفران، قرنفل، سنبل الطیب، نانخواہ، مکون سفید، زنجبیل وغیرہ۔

بودار اجزاء کے اثر کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ حرارت کی ضرورت ہوا کرتی ہے چاہے یہ حرارت آگ کی ہو، آفتاب کی ہو یا ہوا کی ہو۔ چنانچہ اگر کسی دواء میں بو کم ہوتی ہے یعنی کمزور ہوتی ہے تو حرارت پہنچانے سے اس کی بو تیز ہو جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل میں بو کو قوت شامہ تک پہنچانے والی حرارت ہی ہوا کرتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بودار جسم حار ہوگا تو اس کے حار اور لطیف اجزاء کو بخارات بنا کر اڑانے والی چیز لازمی طور پر حرارت ہی ہوگی اس لئے یہ بو بہت تیز اور ناخوشگوار ہوگی۔ ایسی بو اس بات کا ثبوت ہوگی کہ یہ حار اور لطیف مادہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ضروری نہیں کہ اس جسم کے تمام اجزا حار ہی ہوں بلکہ ممکن ہے کہ اس کا دوسرا اجز بارد اور بے بو ہو مثلاً سم الفار بے بو ہونے کے باوجود انتہائی مسخن اور حار ہوتا ہے۔ اسی طرح مختلف بودار ادویہ میں مختلف خوص اور تاثیرات

پائی جاتی ہیں۔ اس لئے بو کے ذریعہ قیاس قائم کرنے کو بھی یقینی قاعدہ نہیں بنایا جا سکتا جیسا کہ اطبار قدیم نے اس کی تشریح کی ہے۔

حکیم سید محمد حسین علوی صاحب مخزن الادویہ لکھتے ہیں چونکہ اکثر کثیف اور سخت چیزیں صلابت و کثافت کی وجہ سے اس قابل نہیں ہوتی ہیں کہ ان سے اجزاء صغیرہ اور بخارات لطیفہ جدا ہو کر صعود کریں اور قوت شامہ تک پہنچیں مثلاً الماس، زمرد، یاقوت وغیرہ اس کے ایسی چیزوں میں بو سے قیاس کرنے کا اصول مسدود و مفقود ہے۔

۴۔ رنگ:

دواء کے رنگ سے ادویہ کے خواص و تاثیرات کے بارے میں استدلال قائم کیا جاتا ہے لیکن یہ قیاس تمام قیاسات سے زیادہ کمزور ہے۔ رنگ سے قیاس کرنے کی صورت میں یہ ہے کہ کوئی انجانی خوص والی دواء ہمارے سامنے لائی جائے جس کا رنگ دیکھ کر ہمارے ذہن میں یہ بات آئے کہ اس دواء کا رنگ فلاں جانی پہنچانی دواء کے اثرات پائے جائیں۔ صرف کسی دواء کے رنگ سے اس کی تاثیرات اور افعال کے بارے میں قیاس کرنا دیگر قیاسات کے مقابلہ میں کمزور ہوتا ہے مثلاً برف جیسی سفید چیز کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا کہ شاید یہ بھی برف کے مانند بارد اور رطب ہو، یا کوئلہ جیسی سیاہ چیز کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا کہ ممکن ہے کہ اس کے خواص بھی کوئلہ کے مانند ہوں، بہت کمزور قیاس ہے۔ البتہ اگر رنگ کے ساتھ دیگر صفات بھی شامل ہو جائیں تو اس وقت رنگ بھی قیاس میں مددگار رہوتا ہے اور وہ قیاس کافی قوی ہوتا ہے۔

۵۔ دواء کا قوام اور وزن:

دواء کی تاثیرات کے بارے میں کوئی قیاس آرائی کرنے میں دواء کا قوام اور وزن بھی معاون ثابت ہوتے ہے۔ مثلاً ہمیں معلوم ہے کہ زیادہ تر ادویہ لعابیہ اصولی طور پر پیچش اور معاء کی خراش میں مفید ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً بیل گری، ریشہ خطمی، صمغ عربی وغیرہ۔ اگر ایسی ہی انجانی لعابی دواء ہمارے سامنے آتی ہے تو ہمارے ذہن میں فوراً یہ بات آتی ہے کہ شاید یہ بھی دیگر ادویہ لعابیہ کے مانند امعاء کو سکون دینے والی ہو۔

دواء کے اقوام سے مراد یہ ہے کہ کیا وہ دواء جامد ہے یا سیال ہے بخاری ہے پھر ان قسموں کے مختلف درجات ہیں مثلاً اگر کوئی دواء جامد ہے تو وہ سخت اور مستحکم ہے یا اس کے اجزاء بھربھرے ہیں جو آسانی کے ساتھ جدا ہو جاتے ہیں یا اگر کوئی دواء سیال ہے تو وہ بالکل رقیق ہے یا لعابی ہے یا نیم سیال ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوا بخاری ہے تو اس کے بخارات کس قسم کے ہیں اس طرح وزن کے لحاظ سے اگر ایک دواء وزنی ہے تو دوسری دواء ہلکی ہوتی ہے۔

قوام اور وزن کے ذریعہ قیاس قائم کرنے کی صورت یہ ہے کہ نا معلوم الخواص دواء کے مزہ، رنگ، بوکو دیکھ کر پہلے ہمارے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس دواء میں فلاں جانی پہنچانی دوا، جیسے خوص پائے جاتے ہیں اس کے بعد ہم اس کو بگور دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس انجانی دواء کا قوام اور وزن اس جانی پہنچانی دواء کے قوام اور وزن سے مختلف ہے لہذا قیاس کا تقاضا ہے کہ اس نا معلوم دواء کے خواص سے مختلف ہوں بعد میں تجربہ اس قیاس کی تردید کردیتا ہے۔

قوام ووزن ادویہ کے مختلف مدارج

قوام اور وزن کے لحاظ سے اطباء قدیم نے ادویہ کے مختلف درجات اور ان کے اصطلاحی نام مقرر کیے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دواء لطیف:

یہ وہ دواء ہے جو وارد بدن ہونے کے بعد حرارت غریزی سے متاثر ہو کر جلد اجزاء صغیرہ میں منقسم ہو جائے مثلا زعفران اور شراب وغیرہ۔

۲۔ دواء کثیف:

یہ وہ دواء ہے جو وارد بدن ہونے کے بعد حرارت غریزی سے متاثر ہو کر جلد اجزاء صغیرہ میں منقسم نہ ہو۔ اگر دواء لطیف کا قوام جلد اثر کرنے والا ہوتا ہے تو دواء کثیف کا قوام دیر سے اثر کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی مناسبت سے جلد ہضم ہونے والی اغزیہ کو غذاء لطیف اور دیر سے ہضم ہونے والی اغذیہ کو غذاء کثیف کہتے ہیں۔

صعود کرنے والے روغنیات کو ادہان لطیفہ اور وزنی روغنیات کو ادہان کثیفہ کہتے ہیں۔ اسی طرح رقیق چیزیں لطیف اور غلیظ چیزیں کثیف کہلاتی ہیں۔

۳۔ دواء لزج:

(لیسدار دواء) یہ دواء وہ ہے جو پھیلنے سے نہ ٹوٹے اور جس طرف میں رکھی جائے اس میں چسپا ہو جائے مثلا عسل خالص۔

۴۔ دواء ہش:

(بھربھری ادویہ) یہ وہ دواء ہے جو آسانی سے باریک باریک اجزاء میں تقسیم ہو جائے مثلاً رال صبر زرد۔

۵۔ دواء جامد:

یہ وہ دواء ہے جو بالفعل ایک جگہ رہے سیال نہ ہو لیکن اس میں بہنے اور سیال ہونے کی صلاحیت موجود ہو مثلاً موم اور برف۔

۶۔ دواء سائل:

(سیال دواء) یہ وہ دواء ہے جس کے اجزاء نیچے جا کر پھیل جائیں مثلاً میعہ سائلہ اور تمام سیال ادویہ۔

۷۔ دواء لعابی:

یہ وہ دواء ہے جو اگر پانی میں بگھوئی جائے تو اس کے کچھ اجزاء نکل کر پانی میں پھیل جائیں اور تمام پانی لیسدار ہو جائے مثلاً بہدانہ خطمی، اسپغول وغیرہ۔

۸۔ دواء دہنی:

(روغنی دواء) یہ وہ دواء ہے جس کے جوہر میں روغن موجود ہو، مثلاً مغزیات جیسے مغز بادام، مغز چلغوزہ، مغز اخروٹ، مغز کدو وغیرہ۔

۹۔ دواء ثقیل اور دواء خفیف:

وزن کے لحاظ سے بعض ادویہ وزنی ہوتی ہیں اور بعض ادویہ ہلکی یعنی خفیف ہوتی ہیں۔

ادویہ کی دیگر طبعی و کیمیاوی خصوصیات

رنگ، بو، مزہ وغیرہ کی طرح ادویہ کی بعض دیگر طبعی اور کیمیاوی خصوصیات بھی ہیں جو ان کی تاثیرات کے بارے میں قیاس قائم کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ ایک دواء کی بعض خصوصیات ہمیں معلوم ہیں، لیکن اسی دواء کی بعض دیگر خصوصیات کے بارے میں ہمیں کچھ معلومات نہیں ہیں۔ اسی حالت میں دواء کی نامعلوم تاثیرات کو قیاس کے ذریعہ شناخت کرتے ہیں۔ جس طرح رنگ بو، مزہ وغیرہ معاون ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض معلوم اثرات بھی نامعلوم اثرات کے لئے قیاس قائم کرنے میں مدد کیا کرتے ہیں۔

۱۔ مثلاً ایک دواء کی جلد پر مالش کی گئی تو تھوڑی دیر کے بعد اس کے اثر سے جلد کی عروق کشادہ ہو گئیں اور اس مقام کی حرارت زیادہ اور دوارن خون تیز ہو گیا لیکن اس دواء کے متعلق ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ دواء عضو کی لاغری کو دور کرتی ہے یا محلل اورام ہے۔ اس وقت ہم قیاس سے کام لیتے ہیں ہمارے علم میں پہلے سے ایسی چند ادویہ ہیں جو جلد کی عروق کو کشادہ کرتی ہیں یا ورم کو تحلیل کر دیتی ہیں اور لاغر عضو پر مالش کرنے سے اس میں قوت آجاتی ہے اس لئے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شاید یہ دوا بھی مسمن بدن اور محلل اورام ہو۔

۲۔ دوسری مثال یہ ہے کہ کسی دواء کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ زبان اور منہ کی غشاء مخاطی میں قبض پیدا کرتی ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ نکسیر کے خون بند کرتی ہے یا نہیں، ایسی حالت میں دوسری قابض ادویہ پر قیاس کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ دواء غشاء مخاطی پر قابض اثر کرتی ہے اس لئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کے اندر قابض جز موجود ہے اور جب اس کے اندر قابض جز موجد ہے تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا قابض جز عروق کو سکیڑ کر نکسیر کے خون کو بند کر دے گا۔

۳۔ تیسری مثال یہ ہے کہ ایک دواء کا ہمیں یہ اثر معلوم ہے کہ جب اس کو متعفن گوشت پر ڈالا جاتا ہے تو گوشت کا تعفن رکھ جاتا ہے یا آن گو گندی نالیوں میں ڈالا جاتا ہے تو اس سے نالیوں کا تعفن کم ہو جاتا ہے لیکن اس دواء کا یہ اثر معلوم نہیں کہ بدن کے زخموں پر اس دواء کا کیا اثر ہوگا۔ اس کے معلوم اثرات کو دیکھتے ہوئے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ دواء متعفن گوشت اور گندی نالیوں کی عفونت کو روکھ دیتی ہیاس لئے ممکن ہے کہ اس کے استعمال سے بدن کے گندے زکموں کی عفونت بھی دور ہو جائے۔ ان تمام صورتون میں اپنے قیاس کی تائید کے لئے ہمین تجربہ کرنا پڑتا ہے صرف قیاس کے ذریعہ یقین کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

قیاس کا ضعف:

قیاس کی تمام اقسام جب تک وہ قیاس کے درجہ میں ہیں اور تجربہ سے ان کی تصدیق نہیں کر لی گئی ہے محض ایک کمزور قسم کا قیاس ہے ان کا یقین صرف تجربہ سے حاصل ہوتا ہے۔

ادویہ کی وہ صفات جو قیاس کے سلسلہ میں معاون ثابت ہوتی ہیں وہ کسی دواء میں جتنی زیادہ جمع ہوں گی قیاس اتنا ہی زیادہ قوی ہوگا۔ صرف رنگ، بو، مزہ، سے قیاس قائم کرنا بہت کمزور قیاس ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ قریش اور علامہ نفیس نے لکھا ہے کہ سب سے زیادہ کمزور قیاس وہ ہے جو دواء کے رنگ سے قائم کیا جائے کیونکہ ہر رنگ میں "مختلف اور مختلف اور مخالف اثرات رکنے والی ادویہ پائی جاتی ہیں مثلاً چونا، فافل سفید، خربق سفید، سم الفار سفید، یہ سب ادویہ سفید

ہونے کے باوجود حار ہیں۔ اس کے برخلاف کافور، صندل سفید، سفیدہ کاشغری یہ سب ادویہ سفید ہونے کے باوجود بارد ہیں۔ صندل کی دونوں قسمیں بارد ہیں لیکن ایک قسم کا رنگ سفید ہے اور دوسری قسم کا رنگ شرک ہے۔ اس طرح فلفل کی دونوں قسمیں حار ہیں مگر ایک کا رنگ سیاہ ہے اور دوسری قسم کا رنگ سفید ہے۔

فلفل سفید اور فلفل سیاہ دونوں الگ الگ قسمیں نہیں بلکہ ایک پختہ حالات ہے اور دوسری خام حالت ہے۔

قیاس کے مدارج:

اندازہ کے مطابق قیاس کے درجہ اس طرح قائم کئے گئے ہیں کہ کسی چیز کا صرف رنگ دیکھا کر قیاس قائم کرنا سب سے کمزور قیاس ہے۔ اس کے بعد بو کے ذریعہ قیاس قائم کرنا کچھ قوی قیاس ہے اور مزہ کے ذریعہ قیاس قائم کرنا اور بھی زیادہ قوی قیاس ہے اس ترتیب میں قوام کا ذکر نہیں کیا جاتا ہے کیونکہ تنہا قوام سے کوئی قیاس قائم نہیں کیا جاسکتا۔ قوام تو صرف دوسری صفات کے ساتھ قیاس میں مددگار ہوتا ہے ورنہ ہر قسم کی تاثیرات میں ہر قوام کی ادویہ موجود ہیں۔ قوت کے لحاظ سے قیاس کے درجات ہیں۔ تجربہ کی کسوٹی میں جو قیاس پورا اترتا ہے وہ قوی تصور کیا جاتا ہے۔ اور جو جزوی طور پر صحیح ثابت ہوتا ہے وہ ضعیف قیاس تصور کیا جاتا ہے۔

قیاس میں مغالطہ:

مزاج ثانی کے مرکبات اور مرکب القوی ادویہ میں بعض اوقات رنگ، بو، اور مزہ کی وجہ قیاس میں اس طرح مغالطہ بھی ہو جاتا ہے کہ اس مرکب کے کسی ایک جز کا مزہ اور رنگ اور بو بہت تیز اور غالب ہوتی ہے اور ترکیب کے بعد جب مزاج ثانی پیدا ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس جز کی وہ تیز کیفیت دور نہیں ہوتی لیکن اس جز کی دوسری تاثیر حرارت یا برودت اور اس کی رنگ و بو کے لحاظ سے اس قدر کمزور اور مغلوب ہوتی ہے کہ ان کی رنگت اور بو کو دیکھتے ہوئے اس دوسری کیفیت کے وجود کا خیال ہی نہیں ہوتا۔ مثلاً پانچ سو گرام (500gm) دودھ میں دس گرام فرفیون سامل کردی جائے تو اس مرکب کا مزاج فرفیون کی تاثیر کے غلبہ کی وجہ سے انتہائی گرم ہو جائے گا لیکن دودھ کی سفیدی کی وجہ سے اس کا رنگ سفید ہی رہے گا اور یہ سفیدی دونوں اجزاء کے مجموعہ کی نہ ہوگی بلکہ محض ایک جز دودھ کی ہوگی جو اگرچہ قوت کے لحاظ سے ضعیف ہے مگر مقدار کے لحاظ سے غالب ہے اور اپنے رنگ میں دوسرے کو چھپائے ہوئے ہے۔

اسی طرح سم الفار، بیش، اذارتی، افیون جیسی تیز اثر کرنے والی ادویہ جو قلیل مقدار میں زیادہ اثر کرتی ہیں جب ایسی ادویہ میں شامل کردی جائیں جن کے مزہ، رنگ، بوان سے مختلف ہوں اور یہ سمی دوائیں ان میں چھپ جائیں تو ظاہر ہے کہ رنگ، بو اور مزہ کی بنیاد پر قیاس میں خطرناک غلطیاں ہوسکتی ہیں۔

مختصر یہ کہ رنگ، بو، مزہ اور استحالہ کے ذریعے ادویہ کے مزاج اور تاثیرات کی شناخت ہمیشہ صحیح نہیں ہوا کرتی ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ قیاس اور اندازہ اکثر صحیح بھی ہوتا ہے۔

لیکن مزاج اولیٰ والے مرکبات میں جن میں مخالف اثرات کے اجزاء نہیں ہوتے مزہ، رنگ اور بو سے اس قسم کا مغالطہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس قسم کے مرکبات اپنے ذاتی مزاج کی وجہ سے جس کیفیت اور جس تاثیر کے حامل ہوتے ہیں وہ ان کو بغیر کسی رکاوٹ کے حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ مزاج اولیٰ کے مرکبات کیسلے ہوں اور ان کا مزاج حار ہو یا یہ کہ وہ حریف ہوں اور ان کا مزاج بارد ہو۔ اس کے برعکس مزاج ثانی کے مرکبات میں ان کیفیات کے لحاظ سے مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے۔ (علامہ نفیس)۔

تاثیرات ادویہ بلحاظ اعضاء

جسم انسان اعضاء نفسانیہ، اعضاء حیوانیہ اور اعضاء طبعیہ پر مشتمل ہے لہذا ذیل میں ان اعضاء پر ادویہ کی تاثیرات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ تا کہ ان اعضاء کے امراض کا اصول علاج سمجھے میں سہولت ہو سکے۔

ادویہ کی تاثیر اعضاء نفسانیہ پر

ادویہ کی تاثیر اعصاب پر:

اعصاب پر ادویہ کا اثر دو طریقہ سے ہوتا ہے۔ یا تو یہ ادویہ اعصاب میں تحریک و ہیجان پیدا کرتی ہیں یا اعصاب میں تسکین بخشتی ہیں۔ پھر تحریک دینے یا تسکین دینے کا یہ عمل کبھی اعصاب حسی میں ہوتا ہے اور کبھی اعصاب حرکی میں ہوتا ہے۔ اس طرح یہ اثر کبھی خود اعصاب اور ان کے تنوں میں ہوتا ہے اور کبھی ان کے آخری سروں پر ہوتا ہے۔

چنانچہ جو ادویہ مقامی طور پر استعمال کرنے سے درد کو ساکن کر دیتی ہیں مثلاً بیش، افیون، لفاح وغیرہ یہ ادویہ اعصاب حسی کے آخری سرون پر تخدیر پیدا کرتی ہیں۔ بعض اوقات آخری سروں پر اثر کے ساتھ کچھ اثر عصبی مرکز تک بھی پہنچتا ہے۔ ایسی ادویہ درد کی موجودگی میں استعمال کرنے اور کسی مقام پر لگانے سے اس جگہ کر سب یا بے حس کر دیا کرتی ہیں ان کا عمل بھی اعصاب کے آخر سروں پر ہوتا ہے ایسی ادویہ مقامی مخدر کہلاتی ہیں۔

جن ادویہ سے حسی اعصاب کے آخری سروں میں تحریک و ہیجان پیدا ہوتا ہے وہ ادویہ ادویہ لاذغ کہلاتی ہیں۔ ان ادویہ کے اثر سے مقامی طور پر عروق کشادہ ہو جاتی ہیں اور غشاء مخاطی سرخ ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر سوزش اور درد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ضماد خردل۔

بعض ادویہ اعصاب حرکی کے آخری سروں پر اثر کر کے ان کے عمل کو سست کر دیتی ہیں، مثلاً شوکران، لفاح دیبروج الضم، بزرالبنج (اجوائن خراسانی) اور جوز ماثل (دھتورہ) ان ادویہ کے اثر سے متعلقہ عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں جس کو استرخاء کہتے ہیں۔

بعض ادویہ اعصاب حرکی کے آخری سروں میں تحریک پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً اذراتی (کچلہ) بیش وغیرہ۔ ان ادویہ کے اثر سے عضالات کا ڈھیلا پن دور ہوجاتا ہے اور ان کی انقباضی قوت دور ہو جاتی ہے۔

بعض ادویہ دماغی افعال کو تیز کرنے کے ساتھ ساتھ قلب میں سرور اور فرحت بھی پیدا کرتی ہیں ایسی ادویہ مفرح کہلاتی ہیں جیسا کہ قنب (بھنگ) اور شراب سے بذیان اور تفریح دونوں اثرات رونما ہوتے ہیں۔

جوادویہ دماغی افعال کو سست کرتی ہیں وہ کئی طرح کی ہوتی ہیں۔

بعض ادویہ براہ راست مقدم دماغ پر اثر کر کے نیند لاتی ہیں ایسی ادویہ منومات کہلاتی ہیں مثلاً بزرالبنج (اجوائن خراسانی) قنب (بھنگ) اور جوز ماثل (دھتورہ) وغیرہ۔

بعض ادویہ دماغ کے حسی مراکز کو جزوی یا کلی طور پر سن کر کے درد کے احساس کو کم یا دور کر دیتی ہیں۔ ایسی ادویہ کے استعمال سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ چاہے بدن کے کسی بھی حصہ میں درد ہو وہ ساکن ہوجاتا ہے ایسی ادویہ کو مسکنات عمومی کہتے ہیں مثلاً افیون کا اندرونی استعمال۔

بعض ادویہ دماغ کے عصبی مراکز کو اس قدر بے حس کر دیتی ہیں کہ مکمل طور پر بے ہوشی پیدا ہوجاتی ہے ایسی ادویہ مخدارات عمومی کہلاتی ہیں مثلاً جوز ماثل اور یبروج الصنم وغیرہ۔

بعض ادویہ دماغ کے قوائے محرکہ کو ضعیف کر دیتی ہیں ایسی ادویہ امراض تشنجی مثلاً صرع، اختناق الرحم میں قوت محرکہ کو ضعیف کرنے اور تشنج کو دور کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ایسی ادویہ دافعات تشنج کہلاتی ہیں۔ مثلاً حلقیت کا فور، اسرول، اس کے برعکس بعض ادویہ دماغ کے اعصاب محرکہ کو تحریک دے کر تشنج پیدا کرتی ہیں ایسی ادویہ مشنجات کہلاتی ہیں۔

ادویہ کی تاثیر مرکز تنفس پر:

مرکز تنفس پر اثر کرنے والی ادویہ دو قسم کی ہوتی ہیں:

۱۔ وہ ادویہ جو مرکز تنفس کو تحریک پہنچا کر حرکات تنفس کو بڑھا دیتی ہیں جس سے اخراج بلغم میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے مثلاً بزرالبنج (جوائن خراسانی) جوز ماثل (دھتورہ) اور اذراقی (کچلہ) وغیرہ۔

۲۔ وہ ادویہ جن سے حرکات تنفس ضعیف اور سست ہو جاتی ہیں مثلاً افیون، بیش (بچھناک) وغیرہ، اس قسم کی ادویہ اعضاء تنفس کی بڑھتی ہوئی کیفیت لذع میں نفع بخش ہوتی ہیں اور اعضاء تنفس کو سکون بخشتی ہیں۔

ادویہ کی تاثیر نخاع پر:

بعض ادویہ کے اثرات سے نخاع میں تحریک ہوتی ہے مثلاً ذراقی (کچلہ) اور شیلم (گندم دیوانہ) جب ان کا عمل تیز ہو جاتا ہے تو بدن کے عضلات میں تشنج پیدا ہوتا ہے۔ بعض ادویہ سے نخاع کے عمل میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے مثلاً افیون، سیماب، قنب وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر حواس خمسہ ظاہرہ پر

ادویہ کی تاثیر چشم پر:

بعض ادویہ کے استعمال سے آنکھ کی پتلی سکڑ جاتی ہے مثلاً افیون اور مخدرات عمومی۔

بعض ادویہ کے استعمال سے آنکھ کی پتلی پھیل جاتی ہے مثلاً جوہر یبروج الصنم ان ادویہ سے آنکھ کا عضلہ ہدبیہ متاثر ہوتا ہے۔

ادویہ کی تاثیر طبقہ ملتحمہ پر:

بعض ادویہ طبقہ ملتحمہ پر قابض اثر کرتی ہیں یعنی اس کی رگوں کو سکیڑ دیتی ہیں مثلاً شب یمانی (پھٹکری)، رسوت اور ترپھلہ وغیرہ۔ بعض ادویہ طبقہ ملتحمہ پر مسکن الم اثر کرتی ہیں جس سے درد ساکن ہو جاتا ہے مثلاً افیون، لفاح وغیرہ۔

بعض ادویہ آنکھ کے گندے مواد کو دفع کر دیتی ہیں مثلاً کافور سرمہ وغیرہ۔

بعض ادویہ طبقہ ملتحمہ میں خراش پیدا کر دیتی ہیں مثلاً طوطیا اور گھونگچی وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر غدد دمعیہ پر:

غدد دمعیہ (آنسوؤں کی گلٹیوں) پر اثر کرنے والی دو قسم کی ہوتی ہیں:

۱۔ بعض ادویہ غدد دمعیہ کے فعل کو تحریک دیتی ہیں جس سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ یہ وہ ادویہ ہیں جن سے مقامی طور پر خراش پیدا ہوا کرتی ہیں۔

۲۔ بعض ادویہ غدد دمعیہ کے فعل کو سست کر دیتی ہیں جس سے آنسو کم یا بند ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یبروج الصنم وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر قوت باصرہ پر:

بعض ادویہ کے اثر سے بینائی کا میدان وسیع ہو جاتا ہے مثلا اذراقی کے استعمال سے نیلے رنگ کی چیزوں کے لئے بینائی کا میدان وسیع ہو جاتا ہے۔

۲۔ بعض ادویہ کے استعمال سے چیزوں کے رنگ مختلف ہو جاتے ہیں مثلا درمنہ ترکی کے جوہر کے استعمال سے اولا تمام اشیاء بنفشی رنگ کی نظر آتی ہیں۔

۳۔ بعض ادویہ کے استعمال سے بینائی پر کچھ ایسا اثر پڑتا ہے کہ انسان کو ایسے عجیب و غریب منظر دکھائی دینے لگتے ہیں جن کا بیرونی دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں ہوتا مثلا قنب (بھنگ) اور شراب کے زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے ہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اسی وجہ سے قنب کو فلک سیر بھی کہا جاتا ہے قنب کے استعمال سے آدمی کود کو اور دوسری چیزوں کو بھی آسمان میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

ادویہ کی تاثیر عضلات چشم پر:

بعض ادویہ خاص طور پر عضلات چشم پر اثر انداز ہوتی ہیں مثلا شوکران کے استعمال سے عضلہ رافعۃ الجفن اور عضلہ مستقیمہ وحشیہ مفلوج ہو جاتے ہیں۔

ادویہ کی تاثیر اذن (کان) پر:

بعض ادویہ کان کی غشاء طبلی اور غشاء مخاطی پر اثر کرتی ہیں بعض ادویہ کان کے میل پر اور بعض ادویہ عصب سامعہ پر اثر کرتی ہیں۔

کان کی غشاء مخاطی پر اثر کرنے والی ادویہ کبھی مقامی طور پر درد کو ساکن کرنے کے لئے کبھی رگوں کو سکیڑنے کے لئے اور کبھی عفونت کو دور کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

تسکین درد کے لئے کافور کو روغن بادام میں حل کر کے بطور قطور استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز پوست خشخاش کے نیم گرم جوشاندہ سے پچکاری کراتے ہیں۔

سیلان الاذن کی صورت میں رگوں کو سکیڑنے کے لئے ادویہ قابضہ پچکاری اور نفوخ کے ذریعہ استعمال کی جاتی ہیں کیونکہ سیلان الاذن میں عفونت ضرور ہوتی ہے اس لئے ان ادویہ کے ساتھ مانع عفونت ادویہ بھی شامل کردی جاتی

ہیں۔ مثلاً مازو سبز، شب یمانی، اخزروت، بورہ ارمنی، تنکار (سہاگہ)، برگِ نیم اور عسلِ خالص وغیرہ۔

دافع عفونت کے طور پر کافور، تنکار اور بورہ ارمنی کو آب برگ نیم میں یا عسل خالص میں شامل کر کے استعمال کراتے ہیں۔

یبوست الاذن کو دور کرنے کے لئے روغن بادام شیریں یا روغن گل کا قطور کراتے ہیں۔

جوادویہ کان کے میل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میل پھیل کر آسانی کے ساتھ خارج ہو سکے۔ اس مقصد کے لئے عام طور پر روغن بادام شیریں یا روغن گل یا آب نیم گرم اور دیگر آب مطبوخ بذریعہ پچکاری استعمال کئے جاتے ہیں جوادویہ قوت سامعہ کے اعصاب پر اثر کرتی ہیں ان میں بعض ادویہ کے اثر سے کان بہنے لگتے ہیں۔

بعض ادویہ کے اثر سے قوت سامعہ میں کسی قدر تیزی پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً مرکبات اذراتی۔

ادویہ کی تاثیر ناک (الف) پر:

ناک پر اثر انداز ہونے والی ادویہ میں سے بعض ادویہ کے سانگھنے سے ناک کی غشاء مخاطی سے رطوبت کا ترشح ہونے لگتا ہے۔ تیز ریزش کی وجہ سے چھینکیں آنے لگتی ہیں۔ ایسی ادویہ معطسات کہلاتی ہیں، مثلاً نک چھکنی، فلفل سیاہ، تمباکو فلفل سرخ، زنجبیل، خربق (کٹکی) اور برگ شبت وغیرہ۔

بعض ادویہ ناک کی غشاء مخاطی پر مسکن اثر کرتی ہیں جن کے باعث ناک کی غشاء مخاطی کی لذع وخراش دور ہو جاتی ہیں ایسی ادویہ مسکن انف کہلاتی ہیں مثلاً بیش (بچھناک) وغیرہ۔

بعض ادویہ ناک کی غشاء مخاطی پر قابض اثر کرتی ہیں جس کے نتیجہ میں غشاء مخاطی سے سیزن العدم اور سیلان رطوبت رک جاتا ہے۔ مثلاً دم الاخوین مازو۔ سنگ جراحت شب یمانی اور برف وغیرہ۔

بعض ادویہ عصب شامل پر اثر کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض ادویہ عصب شامہ کو تحریک پہنچا کر اس کے عمل کو تیز کر دیتی ہیں۔ مثلاً سرکہ، نوشادر اور چونہ کا مرکب۔

بعض ادویہ عصب شامہ کے عمل کو ضعیف کر دیتی ہیں مثلاً مشک اور حلبیت یہ ادوایہ اولا عصب شامل ہیں ہلکی سی تحریک پہناتی ہیں۔ لیکن بعد میں اس کے عمل کو ضعیف اور سست کر دیتی ہیں۔

ادویہ کی تاثیر زبان (لسان) پر:

بعض ادویہ زبان کے اعصاب (عصب لسانی حلقی، عصب لسانی عصب وجہی) کی حسی شاخون پر اثر کرتی ہیں ان میں سے بعض ادویہ خوشبودار ہوتی ہیں۔ مثلاً انیسون اور الائچی خورد وکلاں۔ بعض تلخ ہوتی ہیں مثلاً زرد، ازراتی اور نیم وغیرہ۔ بعض لعابی ہوتی ہیں مثلاً اسپغول، سمغ کتیرا، صمغ عربی وغیرہ بعض حریف ہوتی ہیں مثلاً فلفل سیاہ، خردل اور کباب چینی وغیرہ بعض شیریں ہوتی ہیں مثلاً عسل خالص اور مویز منقی وغیرہ۔ بعض ادویہ ترش ہوتی ہیں مثلاً لیموں اور آلو بخارہ وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر جلد پر:

بعض ادویہ جلد کے ذریعہ پسینہ کے اخراج کو بڑھا دیتی ہیں کیونکہ یہ پسینہ کی گلٹیوں پر محرک اثر ڈالتی ہیں مثلاً افیون۔ بعض ادویہ جلد کے مسامات کو کشادہ کر کے پسینہ کا اخراج کرتی ہیں، مثلاً آب گرم یا ہوائے گرم وغیرہ۔ مذکورہ بالا تمام قسم کی ادویہ کو معرقات کہتے ہیں۔

بعض ادویہ پسینہ کے اخراج کو کم کر دیتی ہیں۔ ان میں بعض ادویہ پسینہ کی گلٹیوں پر اثر کر کے ان کی پیدائش کو کم کر دیتی ہیں یا بند کر دیتی ہیں، مثلاً کشتہ فولاد۔

بعض ادویہ گلٹیوں کے اعصاب پر اثر کر کے پسینہ کی پیدائش کو کم کر دیتی ہیں۔ مثلاً بزرالبنج (جوائن خراسانی) اور جوز مائل (دھتورہ) وغیرہ۔

بعض ادویہ جلد کے مسامات کو بند کر کے پسینہ کے اخراج کو کم کر دیتی ہیں مثلاً آب سرد اور ہوائے سرد وغیرہ۔ ایسی ادویہ مانعات عرق کہلاتی ہیں۔

بعض ادویہ پسینہ کی کیفیت کو تبدیلی کر دیتی ہیں۔ مثلاً افیون۔ ایسی ادویہ مغیر عرق کہلاتی ہیں۔

بعض ادویہ جلد پر لگانے سے مقامی طور پر جلد کو ملائم اور عروق کو کشادہ اور اس کی ساخت کو ڈھیلا کر دیتی ہیں۔ مثلاً روغنیات وضمادات حارہ، آب گرام، ایسی ادویہ مرخی کہلاتی ہیں۔

بعض ادویہ جلد کی خراش کو دور کر دیتی ہیں ایسی ادویہ مملسات کہلاتی ہیں مثلاً اسپغول وغیرہ۔

بعض ادویہ جلد پر مختلف قسم کے آبلے اور بثور اور داغ پیدا کر دیتی ہیں۔ ایسی ادویہ مبثر، منفط کہلاتی ہیں مثلاً سم الفار، یبروج الصنم اور ساذج ہندی (تیزابات) وغیرہ۔

بعض ادویہ جلد کو کھا جاتی ہیں اور زخم ڈال دیتی ہیں ایسی ادویہ اکال اور مقرح کہلاتی ہیں، مثلاً تیزاب گندھک،

تیزاب نمک، تیزاب شورہ چونہ اور ہڑتال وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر شعر (بال) پر:

بعض ادویہ کے استعمال سے بال بڑھنے لگتے ہیں۔ مثلاً روغن بیضہ مرح بعض ادویہ کے استعمال سے بال اڑ جاتے ہیں۔ ایسی ادویہ حلاقہ یا محلقات کہلاتی ہیں مثلاً ہڑتال اور چونہ کو ملا کر جب بالوں میں لگایا جاتا ہے تو بالوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور معمولی رگڑ سے بال گرنے لگتے ہیں۔

ادویہ کی تاثیر آلات تنفس پر

ادویہ کی تاثیر پھیپھڑوں (ریہ) پر:

پھیپھڑوں پر اثر انداز ہونے والی بعض ادویہ کے اثر سے پھیپھڑوں کا فعل اعصاب جس میں تحریک کی وجہ سے تیز ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ ادویہ سونگھائی جائیں۔ مثلاً تمباکو اور تحریک دینے والے نشوقات اور لخلخہ جات یا وہ ادویہ کھلائی جائیں مثلاً اذراتی اور بزرالبنج (اجوائن خراسانی) وغیرہ

بعض ادویہ کے اثر سے پھیپھڑوں کا فعل اعصاب جس کے ضعف کی وجہ سے سست ہو جاتا ہے مثلاً افیون اور شوکران وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر عروق خشنہ پر:

بعض ادویہ عروق خشنہ میں بلغم کی پیدائش کو بڑھا دیتی ہیں۔ مثلاً کافور، تمباکو لہسن اور اصل السوس وغیرہ۔

بعض ادویہ عروق خشنہ میں بلغم کی پیدائش کی کم کر دیتی ہیں، مثلاً یبروج الصنم، افیون جوز ماثل (دھتورہ) وغیرہ

بعض ادویہ عروق خشنہ کے بلغم کی عفونت کو دور کر دیتی ہیں۔ مثلاً نعناع (پودینہ)، نانخواہ (اجوائن دیسی) اور جوہر کافور وغیرہ۔

بعض ادویہ عروق خشنہ کے تشنج کو دور کر دیتی ہیں۔ ان میں سے بعض ادویہ کا اثر کھلانے سے ہوتا ہے، مثلاً تمباکو، شوکران، اور بعض کا اثر سونگھنے سے ہوتا ہے، مثلاً دھتورہ کی دھونی۔

بعض ادویہ عروق خشنہ سے بلغم کے اخراج کو آسانی کر دیتی ہیں۔ مثلاً اصل السوس اڑوسہ، ایریسا، ابریشن، ایسی ادویہ منفث بلغم کہلاتی ہیں۔

بعض ادویہ بلغم کی مائیت کو کم کر کے اس کو خشک کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے اس کے نکلنے دشواری پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً فولاد، یبروج الصنم اور افیون وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر اعضاء حیوانیہ پر

ادویہ کی تاثیر قلب پر (ادویہ قلبیہ):

بعض ادویہ قلب کی قوت انقباض کر بڑھا دیتی ہیں جس کی وجہ سے نبض قوی ہو جاتی ہیں۔ نبض کی رفتار پر اس کا اثر پڑے یا نہ پڑے ایسی ادویہ منفویات قلب کہلاتی ہیں۔ مثلاً چائے، قہوہ عنصل دشتی وغیرہ۔

بعض ادویہ کے اثر سے قلب کی قوت انقباض بڑھنے کے باوجود قلب کی حرکات سست ہو جاتی ہیں ایسی حالت میں نبض قومی وبطی ہو جاتی ہیں۔ کافور کے استعمال سے قوت انقباض بڑھنے کے ساتھ نبض قوی ہو جاتی ہے لیکن نبض اور قلب کی رفتار پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ شراب، اذراتی، سم الفار اور مشک کے استعمال سے قلب کی قو تانقباض بڑھنے اور نبض کے قوی ہونے کے ساتھ قلب ونبض کی رفتار بھی تیز ہو جاتی ہے۔ ایسی ادویہ محرکات قلب کہلاتی ہیں۔ بیش، شیلم، خربق کے استعمال سے قلب کی رفتار سست اور قوت انقباض کم ہو جاتی ہے ایسی ادویہ مضعفات قلب کہلاتی ہیں۔

بعض ادویہ قلب وروح پر اثر کر کے فرحت بخشی ہیں ان میں سے بعض ادویہ روح میں نشو ونما دے کر فرحت بخشتی ہیں۔ مثلا شنہ، صندل، ہشک اور زعفران وغیرہ۔

بعض ادویہ صفائی ونورانیت اور چمک پیدا کر کے فرحت بخشتی ہیں، مثلاً مروارید اور آبریشم وغیرہ۔

بعض ادویہ روح کے تحلل کو روک کر روح کو ایک جگہ کر کرے فرحت بخشتی ہیں، مثلاً ہلیلہ کابلی، کہرباء شمعی، بسد احمر اور یشب وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر اعضاء بول پر

ادویہ کی تاثیر گردوں پر:

کلیتین (گردوں) پر اثر انداز ہونے والی بعض ادویہ پیشاب کی پیدائش کو بڑھا دیتی ہیں ایسی ادویہ مدرات بول کہلاتی ہیں مثلاً شورہ قلمی، چائے، تخم تربزہ، اور خار خسک وغیرہ۔۔۔۔ ان کی تاثیر کی دو صورتیں ہیں۔

بعض ادویہ گردوں میں امتلا دموی پیدا کر کے وہاں کے دوران خان کو بڑھا دیتی ہیں چاہے یہ براہ راست گردوں پر عمل کریں مثلاً ذراریح (تیلنی مکی)، اور چاہے عام بدن کے عروق وقلب میں اثر کر کے انداز ہوں شراب۔

بعض ادویہ گردوں کی پیشاب بنانے والی ساختوں کو تحریک دے کر پیشاب کا ادرار کرتی ہیں مثلاً شورہ قلمی، جوا کھار، کباب چینی اور چائے۔ جس کے نتیجے میں گردوں پر اثر پڑتا ہے۔

بعض ادویہ پیشاب کے ترشیح کو کم کر دیتی ہیں مثلاً کندر۔

بعض ادویہ پیشاب کے اجزاء میں تبدیلی پیدا کر کے پیشاب کو ترش بنا دیتی ہیں مثلاً لوبان۔

بعض ادویہ پیشاب کو کھاری بنا دیتی ہیں مثلاً جوا کھار، شورہ قلمی اور دیگر بورقی ادویہ۔

بعض ادویہ اعضاء بول میں مسکن اثر کرتی ہیں ایسی ادویہ اعضا بول کے میجان خراسائی، یبروج الصنم اور جوز ماثل (دھتورہ) وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر اعضاء تناسل پر

ادویہ کی تاثیر مردانہ اعضاء تناسل پر: بعض ادویہ مردانہ اعضاء تناسل پر اثر کر کے خواہش جماع کو بڑھا دیتی ہیں ایسی ادویہ مقویات یا کہلاتی ہیں۔ ان میں بعض ادویہ اعضا تناسل کے اعصاب اور مرکزیا (نجاع) کو طاقت دیکر خواہش جماع کو بڑھاتی ہے مثلاً ادرائی۔

بعض ادویہ تناسل کے اعصاب کو ضعیف کر کے ضعف باہ کا سبب بنتی ہیں ایسی ادویہ ضعافتِ باہ کہلاتی ہے۔ مثلاً شوکران، بزرالبج (اجوائن خراسانی)، جوز ماثل (دھتورہ) اور افیون وغیرہ۔

بعض ادویہ اعضا (تناسل یا مزکرباہ (نجاع) میں خون کی آمد کو کم کر کے ضعفِ باہ کا سبب بنتی ہے مثلاً شیلم وغیرہ۔

بعض ادویہ اسباب لذع و ہیجان کو دفع کر کے تحریک باہ کو کم کر دیتی ہیں مثلاً دوویہ بورقیہ۔

ادویہ کی تاثیر زنانہ اعضاء تناسل پر

ادویہ کی تاثیر رحم پر:

رحم اثر انداز ہونے والی بعض ادویہ رحم کے عضلی طبقہ کو سیکڑ کر جنین و مشیمہ کو خارج کر دیتی ہے۔ ایسی ادویہ مسقطات جنین و مشیمہ کہلاتی ہیں۔ مثلاً برگ سداب اور شیلم وغیرہ۔

بعض ادویہ بدن میں تولید دم بڑھا کر یا اصلاح الالام کر کے حیض کو جاری کر دیتی ہیں مثلاً اذراتی اور آبِ گرم سے آبزن کرنا۔

بعض ادویہ رحم کی قوت انقباض کو کم کردیتی ہیں مثلاً قنبا اورافیون وغیرہ ایسی ادویہ مضعفا تارحم کہلاتی ہے۔

ادویہ کی تاثیر ثدین پر:

ثدیین (پستانوی) پر اثر انداز ہونے والی ادویہ پستانوی میں دودھ (لبن) کی پیدائش کو بڑھا دیتی ہیں ایسی ادویہ مولدات لبن کہلاتی ہے۔ مثلاً تخم پیاز، بوزیدان، تخم شلجم، انیسون (بادیان رومی) اور تخم انیسون (بادیان رومی) اور تخم شبت وغیرہ۔

دعض ادویہ دودھ کی پیدائش کو کم کردیتی ہے ایسی ادویہ مقلات لبن کہلاتی ہیں یا دودھ کی پیدائش کو بلکل بند کردیتی ہیں۔ مثلاً یبروج الصنم۔

محکات استحالہ

(استحالات کو تیز کرنے والی ادویہ)

بدنی استحالات کو تیز کرنے والی ادویہ کو ادویہ حارہ یا ادویہ مسخّنہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے عمل سے بدن میں یا بدن کے کسی حصے میں حرارت بڑھ جایا کرتی ہے: اسی ادویہ کی دو قسمیں ہیں۔

ا) مقامی محرکات استحالہ

۲) عمومی محرکات استحالہ

ا) مقامی محرکات استحالہ:

ایسی ادویہ سے مقامی طور پر جذب غذا، ہضم و استحالہ اور فضلات کے خارج ہونے کا عمل تیز ہجا تا ہے۔ کیونکہ ان سے مقامی طور پر عروق کشادہ ہو جاتی ہے۔ دورانیہ خون بڑھ جاتا ہے۔

۲) عمومی محرکات استحالہ

وہ ادویہ ہیں جو تمام بدن میں تغیرات اور استحالات کو زیادہ تیز کردیتی ہیں ایسی ادویہ کو مستخانات وامہ کہتے ہیں۔

مضنفات استحالہ:

جو ادویہ بدنی استحالات کو سست کرتی ہے ان جو مضعفات استحالہ یا ادویہ یا مبردات کہتے ہیں اس ادویہ کے استعمال سے مقامی یا عمومی طور پر حرارت کی پیدائش کم ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ مقامی مضعفات استحالہ

۲۔ عمومی مضعفات استحالہ

ادویہ کی تاثیر مواد مرض پر

اکثر امراض کے مخصوص مواد بہ لحاظ نوعیت ایک دوسرے سے جداگانہ ہوتے ہیں یعنی ان کے اجزاء ترکیبی مزاجی، کیفیت اور حواص ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر یہ اثر کرنیوالی ادویہ بھی جداگانہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح ستم الفارحمیٰ جامیہ کے لئے مفید ہے لیکن ضروری نہیں رموتی جھرہ میں بھی مفید ثابت ہو اسی طرح سورنجان وجع المفاصل کے لئے مفید ہے۔

مواد مرض بدن کے لئے سم کی طرح کام انجام دیتا ہے اور ان مواد مرض پر اثر انداز ہونے والی ادویہ تریاق کی مانند اپنا فعل انجام دیتی ہیں۔ جس طرح سموم و تریاق کی نوعیت عمل کے بارے میں کچھ علم نہیں اسی طرح ان ادویہ کے بارے میں بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ اپنے اثرات کی خصوصیا تکی وجہ سے مواد مرض کو تباہ کر دیتی ہے۔

ادویہ کی حیوانات صغیرہ (طفیلی کیڑوں) پر

طفیلی کیڑوں سے وہ کیڑے مکوڑے مراد ہیں جو انسانی جلد میں رہتے ہیں اور ان سے ہی اپنی غذا حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً جوں اور لکھیں۔ یہ گندھگ (کبریت) اور پارہ (سیماب) سے تیار شدہ مرہم کے استعمال سے ہلاک ہاجوتی ہیں۔

معانت عفونت:

عفونت اور تخمیر چانکہ دونوں ایسے استحالات ہیں جو ہر عضو میں ہوسکتے ہیں۔ اس لئے مانعات عفونت کا بیان کسی ایک عضو کے ساتھ نہ کر کے عمومی کیا جاتا ہے۔ عفونت اور تخمیر کے استحالات و تغیرات کی نوعیت عمل ایک ہے جس طرح بیرونی مواد میں عفونت اور تخمیر کا عمل ہوتا ہے۔ اسی طرح بدنی رطوبات اور اخلاط میں بھی تغیرات ہوا کرتے ہیں۔ یہ عفونت کبھی محدود کبھی مقامی ہوا کرتی ہے مثلاً قرحہ کی صورت میں خون کا متعفین ہاجانا جس کے نتیجے میں تپ محرکہ پیدا ہوجاتا ہے۔

ادویہ کی تاثیر حرارت غریزی پر

اطبا قدیم مثلاً جالینوس اور زکریا رازی کا قول ہے کہ بدن انسانی کے اندر عناصر کے آپس میں ملنے سے جو حرارت پیدا ہوتی ہے جب تک وہ متعدل رہتی ہے اس کو حرارت غریزی کہتے ہیں۔ اور جب وہ اعتدال سے تجاوز کر جاتی ہے اور افراط کی صورت اختیار کرتی ہیں تو اس وقت اس کو حرارت غریبی کہتے ہیں۔

دویہ کی تاثیر حواس خمسہ ظاہرہ پر

ادویہ کی تاثیر چشم پر:

بعض ادویہ کے استعمال سے آنکھ کی پتلی سکڑ جاتی ہے مثلاً افیون اور مخدارات عمومی۔

بعض ادویہ کے استعمال سے آنکھ کی پتلی پھیل جاتی ہے مثلاً جو ہر یبروج الصنم ان ازویہ سے آنکھ کا عضلہ ہدبیہ متاثر ہوتا ہے۔

تحفظِ ادویہ

(ادویہ کی حفاظت)

ادویہ کی حفاظت انتہائی اہم اور ضروری کام ہے۔ اس سلسلہ میں چند باتیں اصولی طور پر مدِ نظر رکھنی چاہیں:

۱۔ ادویہ ہوائیہ یا بخاری جن کے اندر بو رکھنے والے اجزاء موجود ہوتے ہیں ان میں سے وہ بو اُڑنے کا خدشہ رہتا ہے، مثلاً کافور، ستِ اجوائن، ستِ پودینہ جیسی خوشبودار ادویہ کو ہوا کے اثر سے محفوظ رکھنا چاہیے۔

۲۔ گل سرخ، سنبل الطیب، زعفران، نعناع (پودینہ) مشک، عنبر، دارچینی، قرنفل، بسباسہ (جاوتری)، جوز بوا (جاپھل)، جیسی خوشبودار ادویہ کو ہوا سے بچا کر منہ بند ڈبوں میں محفوظ کرنا چاہیے۔

۳۔ عرقیات، معاجین، جوارشات، خمیرہ جات، مربی جات، گل قند، مفرّحات، شربت جات، لبوبات، دیاقوزہ، برشعشا، جیسی نیم منجمد اور سیال ادویہ کو شیشے کے مرتبان میں محفوظ کرنا چاہیے یعنی ان کو دھات کے برتن میں نہیں رکھنا چاہیے۔

۴۔ ایک دوا کو دوسری دوا کے ساتھ ایک ہی ڈبے میں ہرگز نہیں رکھنا چاہیے چاہے وہ خشک ہوں اور خواہ ان کی پڑیاں الگ الگ ہوں۔

۵۔ دھات کے قلعی دار برتنوں میں بعض سادہ اور بے مزہ عرقیات تھوڑی مدّت تک محفوظ کیئے جاسکتے ہیں۔ زیادہ عرصہ تک ان کو قلعی دار برتنوں میں نہیں رکھنا چاہیے۔

۶۔ چونکہ رطوبت، ادویہ کو بگاڑنے میں زیادہ معاون ثابت ہوتی ہے اس لیئے دواؤں کو نمی سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ مثلاً نمک طعام، نمک لاہوری، نمک سیاہ، نوشادر اور دیگر نمکیات کو شیشے کے مرتبان میں محفوظ رکھنا چاہیے۔

۷۔ دھوپ کی حرارت اور ہوا سے اکثر ادویہ کی قوت کم ہو جاتی ہے اس لیئے دواؤں کو دھوپ کی حرارت اور ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے۔

۸۔ کپڑے اور ٹاٹ کے تھیلوں میں ادویہ رکھنے سے ان کی قوتیں کم ہو جاتی ہیں خاص طور سے بودار دوائیں جن کے اجزاء کپڑے اور ٹاٹ کے مسامات کے ذریعہ اڑتے رہتے ہیں اور ان میں ہوا کی نمی اور رطوبت سرائیت کرتی رہتی ہے۔ اس لیئے ادویہ کپڑے اور ٹاٹ کے تھیلوں میں نہیں رکھنی چاہئیں۔

۹۔ خمیرہ جات، معاجین، اطریفلات، مربی جات اور ایسی ہی جلد یا دیر سے سڑ جانے والی ادویہ کو جہاں تک ممکن ہو

موسم گرما اور موسم برسات میں سرد مقامات پر رکھنا چاہیے۔

۱۰۔ حبوب، اقراص، بنادوق اور سفوف جیسی خشک اور جامد ادویہ کچھ عرصہ تک دھات کے قلعی دار برتن میں رکھنی چاہئیں۔

۱۱۔ عسل خالص (شہد) یا شیرہ کے اندر بہت سی چیزیں سڑنے اور گلنے سے محفوظ رہتی ہیں۔ اگر شہد یا شیرہ کا قوام رقیق ہو تو اس کو گرم کر کے درست کر لینا چاہیے۔ خام اور تازہ پھل اور دیگر سڑنے والی مرطوب اشیاء مثلاً مغز حیوانات، جانوروں کے مرارے اگر شہد میں ڈال کر رکھے جائیں تو بہت عرصہ تک وہ تعفّن وفساد سے محفوظ رہتے ہیں۔

۱۲۔ نمکین ادویہ مثلاً حب کبد نوشادری، سفوف الاملاح، حب پچلونہ، پچنول جن میں نمکین اور تراش اجزاء زیادہ ہوتے ہیں، ایسی ادویہ کو دھات کے برتن میں ہرگز نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ ان کو صاف اور خشک کانچ کی شیشی میں رکھ کر شیشی کا منہ اچھی طرح بند کر دینا چاہیے۔

اعمارِ ادویہ

(ادویہ کی مدّتِ حیات)

ادویہ کی عمر یا مدّتِ حیات سے مراد یہ ہے کہ وہ کتنی مدّت تک اپنے مزاج (ہیبت ترکیبی) اور اپنی صورتِ نوعیہ پر قائم رہتی ہیں کیونکہ ادویہ کے اثرات اور خواص اسی وقت تک پوری طرح پائے جاتے ہیں جب ادویہ کے ترکیبی اجزاء اپنے مخصوص مزاج پر قائم رہتے ہیں۔

مزاج کے ضعف اور استحکام کے لحاظ سے ادویہ کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ مزاج ضعیف:

وہ دوائیں جو آسانی کے ساتھ اپنے ماحول مثلاً آب و ہوا اور روشنی وغیرہ سے متاثر ہو کر اپنی ترکیب و خواص کو تبدیل کر دیتی ہیں ضعیف المزاج ادویہ کہلاتی ہیں۔

۲۔ مزاج مستحکم:

وہ دوائیں جو دشواری سے اسباب و ماحول سے متاثر ہوتی ہیں مستحکم مزاج ادویہ کہلاتی ہیں۔

اس لحاظ سے ادویہ کی مدّتِ حیات کم و بیش ہوا کرتی ہیں۔ ادویہ کی مدّتِ حیات کے بارے میں کوئی یقینی بات کہنا مشکل ہے۔ اصل میں دوا کی عمر یا مدّتِ حیات کا دارومدار اس بات پر ہے کہ دوا کس ماحال میں رکھی گئی ہے۔ یعنی بہت ممکن ہے کہ ایک دوا کی عمر کم ہے اور تھوڑی مدّت میں ماحول کے اثر سے اس کی ترکیب بگڑنے کا امکان ہو لیکن اگر اس دوا کو احتیاط کے ساتھ ان چیزوں سے بچا کر محفوظ رکھا جائے جو ان میں فساد پیدا کرتی ہیں تو ممکن ہے کہ وہ چیز زیادہ عرصہ تک اپنی ترکیب خاص پر قائم رہے۔ مثلاً کافور جیسی بودار دوائیں جن کے اجزاء ہمیشہ اڑا کرتے ہیں اگر ان کو کھلی فضا میں چھوڑ دیا جائے تو ان کی عمر کم ہو جائے گی لیکن اگر ان کو شیشی میں بند کر کے سرد مقام پر رکھا جائے تو ان کی مدّتِ حیات کافی عرصہ تک قائم رہ سکتی ہے۔

اجزاء لحمیہ اور وہ دوائیں جو گوشت کی طرح حیوانی ہوں وہ بہت جلد ماحول کے اثر سے فاسد ہو جاتی ہیں۔ اگر ان کو عفونت پیدا کرنے والے اسباب سے بچا کر رکھا جائے تو ہو سکتا ہے کہ ایسی ادویہ زیادہ عرصہ تک اپنی اصلی صورت اور طبعی خواص پر قائم رہ سکتی ہیں۔ مثلاً ایسی ادویہ کو برف کے اندر دبا کر رکھنا یا ان میں نمک لگا کر خشک کرنا یا عسلِ خالص کے

توام میں ڈال دینا اوران کو ہوا کے اثر سے محفوظ رکھنا یہ ایسی تدابیر ہیں جو عفونت کو کم یا بالکل روک دیتی ہیں۔

گل سرخ کی تروتازہ پنکھڑیاں معمولی فضا سے متاثر ہوکر چند گھنٹوں میں مرجھا جاتی ہیں اوران کا گلابی رنگ اور خوشبو بہت جلد تبدیل ہوجاتی ہے۔لیکن اگراس ماحول کو تبدیل کردیا جائے تو ان کی تروتازگی اوران کی مخصوص خوشبو عرصہ درازتک قائم رہ سکتی ہے۔

معدنی،حیوانی اورنباتی ادویہ کی عمراور مدتِ حیات معلوم کرنے کا اصول یہ ہے کہ جب تک ان ادویہ کی ظاہری صفات رنگ،بو،مزہ،شکل وصورت،وزن،صفائی اورجلا وغیرہ قائم ہیں اس وقت تک سمجھنا چاہئے کہ ابھی دہ دوازندہ ہے اوراس کی عمرباقی ہے،اس کی ترکیبی ہیئت باقی ہے اوراس سے مطلوبہ تاثیرظاہر ہوسکتی ہے۔یہ قانون کُلّی ہرقسم کی ادویہ پر نافذ ہے خواہ وہ معدنی ہوں یا حیوانی یا نباتاتی۔اوراسی قانون کے تحت ادویہ کے مذکورہ ظاہری خواص میں جس قدرکمی واقع ہوتی چلی جائے گی اسی قدراس کی تاثیربھی کم ہوتی چلی جائے گی۔مثلاً عنبر،مشک اورزعفران جیسی خوشبودارادویہ میں ان کی مخصوص بوئیں تیزی کے ساتھ جب تک قائم ہیں،اس وقت تک سمجھنا چاہئے کہ ان کے افعال وتاثیرات میں کوئی کمی نہیں آئی ہے اور جب ان کی بونسبتاً ضعیف ہوگی اسی تناسب سے ان کے قویٰ کمزورہو چکے ہیں۔

ماخذ کے لحاظ سے ادویہ کی عمریں

ماخذ کے لحاظ سے ادویہ کی تین قسمیں ہیں،معدنی،حیوانی اورنباتاتی۔اورعمریں بھی ان تینوں قسموں کی مختلف ہیں۔

ا۔ادویہ معدنیہ:

ادویہ معدنی میں حجریات مثلاً ہیرا(الماس)،یاقوت،زمرد،لعل،سنگ مرمر،سنگ موسیٰ اورمروارید وغیرہ۔معمولی فضا سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کی عمریں بھی درازہوتی ہیں۔

فلزات یعنی دھاتوں کی عمریں کم وبیش ہوا کرتی ہیں۔بعض دھاتیں فضاءاوررطوبت سے کم متاثر ہوتی ہیں مثلاً طلاء(سونا)،چاندی،تانبہ،اُسرب اورجست وغیرہ اوربعض زیادہ متاثر ہوتی ہیں مثلاً لوہا،زنگاروغیرہ۔

زنگار کی قوت ایک سال کے بعد کم ہونا شروع ہوجاتی ہے اورآہستہ آہستہ باطل ہوجاتی ہے۔

سفیدہ کی قوت چھ سال تک،مرداسنگ اورطوطیا کی عمر کئی سال تک باقی رہتی ہے۔

فادزہرمعدنی(زہرمہرہ خطائی)جوخوش رنگ،چکنااورخوشبودارہواس کی عمریں عرصہ درازتک قائم رہتی ہیں۔

مرواریدکی عمر ان ادویہ کے مقابلہ میں کم ہوتی ہے لیکن جب تک آب وہوا تاب اور صفائی باقی ہے اس وقت تک وہ بہتر ہے۔

اسی طرح مرجان اور سیپ کی عمر مروارید کے مانند ہوتی ہے۔

گلِ (طین) مثلاً گل مختوم، گل ملتانی، گل ارمنی، گل، سرخ (گیرو) جیسی خوشبودار اطیان کی عمر مروارید سے کم ہوتی ہے۔

حجریات اور اطیان کو پیس کر اگر زیادہ عرصہ تک رکھا جائے تو آہستہ آہستہ ان کی عمریں کم ہوجاتی ہیں بلکہ وہ دوائیں باطل ہوجاتی ہیں۔

۲۔ادویہ نباتیہ:

صاحب مخزن الادویہ فرماتے ہیں کہ ادویہ نباتیہ کی مندرجہ ذیل گیارہ اقسام ہیں۔

(۱)صموغ (گوند)، (۲) اعصارات (۳) ازہار و فقاع (بند کلیاں اور پھول) (۴) ادہان (روغن) (۵)الباو یتوعات (نباتات کے دودھ) (۶) اوراق (برگ) (۷) اثمار (پھل) (۸) بزور (تخم) (۹) اغصان (شاخیں) (۱۰)اصول ولحی (جڑیں اور درختوں کی داڑھیاں) (۱۱) قشور (پوست، چھال)۔

۱۔صموغ:

صمغ عربی، صمغ کیترا، صمغ پلاس، اُشق، جاوٗشیر، دم الاخوین، لُک، سکبینج اور کہربا شمعی وغیرہ کی قوتیں تقریباً تین سال تک قائم رہتی ہیں۔

۲۔عصارات:

اقاقیا، صبر زرد، رسوت اور کتھہ وغیرہ کی قوتیں صموغ سے کم ہوتی ہیں۔

۳۔ازہار وفقاع (بندکلیاں اور پھول:

گل سرخ، گل نیلوفر، گل گاوٗزبان، گل خطمی، گل دھاوا، گل اذخر، قرنفل (لونگ)، گل بنفشہ، گل ٹیسو اور نفاع قیصوم وغیرہ کی عمریں ایک سال سے دو سال ہوتی ہیں۔

۴۔ادہان (روغن):

روغن زیتون، روغن بلسان، روغن بہروزہ، قطران، روغن بادام، روغن انجیر اور روغن سرسوں، وغیرہ۔ان میں سے جو روغن بارد رطب ہیں ان کی عمریں دو تین ہفتہ تک باقی رہتی ہیں۔لیکن ان میں روغن بلسان کی عمر عرصہ دراز تک قائم رہتی ہے۔بلکہ اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ روغن بلسان جتنا زیادہ کہنہ ہوگا اتنا ہی زیادہ موثر اور مفید ثابت ہوگا۔

۵۔البان وتیوعات:

سقمونیا، فرفیون اور افیون ان کی عمریں مختلف ہوتی ہیں سقمونیا کی عمر بیس سال، فرفیون کی عمر چالیس سال، افیون کی عمر پچاس سال تک باقی رہتی ہے۔دیگر البان کی قوتیں تقریباً دس سال تک قائم رہتی ہیں۔

۶۔ اوراق:

برگ سناء مکی، برگ گاؤزباں، ساذج ہندی (تیز پات)، برسیاؤشاں (ہنسراج)، برگ شاہترہ، برگ سداب اور برگ نیم وغیرہ کی عمریں تقریباً دو ۲ سال ہوتی ہیں۔

۷۔ اثمار:

عناب ولائیتی، سپستاں، آلو بخارا، حب بلسان، آلو بالو، مازو، جفت بلوط، جائفل، اخروٹ، بادام، الائچی خورد وکلاں، فلفل سیاہ، فلفل سفید، آملہ، بلیلہ، ہلیلہ، چلغوزہ، پستہ اور ناریل، ان میں سے جو پھل روغنی زیادہ ہوتے ہیں مثلاً اخروٹ، بادام، چلغوزہ اور پستہ وغیرہ ان کی عمریں ایک سال تک باقی رہتی ہیں۔اور جن پھلوں میں روغنی اجزاء کم ہوتے ہیں ان کی عمریں تین سال تک ہوتی ہیں۔

۸۔ بزور (تخم):

بادیان (سونف)، کمون (زیرہ)، تخم کاسنی، تخم کشنیز (دھنیا)، تخم کدو، تخم خرپزہ (خربوزہ)، تخم خیارین، تخم خشخاش، تخم کاہو، تخم بالنگو، تخم کنوث، تخم کتاں، تخم حلبہ، تخم ہلیون، خردل، تخم شبت، کنجد اور تخم بارتنگ، وغیرہ۔ان میں سے جن بزور میں روغنی اجزاء کم ہوتے ہیں ان کی عمریں دو تین سال تک ہوتی ہیں اور جن بزور میں روغنی اجزاء زیادہ ہوتے ہیں ان کی عمریں ان سے کم ہوتی ہیں۔

۹۔ اغصان (شاخیں):

شیطرج، شکاعی او باد آور دو غیرہ ان کی عمریں تقریباً دو ۲ سے تین سال تک باقی رہتی ہیں۔

۱۰۔ اصول ولحی (جڑیں اور درختوں کی داڑھیاں):

قسط، ہلدی، بیخ اذخر، بیخ کاسنی، بیخ کرفس، بیخ بادیان، زنجبیل، زرنباد (نرکچور)، خربق، شقاقل، مصری، بہمن سفید و سرخ، زراوند طویل و مدحرج عاقر قرحا، درونج عقربی، بیخ کبر، تربد، بیخ ابخیار، بیخ نفاح، ماہی زہرج، ریشہ خطمی اور ریشہ برگد وغیرہ۔

بعض جڑیں اس قسم کی ہیں جن میں گھن جلد لگ جاتا ہے ان کی عمریں جلد ضعیف اور باطل ہو جاتی ہیں اور جن میں گھن نہیں لگتا یا دیر سے لگتا ہے ان کی عمریں دس سال تک باقی رہتی ہیں۔

۱۱۔ قشور (پوست، چھال):

دار چینی، کاپھل، تج قلمی (سلیخہ) پوست، بیخ کبر پوست بیخ کنیر، پوست درخت نیم، پوست درخت کچنار اور پوست بیخ کرفس وغیرہ۔ ان کی قوتیں دو تین سال تک باقی رہتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ضعیف ہونے کے بعد باطل ہو جاتی ہیں۔

۳۔ ادویہ حیوانیہ:

ادویہ حیوانیہ میں مثلاً چربی، حیوانات کے مرارہ، انفحہ (پنیر مایہ) قرن (سینگ)، حیوانات کے کھر اور ناخون، گوبر، مینگنیاں اور خون وغیرہ۔

چربی کو نمک سود بنالیا جاتا ہے۔ یعنی نمک لگا کر خشک کر لیا جاتا ہے تو اس کی عمر ایک سال تک باقی رہتی ہے۔

حیوانات کے مرارے کو اگر خشک کر لیا جائے تو اس کی عمر عرصہ دراز تک باقی رہتی ہے۔

انفحہ (پنیر مایہ) کی عمر ایک سال سے دو سال تک باقی رہتی ہے۔

جند بیدستر کی قوت دس سال تک قائم رہتی ہے۔

مشک اور عنبر کی قوت اسی وقت قائم رہتی ہے جب تک ان میں خوشبو باقی رہتی ہے۔

حیوانات کے سینگ، کھر اور ناخون کی عمر چند سال تک باقی رہتی ہے۔

حیوانات کے گوبر، مینگنیوں اور خون کی قوت ایک سال تک مشکل سے باقی رہتی ہے۔

ابدالِ ادویہ

طبِ یونانی کے اہم ترین مسائل میں سے ایک مسئلہ ابدال ادویہ کا ہے۔ اگر چہ فطری طور پر کسی چیز کا بدل تو کسی حد تک ممکن ہے لیکن نعم البدل ناممکن ہے لیکن قریب ترین شکل وصورت کے اعتبار سے قریب ترین تاثیر کا تعین اور اس کے نتیجہ میں قریب ترین افعال کا سرزد ہونا ابدال ادویہ کے لئے ایک اچھی رہنمائی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ دراصل ابدال ادویہ کی ضرورت کو اگر ہم غور سے دیکھیں اور سوچیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض ادویہ کی نایابی، ذرائع آمدورفت کی دشواری، مطلوبہ ادویہ کی گرانی اور مریں کی غربت ومفلسی مجبور کرتی ہے کہ کسی دوا کا بدل تلاش کیا جائے۔ مثلاً مصطگی رومی روم کے علاقہ کی دوا ہے۔ سرمہ اصفہانی ایران کی پیداوار ہے۔ مشک ختن کی اس زمانہ میں کس طرح حاصل کی جائیں۔ اگر ذرائع آمدورفت ہیں بھی تو ان کے حصول میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں اور ان کی قیمتوں کا جو اثر ہوتا ہے ان پر قابو پانا دشوار ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں سائنسی معلومات نے دنیا میں ایک ہلچل مچا رکھی ہے۔ جس سائنسدان کی زبان سے سنئے وہ یہی کہتا ہے کہ یہ دوا وہ تو نہیں لیکن اس جیسی ضرور ہے۔ اس جیسی کہہ دینا ہی ابدال ادویہ کہلاتا ہے۔

چنانچہ اطباء نے بنیادی طور پر ابدالِ ادویہ کی تین صورتیں بتائیں ہیں:

۱۔ بدل حقیقی۔ ۲۔ بدل ثانوی۔ بدل ناقص

۱۔ **بدل حقیقی:** کسی مطلوبہ دوا کو وہ بدل ہے جو جنس، مزاج اور افعال کے اعتبار سے مطابقت رکھتا ہو، مثلاً مروارید کا بدل صدف۔

۱۔ **بدل ثانوی:** یہ وہ بدل ہے جو افعال اور مزاج کے اعتبار سے مطابقت رکھتا ہو لیکن جنس کے اعتبار سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ مثلاً چاندنی اور مروارید۔ یہ دونوں دوائیں باہم مزاج وافعال کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں لیکن جنس کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

۱۔ **بدل ناقص:** یہ سب سے کمزور بدل ہے جو صرف فعل سے مماثلت رکھتا ہے۔ اور جنس ومزاج کے اعتبار سے مختلف ہے۔ مثلاً مشک کا بدل زعفران۔

ابدال ادویہ کے اصول:

ابدال ادویہ کے اصول حسب ذیل ہیں:

۱۔ کوئی دو حقیقی معنوں میں دوسری دوا کے تمام افعال و خواص میں بدل نہیں ہوسکتی ورنہ دونوں دواؤں کی ترکیب، اور صورت نوعیہ بھی ایک ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے اکثر دوائیں بے بدل ہیں۔ مثلاً طلاء (سونا)، بیروج الصنم، قنّب، انیس وغیرہ۔

۲۔ دوا اور اس کے بدل کے مزاج میں یکسانیت ہو یا دونوں کے مزاج قریب تر ہوں۔ مثلاً اگر دوا حار یا بس درجۂ اول میں ہے تو اس کے بدل کا مزاج بھی اسی درجہ میں حار یا بس ہونا چاہئے لیکن اگر بدل کا مزاج اصل دوا کے مزاج کے مقابلے میں زیادہ حار یا بس ہے تو اس سے اس کی مقدار کم ہونی چاہئے۔ یا اگر بدل کا مزاج اصل دوا کے مزاج کے مقابلے میں کم حار یا بس ہے تو بدل کی مقدار دوا سے زیادہ ہونا چاہئے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی دوا حار یا بس ہے تو اس کے بدل کی دوا کا مزاج بارد رطب ہو۔

۳۔ تخلیقی نوعیت کے مختلف ہونے کے باوجود ایک دوا دوسری دوا کا بدل ہوسکتی ہے یعنی اگر کوئی دوا حیوانی ہے تو اس کے بدل کے طور پر نباتی دوا تجویز کی گئی ہے۔ جیسے شیخ الرئیس بو علی سینا اور زکریا رازی نے جند بیدستر کا بدل اس کے نصف وزن فلفل سیاہ بتائی ہے۔ اسی طرح نباتی دوا کی بدل حیوانی دوا ہوسکتی ہے مثلاً کھمبی کا بدل اس کے نصف وزن پوست بیضۂ مرغ کو بتایا ہے۔

۴۔ دوا کی ایک قسم دوسری قسم کی بدل ہوسکتی ہے مثلاً بقول جالینوس پودینۂ کوہی کا بدل پودینۂ نہری ہے۔

۵۔ کبھی مطلوبہ نبات کا حصہ دستیاب نہیں ہوتا تو اس کا دوسرا حصہ اس کے بدل کے طور پر استعمال کرا دیتے ہیں۔ مثلاً جب گل نیم نہ مل سکے تو برگ نیم یا پوست نیم استعمال کرا دیتے ہیں۔ اسی طرح گلو کا بدل ست گلو، راب کا بدل گنا اور رس، گھی کا بدل مکھن، مرجان کا بدل بیخ مرجان اور خس کا بدل عطر خس۔ اصل السوس کا بدل رب السوس، گھیکوار کا بدل صبر زرد، نشاستہ کا بدل چاول کو بتایا ہے۔

بعض ادویہ کے بدل کے خانہ میں مصنف نے تحریر کیا ہے کہ گنے کے رس (آبِ نیشکر) کا بدل گڑ ہے۔ اسی طرح بہت سی ادویہ کے بدل کے طور پر ایسی چیزیں لکھی گئی ہیں جن کے متعلق بڑا شک ہوتا ہے کہ اگر ان ادویہ کے بارے میں تحقیق کی جائے تو اکثر چیزیں غلط ثابت ہوں گی۔ مثلاً دہی کا بدل پیٹھہ، مصطگی رومی کا بدل اذخر مکی، ابرک کا بدل تیبولیا (کھریا مٹی)، اذراقی کا بدل بلادر، شورہ کا بدل نمک لاہوری، صابن کا بدل چونا، چونہ کا بدل ہڑتال، اصل السوس کا بدل

کتیرا، لوبان کا بدل مصطگی، عاقرقرحا کا بدل دار فلفل یا زنجبیل، شکر کا بدل ترنجبین و تازہ دودھ اور عسل خالص، لک کا بدل ریوند یا اسارون یا طباشیر، خبث الحدید کا بدل برادہ تانبہ، شکر تیغال کا بدل نبات سفید (مصری) کافور کا بدل صندل سفید، شہتوت کا بدل سیب، سرکہ کا بدل شراب، بلادر کا بدل فندق، چرائتہ کا بدل مرکی، آم کا بدل انجیر، بیضۂ مرغ کا بدل ماہی روبیاں، افیون کا بدل بزرالبنج (اجوائن خراسانی)، سرخس کا بدل کمیلہ، بادرنجبویہ کا بدل آبریشم یا پوست ترنج، شنگرف کا بدل شادنج مغسول، دارچکنہ کا بدل سم الفاء، نانخواہ کا بدل شونیز (کلونجی) درمنہ ترکی کا بدل افسنتین رومی یا سداب، آبریشم کا بدل مروارید، عنبر کا بدل مشک یا زعفران وغیرہ، اور اسی طرح کی بہت سی چیزیں ہیں۔

اس سلسلہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ جب ایک دوا کسی خاص مقصد کے لیئے دوسری دوا در کا بدل ہوتی ہے تو اس دوسری دوا کو بھی کسی خاص مقصد کے لئے پہلی دوا کا بدل ہونا چاہیئے۔ لیکن کتب ادویہ میں جہاں بدل تحریر ہیں وہاں اس اصول پر عمل نہیں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ دہی کا بدل پیٹھہ ہے تو پیٹھہ کا بدل دہی کو ہونا چاہئے۔ لیکن پیٹھہ کا بدل کدوئے دراز کو بتایا گیا ہے اسی طرح مصطگی رومی کا بدل اذخر مکی کو بتایا گیا ہے لیکن اذخر مکی کا بدل عاقرقرحا اور عاقرقرحا کا بدل دار فلفل اور دار فلفل کا بدل زنجبیل کو بتایا گیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بدل کا معاملہ علم کیمیا کے بہت سے معاملات کی طرح بہت الجھا ہوا ہے۔ جس طرح یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ کسی چیز سے معمولی دھات کا رنگ کیوں بدل جاتا ہے اسی طرح ہر دوا کے بدل کے لئے بدل کا بتانا بھی مشکل ہے۔ صرف قیاس اور تجربہ کی مدد سے اگر کوئی جوہر فعال چند ادویہ میں مشترک پایا جائے اور اس جوہر فعال کا اثر ہم حاصل کرنا چاہیں تو وہ دوائیں جن میں جوہر فعال مشترک پایا جائے اور اس جوہر فعال کا اثر ہم حاصل کرنا چاہیں تو وہ دوائیں جن میں جوہر فعال مشترک ہیں تجربہ کرتے وقت ایک دوسرے کا بدل ثابت ہوسکتی ہیں۔ مثلاً مغز کدو شیریں، مغز تخم تربوز، مغز تخم پیٹھہ اور دیگر مغزیات میں چند اجزاء مشترک طور پر پائے جاتے ہیں اس لئے یہ ایک دوسرے کے بدل ہوسکتے ہیں۔

اکثر کسیلی چیزیں جو جوہر قابض سے عروق کو سکیڑتی ہیں اس خاص عمل میں ایک دوسرے کا بدل بن سکتی ہیں مثلاً تمر ہندی (املی) اور آلو بخارا، الائچی خورد اور الائچی کلاں، ترنجبین اور شیر خشت، انیسون اور بادیان ایک دوسرے کے بدل ہیں۔ اسی طرح وہ چیزیں بھی بدل بن سکتی ہیں جن کے جوہر فعال اگرچہ ایک دوسرے سے مختلف ہوں لیکن ان کے عمل کی نوعیت ایک ہو۔ اس کے باوجود چونکہ ہر دوا کے مخصوص اجزاءِ ترکیبی دوسری دوا سے مختلف ہوتے ہیں اس لئے بعض اوقات بدل کے معاملہ میں دشواری پیش آتی ہے۔

اکثر ابدال ادویہ سے بہت زیادہ امید نہیں رکھنی چاہئے ۔ مثلاً درمنہ ترکی خاص طور سے شکم کے کرم حیات (کینچوؤں) پر عمل کرتا ہے اور درمنہ ترکی کا بدل افسنتین رومی یا برگِ سداب لکھا گیا ہے۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ کینچوؤں پر جو خصوصی عمل درمنہ ترکی کا ہے وہی عمل افسنتینِ رومی یا برگ سداب کا بھی ہو۔

اسی طرح سرخس کا خصوصی عمل شکم کے حَبّ القرع پر ہوتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ یہ عمل اسی طاقت اور قوت کے ساتھ اس کے بدل کمیلہ میں بھی موجود ہو۔

اسی طرح اگر ایک دوا دوسری دوا کے ساتھ مل کر ایک مخصوص صلاحیت اور ہیئت حاصل کر لیتی ہے تو اس کے بدل سے یہی امید کرنا غلط ثابت ہوگا۔ مثلاً شورہ اور گندھک کا سفوف ملانے سے بارود بن جاتی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ بارود بناتے وقت اگر شورہ دستیاب نہ ہو تو اس کے بدل سے یہ امید کر کے کہ شورہ کے بجائے نمک لاہوری شامل کر کے بارود بنائی جائے تو نمک لاہوری وہ کام انجام نہیں دے سکتا۔

بادرنجبویہ (مفرح القلب) کی خوشبو پر بلی عاشق ہے اور جہاں اس کو اس کی خوشبو مل جاتی ہے تو وہ از خود رفتہ ہو کر لوٹنے لگتی ہے اور خوش فہمیاں کرنے لگتی ہے۔ بلی کی اس شیفتگی کی وجہ سے بادرنجبویہ کا ہندی نام بلی لوٹن رکھا گیا ہے۔ اگر ہمیں بادرنجبویہ دستیاب نہ ہو اور ہم بلی کو بہکانا اور اس کی عاشقانہ وارفتگی کو دیکھنا چاہیں تو کیا اس مقصد میں ہمیں اس کے بدل آبریشم سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے؟

عنوانِ بدل پر اطباء کے بیان کے مطابق اظہار خیال کیا گیا ہے۔ البتہ میرا خیال ہے کہ بہترین بلکہ نعم البدل وہی دوائیں کہلائیں گی جن کے اندر اجزاء مؤثرہ میں یکسانیت مکمل طور پر موجود ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم جدید سائنس اور علم کیمیا کی مدد سے ایک دوا کے بدلے جب دوسری دوا استعمال کرنا چاہیں تو تجزیہ (ANALYSIS) کے ذریعہ یہ معلوم کر لیں کہ کون سا جز مؤثر ہمیں مطلوب ہے اور پھر دوسری دوا میں جز و مؤثر اتنی ہی مقدار میں پایا جائے۔ اگر دوسری دوا میں جزِ و مؤثر کم مقدار میں موجود ہے تو پھر اس دوا کی مقدار خوراک میں اضافہ کیا جائے اور اگر زیادہ مقدار میں جزِ و مؤثر موجود ہے تو پھر ایسی صورت میں دوا کی مقدار کم کر دی جائے۔ اس طرح یہ مسئلہ جو بحث کا موضوع بن چکا ہے حل بھی ہو سکتا ہے۔ اور علاج و معالجہ میں کامیابی بھی مل سکتی ہے۔

اضرار و اصلاح ادویہ

(مضر و مصلح)

جو دوائیں ہم بدن کی کسی مرضی کیفیت کو زائل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں کبھی ان میں مطلوبہ مقدار کے ساتھ دوسرا مضر پہلو بھی ہوتا ہے اس وقت ایک ماہر طبیب کے لیئے ضروری ہے کہ مطلوبہ فوائد کے ساتھ اس دوا کے مضر پہلو کو بھی نظر انداز نہ کرے تا کہ اس دوا کے استعمال سے ایک مرضی کیفیت کے دور ہونے کے ساتھ دوسری مرضی کیفیت نہ پیدا ہو جائے ایسی صورت میں اس دوا کی اصلاح ضروری ہے۔ دواؤں میں اس قسم کی اصلاح کو اصلاح ادویہ کہتے ہیں۔

اصلاحِ ادویہ کی صورتیں:

اصلاحِ ادویہ کی مختلف صورتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بعض اوقات دوا کی اصلاح، اس کی کیفیت اور شکل بدل دینے سے ہو جاتی ہے اور تاثیر بھی کئی گناہ بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً دوا کو بریاں کر کے استعمال کرنا، دوا کو سوختہ کر کے استعمال کرنا، دوا کو مصفّٰی کر کے استعمال کرنا، دوا کو مدبّر کر کے استعمال کرنا، دوا کو گرم یا ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا وغیرہ۔

۲۔ بعض اوقات دوا کی اصلاح کے طریقہ استعمال بدل دینے سے ہو جاتی ہے مثلاً ایک دوا ابراہِ دہن استعمال کرانے وہ قے کا سبب بنتی ہے اور معدہ میں کرب و بے چینی پیدا کر دیتی ہے لیکن وہ دوا جب حقنہ کے ذریعہ معائے مستقیم استعمال کی جاتی ہے تو ضرر کا یہ پہلو دور ہو جاتا ہے۔

۳۔ بعض اوقات دوا کی اصلاح اس دوا کے ساتھ کوئی دوسرا دوا ملانے سے ہو جاتی ہے ایسی صورت میں یہ دوسری دوا مصلح دوا کہلاتی ہے یعنی ایسی دوا جو کسی دوا کے ساتھ مل کر اس کے مضر پہلو کو دور کر دے۔

دواءِ مصلح کے عمل کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

الف: بعض اوقات دواءِ مصلح اصل دوا کے ساتھ مل کر اس کے جزءِ مؤثر کی حدّت کو جو طبعی ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے کم کر دیتی ہے۔ مثلاً کوئی دوا بہت زیادہ ترش یا بہت زیادہ کھاری ہوتی ہے اگر اس کو اسی حدّت کی حالت میں استعمال کرایا جائے تو جلد، غشاء مخاطی اور دوسری ساختیں جل جائیں یا ان میں شور، آبلے یا قروح پیدا ہو جائیں لیکن اگر اس کے ساتھ کافی مقدار میں پانی شامل کر دیا جائے تو اب وہی تیز دوا آسانی کے ساتھ بلا خوف و خطر استعمال کی جا سکتی ہے۔ پانی کے علاوہ اس مقصد کے لیئے اندرونی و بیرونی ادویہ میں دوسری بہت سی چیزیں مثلاً موم، روغن، شہد، شکر، لعاب ضمغ عربی

اورلعاب کتیرا وغیرہ شامل کی جاتی ہیں۔

ب: بعض اوقات دواءِ مصلح اصلی دواءِ کے مخالف ہوتی ہے جو اصلی دواء کے ساتھ مل کرنئی تاثیر پیدا کر دیتی ہے اور اس کے اصلی خواص کو کم وبیش بدل دیتی ہے۔ جس کی دوصورتیں ہیں۔

ا۔ دواءِ مصلح اس مضر چیز پر اثر کرتی ہے جو کسی مرکب القویٰ میں اصلی جوہر فعّال کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ دواءِ مصلح سے جب اس مضر جزء کی امتزاجی ترکیب بدل جاتی ہے تو اس کا اثر بھی زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے اس کے اصلی جوہر فعال پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس کی قوت بھی قائم رہتی ہے۔

۲۔ کبھی دواءِ مصلح براہ راست اصلی دوا کے جوہر فعال پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مثلاً ایک دوا کا جوہر فعّال ضرورت سے زیادہ ترش ہے جب ایسی دوا کے ساتھ مناسب مقدار میں نمک شامل کر دیا جاتا ہے تو اس کی ترشی کسی حدتک زائل ہو جاتی ہے لیکن اگر طبّی ضرورت جزءِ ترش کے ساتھ وابستہ ہے اگر اس کے ساتھ نمک یا کھار کی بڑی مقدار شامل کر دی گئی تو ترشی یکسر زائل ہو جائے گی اور غرضِ مطلوبہ بالکل ختم ہو جائے گی۔

ج۔ بعض اوقات دواءِ مصلح نہ تو دوا کی حدّت کو کم کر دیتی ہے اور نہ ہی دوا کے فعل میں تغیر واستحالہ پیدا کرتی ہے بلکہ دواء مصلح صرف بدنی تاثیر کے لحاظ سے اصلی دواء کے مخالف کے اثر کرتی ہے مثلاً تسکین درد کے لئے ہم کوئی مسکّن الم دوا استعمال کرنا چاہتے ہیں لیکن جو دوا ہمارے علم میں ہے اس مقصد کے لئے مفید ہے وہ گو کہ مسکّن الم ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ مضعّف قلب بھی ہے ہم اس کے ہمراہ ایسی دواء شامل کر دیتے ہیں جو مقوی قلب اور مفرّح قلب بھی ہو ایسی صورت میں اصلی مسکّن الم دوا اگر مضعّف قلب ہے تو مصلح دواء اس کو طاقت بخشتی ہے۔

بعض اوقات معالج کو خون بند کرنے کے لئے یا کسی رطوبت کے سیلان کو روکنے کے لئے حابس اور قابض دوا کی ضرورت پیش آتی ہے چنانچہ ایسی دواؤں سے اگر کسی عضو کا جریانِ دم یا سیلان رطوبت رک جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی امعاء میں قبض پیدا ہو جاتا ہے ایسی حالت میں قبض دور کرنے کے لئے ملیّن دوا استعمال کراتے ہیں جس کی وجہ سے قبض پیدا نہیں ہوتا۔ بواسیر، ذخیر (پیچش) اور سحج وقروح امعاء میں ملیّن اور ہلکی ادویہ مسہلہ استعمال کی جاتی ہیں لیکن ملیّن اور مسہل دواسے سحج وخراش کے بڑھنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں ان دواؤں کے ساتھ دواءِ مزلق یعنی پھسلانے والے لعابات شامل کر دیتے ہیں یہ لعابات مصلح کا کام انجام دیتے ہیں۔

مسئلہ اضرار واصلاح پر تبصرہ

اطباء قدیم نے کتب ادویہ میں جس طرح ادویہ کا بدل تحریر کیا ہے اسی طرح ان کے مضر و مصلح بھی تحریر کیے ہیں۔
لیکن بدل کی طرح مضر و مصلح میں بھی غیر ضروری اشیاء کی بھرتی کی گئی ہے۔ مضر و مصلح کے خانوں پر جب غور کیا جاتا ہے تو اکثر خانوں میں مصلح کی حیثیت سے حیرت انگیز طور پر صرف چار دوائیں (صمغ عربی، صمغ کتیرا، شکر اور شہد) ہی لکھی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اب ان چاروں ادویہ کی طبی حیثیت پر اگر غور کیا جائے تو صمغ عربی، صمغ کتیرا دونوں ہی معدہ و امعاء کے لئے کوئی مفید چیز نہیں۔ یہ دونوں دوائیں مغلظ معدہ اور مفسد ہضم ہیں لیکن بہت سی دواؤں کے مضر خانوں میں یہ لکھنے کے باوجود یہ دواء معدہ و امعاء کے لئے مضر ہے۔ لیکن مصلح کے خانہ میں صمغ عربی اور صمغ کتیرا اس کا مصلح بتایا گیا ہے۔ اسی طرح اطباء قدیم نے مثال کے طور پر چند ادویہ کے مضر اور مصلح تحریر کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

نام ادویہ	مضر	مصلح
آبنوس	معدہ کے لئے	صمغ عربی، صمغ کتیرا
اٹنگن	گردہ اور امعاء کے لیئے	صمغ عربی، صمغ کتیرا
الائچی کلاں (قاقلہ کبار)	امعاء کے لئے	صمغ کتیرا
الائچی خورد (قاقلہ صغار)	صدر ذریہ کے لیئے	صمغ کتیرا
ابرک	گردہ اور طحال کے لیئے	صمغ عربی
اسطوخودوس	حار المزاج اشخاص کے لیئے	صمغ کتیرا
افیتمون ولائیتی	حار المزاج اشخاص کے لیئے	صمغ کتیرا
انزروت	امعاء کے لیئے	صمغ کتیرا
ایلوا (صبر زرد)	معدہ، امعاء و کبد کے لیئے	صمغ عربی، صمغ کتیرا
باؤبڑنگ	امعاء کے لیئے	صمغ عربی، صمغ کتیرا
بسد احمر	گردہ کے لیئے	صمغ عربی، صمغ کتیرا
بلسان	مثانہ کے لیئے	صمغ کتیرا
بورہ ارمنی	معدہ کے لیئے	صمغ عربی

برسیاؤشان (ہنسراج)	طحال کے لیئے	صمغ کتیرا
بیدانجیر	معدہ کے لیئے	صمغ کتیرا
جدوارخطائی	صداع وقروح امعاء پیدا کرتا ہے	صمغ کتیرا
جمال گوٹہ (حب السلاطین)	حارالمزاج اورلاغراشخاص کے لیئے	صمغ کتیرا
جند بیدستر	حارالمزاج اشخاص کے لیئے	صمغ کتیرا
جاوتری (بسباسہ)	کبد کے لیئے	صمغ عربی
خاکسی (خوبکلاں)	حارالمزاج اشخاص کے لیئے	صمغ کتیرا
دم الاخوین	گردہ کے لئے	صمغ کتیرا
زیرہ سفید (کمون سفید)	ریہ کے لیئے	صمغ کتیرا
زیرہ سیاہ (کمون سیاہ)	ریہ کے لیئے	صمغ کتیرا
سورنجان شیریں	معدہ اور کبد کے لیئے	صمغ کتیرا
شورہ قلمی	گردہ کے لیئے	صمغ کتیرا
صمغ عربی	قبض والوں کے لیئے	صمغ کتیرا
عاقرقرحا	ریہ کے لیئے	صمغ کتیرا
عنبراشہب	امعاء کے لیئے	صمغ عربی
عقیق	گردہ کے لیئے	صمغ کتیرا
عودصلیب	حارالمزاج وحاملہ کے لیئے	صمغ کتیرا
فرفیون	انثیین اوررحم کے لیئے	صمغ کتیرا
کٹکی	گردہ کے لیئے	صمغ کتیرا
کمیلہ	امعاء وفم معدہ کے لیے	صمغ کتیرا
گلنارفارسی	صداع اورسدہ پیدا کرتا ہے	صمغ کتیرا
گھیکوار	معدہ، امعاء، اورکبد کے لیئے	صمغ کتیرا

گندھک (کبریت)	دماغ اور معدہ کے لیئے	صمغ کتیرا
قرنفل (لونگ)	گردہ وامعاء کے لیئے	صمغ عربی
مصطگی رومی	مثانہ کے لیے	صمغ کتیرا
مرجان	گردہ کے لیئے	صمغ کتیرا
لاجورد	معدہ کے لیئے	صمغ کتیرا
ہینگ (حلتیت)	دماغ، کبد اور اعضاءِ اسفل کے لیئے	صمغ کتیرا

شہد اور شکر

ابہل	معدہ وحلق کے لیئے	شہد
اجوائن خراسانی	سدّہ اور خناق پیدا کرتی ہے	شہد
اسپغول	اعصاب کے لیئے	شہد
انار (رُمان)	بخار والوں کیلئے، معدہ کے لیئے اور نفاخ ہے	شہد
آملہ	طحال کے لیئے اور مورث قولنج ہے	شہد
بابونہ	حلق کے لیئے	شہد
بیضہ مرغ	معدہ کے لیئے	شہد
بارتنگ (لسان الحمل)	ریہ اور طحال کے لیئے	شہد
بلیلہ	امعاء ومقعد کے لیئے	شکر وشہد
برہمی	حارّ المزاج اور لاغر اشخاص کے لیئے	شکر
بھنگرا	حارّ المزاج اشخاص کے لیئے	شہد
پوکھر مول	حارّ المزاج اشخاص کے لیئے	شہد
تخم کاہو	باہ کے لیئے	شہد

تخم بھتوا	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شہد
تخم کنوث	ریہ کے لیئے	شہد
تخم ترب	متلی وکرب پیدا کرتا ہے	شہد
ترنج	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شہد
ثعلب مصری	حارّالمزاج اشخاص کے لئے	شکر
جاپھل (جوز بوا)	کبد اور ریہ کے لیئے	شہد
چائے	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شہد
رال (راتینج)	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شکر
زراوند مدحرج وطویل	طحال واعصاب کے لیئے	شکر
سفیدہ کاشغری	مانع حمل اور خناق پیدا کرتی ہے	شہد
فلفل سیاہ	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شہد
کچلہ (اذراقی)	ذہن کو خراب کرتا ہے اور نشہ آور ہے	شکر
کسوندی	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شہد
کنگھی	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شہد
مرمکی	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شہد
مومیائی	حارّالمزاج اشخاص کے لیئے	شہد
نیلوفر	مثانہ کے لیئے	شہد
نعناع (پودینہ)	امعاء کے لیئے	شہد
ناگرموتھ (سعد کوفی)	حلق وریہ کے لیئے	شکر
ہلیلہ سیاہ	کبد کے لیئے	شہد
ہلیلہ کابلی	دماغ کے لیئے (زیادہ مقدار میں)	شہد
ہیرا کسیس	امعاء کے لیئے	شہد

مذکورہ بالا ادویہ مضرو مصلح کی فہرست میں بعض میں بعض ادویہ کو معدہ و امعاء کے لیئے مضر بتایا گیا ہے لیکن ان کے مصلح کے خانہ میں چشم پوشی کر کے صمغ عربی و صمغ کتیر الکھ دیا گیا ہے۔

شہد اور شکر کے بارے میں مشہور ہے کہ ان دونوں کا مزاج حارّ ہے اور طبّی اصول کے مطابق جو دوائیں حار ہوتی ہیں وہ حارّ المزاج اشخاص کے لئے مضر ہوں گی۔ ان کی اصلاح کے لیئے مصلح کے طور پر کوئی دوا ہونی چاہئے نہ کہ شہد اور شکر سفید جیسی حار چیزیں۔ مگر بہت سی دواؤں کو حارّ المزاج اشخاص کے لیئے مضر بتانے کے باوجود ان کے مصلح کے خانہ میں شہد اور شکر لکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً فلفل سیاہ حارّ المزاج اشخاص کے لیئے مضر ہے لیکن اس کے مصلح کے خانہ میں شہد لکھا گیا ہے۔

اسی طرح کسوندی حارّ المزاج اشخاص کے لیئے مضر ہے، اس کے مصلح کے خانہ میں شہد لکھا گیا ہے۔ اسی طرح پوکھر مول، بھنگڑا، پیاز، تخم بھوا، ترنج، ثعلب مصری، مرکی، مومیائی، چائے اور کنگھی وغیرہ حارّ المزاج اشخاص کے لیئے مضر ہونے کے باوجود ان کے مصلح کے خانہ میں شہد اور شکر لکھے ہوئے ہیں۔

ان چاروں مصلحات کے بعد اگر مصلح کے خانوں کو بغور دیکھا جائے تو روغن زرد اور روغن لکھا ہوا ہے۔

اکثر دواؤں کے مضر خانوں میں لکھا ہوا ہے کہ دو حارّ المزاج اور بارد المزاج اشخاص کے لیئے یا یابس اور مرطوب المزاج اشخاص کے لیئے مضر ہے، اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ قطعاً فضول اور بے فائدہ پری کی گئی ہے کیونکہ کتب ادویہ میں ایک خانہ مزاج کا بھی ہے اور اس خانہ میں ہر دوا کے مزاج کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ دواء حار ہے بارد ہے، یابس ہے یا رطب ہے۔ مزاج کے جاننے کے بعد آسانی سے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حار دوائیں حارّ المزاج اشخاص کے لیئے، بارد دوائیں بارد المزاج اشخاص کے لیئے یابس دوائیں یابس المزاج اشخاص کے لیئے، رطب دوائیں مرطوب المزاج اشخاص کے لیئے مضر ثابت ہوں گی۔

بہت سی ادویہ کے مضر کے خانہ میں تحریر ہے کہ یہ قلب، دماغ، کبد، طحال، معدہ، گردہ اور امعاء یا کسی دیگر عضو کے لیئے مضر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ نہیں بتایا گیا کہ اس کے ضرر کی نوعیت کیا ہے۔ کیا اس دوا سے اس عضو کے ذاتی فعل میں بہت زیادہ تحریک پیدا ہو جائے گی جس کا نام تشویشِ افعال ہے، یا اس کے فعل میں بہت زیادہ کمی آجائے گی جس کا نام بطلان افعال ہے کیونکہ افعال میں خرابی کی عام طور پر یہی دو صورتیں پائی جاتی ہیں مثلاً جو دوائیں قلب کے فعل اور اس کی انقباضی وانبساطی حرکات کو اعتدال کی حد سے بڑھاتی ہیں، جو قلب کے لیئے مضر ہے اور جو دوائیں قلب کے اس عمل کو سُست کرتی ہیں وہ بھی قلب کے لیئے مضر ثابت ہوں گی۔ قلب کے افعال کا جس طرح اعتدال کی حد سے بڑھ جانا

ہوتی ہیں۔ یا تو وہ قلب کی حرکات کو بہت زیادہ سُست کر دیتی ہیں یا وہ قلب کی حرکات کو بہت زیادہ تیز کر دیتی ہیں۔ اگر اس ضرر کے بارے میں مختصر طور پر اتنا بتا دیا جائے کہ یہ قلب کے لیئے مضر ہیں تو سننے والا تاریکی میں رہے گا اور وہ اس کے ضرر کو دور کرنے کے لیئے صحیح تدابیر نہیں کر سکے گا۔

کسی دوا کے افعال کی اصلاح کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی دوا سے قلب کا فعل غیر معمولی طور پر سریع ہو گیا ہے تو اس کے مقابلہ میں ہم کوئی ایسی دوا استعمال کریں جو قلب کے فعل کو سُست کر دے تا کہ وہ حدِّ اعتدال پر آ جائے۔ اگر کسی دواء سے قلب کا فعل بہت زیادہ سست ہو گیا ہے تو ہم کوئی ایسی دواء استعمال کریں جو قلب کے فعل کو تیز کرنے والی ہو تا کہ اس کی حرکات کی رفتار اعتدال پر آ جائے۔

اسی طرح معدہ اور امعاء کے لیئے جو دوائیں مضر ہیں ان کے متعلق بھی ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آیا وہ معدہ و امعاء کی حرکات اور اس کے اعمال ہضم کو تیز کرتی ہیں یا سست کرتی ہیں کیونکہ قلب کی طرح معدہ و امعاء میں دونوں قسم کی آفتیں پائی جاتی ہیں۔ ضعف ہضم اور قبض کی حالت میں اگر ان کی حرکات سست ہو جاتی ہیں تو قے، اسہال، پیچش، مغص معدی، مغص معوی اور سحج و قروح امعاء و معدہ میں ان کے حرکات غیر معمولی طور پر تیز ہو جایا کرتے ہیں اب ظاہر ہے کہ جو دواء ایک وقت میں اس لحاظ سے مضر ہو گی اس سے معدہ و امعاء کی حرکات سست ہو جاتی ہیں تو وہی دوا، قے، اسہال، پیچش اور مغص امعاء و مغص معدہ کی حالت میں مفید ثابت ہوں گی۔

اسی طرح انار کو قدیم اطبّاء نے بخار والوں کے لیئے اور معدہ کے لیئے مضر بتایا ہے یعنی معدہ کے لیئے نقصان دہ اور نفّاخ ہے۔ اطبّاء قدیم نے ہی انار کو بہت زیادہ لطیف اغذیہ میں شمار کیا ہے اسی وجہ سے مریضوں کو خاص طور پر انار کے استعمال کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں انار کو معدہ کے لیئے مضر اور نفّاخ لکھنا سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔ شیخ الرئیس بو علی سینا اور دیگر اطبّاء قدیم نے بخار والوں کے لیئے آبِ انار کا ذکر خاص طور سے کیا ہے۔ آج بھی اطبّاء کا یہی دستور ہے۔ اس کے باوجود انار کو بخار والوں کے لیئے مضر لکھنا بڑی عجیب سی بات ہے۔ آبِ انار جیسی انتہائی لطیف چیز اگر نفاخ ہو سکتی ہے تو دنیا کی کوئی غذا انفّاخ ہونے سے نہیں بچ سکتی۔

شیخ الرئیس بو علی سینا نے اغذیہ حیوانیہ میں بیضہ مرغ کو سریع الہضم اغذیہ میں شمار کیا ہے۔ کثیر الغذاء اور صالح الکیموس ہونے کے باوجود بیضہ مرغ کا سریع الہضم ہونا اطبّا قدیم میں مشہور ہے اسی وجہ سے ضعیف المعدہ مریضوں اور ناتواں نقیہوں کو بیضہ مرغ کے استعمال کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ لیکن بیضہ مرغ کے مضر خانہ میں لکھا ہے کہ بیضہ مرغ معدہ کے لیئے مضر ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ سریع الہضم، کثیر الغذاء اور صالح الکیموس ہونے کے باوجود بیضہ مرغ معدہ

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ سریع الہضم ،کثیر الغذاء اور صالح الکیموس ہونے کے باوجود بیضہ مرغ معدہ کے لیئے مضر ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ
کے لیئے کس طرح مضر ہو سکتا ہے۔

بہت سی ادویہ کی خانہ پری متضاد بیانات سے کی گئی ہے یعنی خانہ مضرت میں جو کچھ لکھا ہے، افعال وخواص اور مصلحات کے خانہ میں اس کے برعکس تحریر کیا گیاہ ے۔ مثلاً بارتنگ (لسان الحمل) طحال کے لیئے مضر بتایا گیا ہے لیکن اس کے افعال وخواخ کے خانہ میں لکھا ہے کہ عصارہ بارتنگ طحال کے لیئے مفید ہے۔

برہمی کے مضر خانہ میں لکھا ہے کہ یہ لاغر اشخاص کے لیئے مضر ہے حالانکہ برہمی بہت مشہور مقوی دوا ہے اور یہ اصولی بات ہے کہ تقویت کی ضرورت لاغر اشخاص کو ہی پیش آتی ہے۔ پھر یہ لاغر اشخاص کے لیئے کس طرح مضر ہو سکتی ہے ۔اس کے بعد نفع خاص کے خانہ میں لکھا ہے کہ یہ مقوی اعضاءِ رئیسہ ہے۔ یہ بات سمجھ قطعاً نہیں آتی کہ جو چیز مقوی اعضاءِ رئیسہ ہے وہ لاغر شخص کے لیئے کیونکہ کر خاص طور پر مضر ہو سکتی ہے۔ علاوہ وازیں تقویتِ اعضاءِ رئیسہ کی ضرورت استحقاق لاغروں سے زیادہ کن لوگوں کو ہو سکتی ہے۔ یہ بات عقل سے بہت بعید ہے۔

بلیلہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ امعاء اور مقعد کے لیئے مضر ہے لیکن بلیلہ کے افعال وخواص کے خانے میں لکھا ہے کہ بلیلہ مقوی معدہ ، مشتہی طعام اور بواسیر کے لیئے مفید ہے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات قطعاً نہیں آئی کہ اطباءِ قدیم جس دوا کو امعاء اور مقعد کے لیئے مضر بتا رہے ہیں وہ بواسیر کے لیئے کس طرح مفید ثابت ہو سکتی ہے اس کے علاوہ بلیلہ اطریفل (ترپھلہ) کا ایک اہم جز ہے اور اطریفل کے استعمال سے مسلسل تجربات نے اس کا مضر نہ ہونا ثابت کر دیا ہے۔

مضر و مصلح مسئلہ پر اب تک کے طویل بیان کو میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مشہور مقولہ ہے کہ ''خیر الکلام ماقل ودل'' کے تحت چند جملوں میں آخر میں ختم کر دیا جائے ۔ وہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب طبیب مرض اور مریض کی اصلیت کو پہچانتا ہو۔ پھر اپنی صوابدید کے مطابق اگر وہ ایک دوا یا چند دواؤں کا مجموعہ ازالۂ مرض کے لیئے استعمال کرنا چاہتا ہے تو وہی طبیب اپنی صوابدید کے مطابق یہ بھی سمجھتا ہے کہ میری دی گئی دوا اپنے اندر کس طرح کا پہلو رکھتی ہے اور اس کو دور کرنے کے لیئے کون سی دوا یا کون سی تدبیر اصلاح کرے گی۔ اگر معالج صحیح رائے پر پہنچتا ہے تو وہ یقیناً وہ ضرور دور کر سکتا ہے اور یقیناً اصلاح کا مسئلہ درست ہے۔

علاج میں حیوانی، نباتی اور معدنی ادویہ کا انتخاب:

مقتدین نے علاج و معالجہ کے سلسلہ میں سب سے زیادہ مفید اور لائق تحسین جو تجویز پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ جسم انسانی سے جن دواؤں کو انسیت ہے ان کو پہلے استعمال کرنا چاہئے۔ مثلاً حیوانی ادویہ کو جسم انسانی سے زیادہ انس ہے اس لیئے اگر وہی صرف شفا بخش سکتی ہیں تو پہلے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ انہیں سے شفا حاصل ہو جائے، پھر نباتی دوائیں استعمال لائی جائیں اور انتہائی مجبوری کی حالت میں معدنی دوائیں استعمال کی جائیں کیونکہ ان کو کافی بعد (دوری) ہے اس لیئے جسم انسانی اس سے حتی الامکان نفرت ظاہر کرتا ہے اور بدرجہ مجبوری اس کو قبول بھی کر لیتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہ جہاں تک ممکن ہو حیوانی ادویہ سے صحت رفتہ کی بازیافت کی جائے، اس کے بعد نباتی دوا سے پھر مجبوراً دوا کو حصولِ شفا کی غرض سے تجویز کیا جائے۔

باب دوازدھم

قانون ترکیب دواء

حصولِ شفا کی غرض سے گاہے ہم ایک ایسی دواء استعمال کرتے ہیں جسے ہم علاج بالمفردات کہتے ہیں اور گاہے ایک سے زیادہ متعدد دوائیں ملا کر بشکلِ مرکب یعنی اطریفل ، برشعشا ، جوارش ، حب ، قرص ، مفرح ، معجون ، لعوق ، عرق ، شربت ، سکنجبین ، سفوف ، کحل اور برود وغیرہ استعمال کرتے ہیں جسے ہم علاج بالمرکبات کہتے ہیں۔

تمام نباتی حیوانی اور معدنی دوائیں جو قدرتی اور طبعی حالت میں پائی جاتی ہیں مفردات کہلاتی ہیں حالانکہ وہ اپنے اندر متعدد اجزاءِ مؤثرہ بھی رکھتی ہیں انہیں مفردات کی آمیزش سے جو دوائیں تیار کی جاتی ہیں وہ مرکبات کہلاتی ہیں۔

قدرتی اور طبعی دوائیں جن کو مفرد بتایا گیا ہے وہ سب حقیقت میں مرکب ہی ہوتی ہیں کیونکہ ان کی ترکیب میں مختلف اجزاءِ مؤثرہ پائے جاتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو خالص یا بسیط نہ بنالیا گیا ہو۔ مختلف معدنی ادویہ مثلاً نقرہ (چاندی) ، مس (تانبہ) ، سیماب (پارہ) ، جست اور فولاد (لوہا) وغیرہ ، اور دھاتیں مثلاً کبریت (گندھک) شنگرف ، ہڑتا اور سم الفار وغیرہ جب اپنے معدن سے نکلتی ہیں تو وہ خالص اور بسیط نہیں ہوتیں بلکہ مختلف معدنیات کا آمیزہ ہوتی ہیں۔

علاج بالمفردات کی اہمیت:

بقول شیخ الرئیس بوعلی سینا کسی مرض کے علاج کے لیئے اگر ہم کسی مفرد دوا کو اپنے مقصد کے لیئے کافی اور مناسب خیال کرتے ہیں تو اس کے۔۔۔ میں ہم کسی مرکب دواء کو ترجیح نہیں دیتے بلکہ مفردِ دواء کو ہی بہتر سمجھ کر اختیار کرتے ہیں جس کو علاج بالمفردات کہتے ہیں۔ یہ طبّی اصول کے مطابق زیادہ افضل ہے۔

اگر کسی مجبوری یا ضرورت کے تحت ایک دواء سے کام نہ چلے تو جہاں تک ممکن ہو محض ایک ہی دوا کا اضافہ کر دیا جائے۔ اسی طرح اگر ضرورت متقاضی ہو کہ مزید دوائیں بڑھائی جائیں تو کم سے کم دوا بڑھائی جائے جیسا کہ شیخ الرئیس بو علی سینا نے قانون میں تحریر کیا ہے۔

و اعلم ان الجرب خیر من غیر المنجرب و القلیل من الادویۃ خیر من کثیر مافی غرض واحد

یاد رہے کہ مجرب دواؤں کا نسخہ زیادہ دواؤں والے نسخے سے بہتر ہے۔

ہمارے ملک میں اطباء کا ایک گروہ لمبے لمبے نسخے لکھنا فنی کمال سمجھتا ہے ان نسخوں کی ترتیب میں محض اس امر کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ایک ایک غرض کے لیئے فہرست ادویہ میں سے دس دس ، پندرہ پندرہ دوائیں ایک ہی خواص کی جمع

کردی جائیں۔

لیکن اطباء کا دوسرا گروہ وہ جو مختصر اجزء سے علاج کرنے کو کمالِ فن تصور کرتا ہے جن کے نسخے محض دو چار دواؤں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ادویہ کے صحیح مواقع استعمال کا علم اور ان سے متوقع فوائد حاصل کرنے کی قدرت ہر طبیب میں یکساں نہیں ہوتی۔ جن کو اطبّا کو مرض کی نوعیت بخوبی معلوم ہے اور دوا کی نوعیت عمل پر مکمل بھروسہ ہے انہیں اپنی فنی بصیرت کے مطابق زیادہ مختصر دواؤں سے علاج کرنے کی قدرت ہوتی ہے۔

شیخ الرئیس بو علی سینا نے القانون کی جلد پنجم (کتاب الخامس قرابادین) میں تحریر کیا ہے کہ " انه قد لا نجد فی کل علة خصوصا المرکبة دواء مقالا لها من لمفردات ولم وجدنا لما آثرنا علیه "۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہیکہ ہم ایک ہی بیماری کا مقابلہ کر لینے کی صلاحیت ایک مفرد دوا میں نہیں پاتے خصوصاً امراض مرکبہ کے علاج کے لیئے۔ اگر ہم مفرد دواء سے علاج کی قدرت محسوس کر لیتے ہیں تو کبھی بھی اس مفرد دوا پر مرکبات کو ترجیح نہیں دیتے۔"

شیخ الرئیس بو علی سینا کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاج امراض کے وقت ادویہ مرکبہ کا استعمال محض مجبوری کی صورت میں کیا جاتا ہے۔

مکمل اعتماد کے بغیر بہت سی آمیزش سے دوسری خرابیوں کے علاوہ ایک مشکل اور حائل ہو جاتی ہے کہ ادویہ مرکبہ گاہے ترکیب کے بعد کوئی جانبی اثر یا مخالف اثر پیدا ہو سکتا ہے یا ترکیب کے بعد ایسی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے جس کی قوت یا تو علاج کے لیئے کمزور ثابت ہوتی ہے یا پھر قوت زیادہ بڑھ جاتی ہے جو الٹا نقصان کرتی ہے اور ضرورت سے زیادہ تضاد رکھتی ہے۔

ترکیبِ ادویہ کی ضرورت:

دورانِ علاج ایسے بہت سے مواقع آتے ہیں جب ایک دوا کے ساتھ چند دوائیں شامل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ ضروریات جو ترکیب ادویہ پر اطباء کو مجبور کرتی ہیں حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ اصلاحِ ادویہ کے لیئے۔

۲۔ دوا کے اثر کو قوی بنانے کے لیئے۔

۳۔ دواء کے اثر کو ضعیف بنانے کے لیئے،

۴۔ دوا کو سریع النفوذ بنانے کے لیئے۔

دوا کو بطئی النفوذ بنانے کے لیئے۔

۵۔ مرکب امراض کے علاج کے لیئے۔

۶۔ دوا کی حفاظت کے لیئے۔

۷۔ دوا کی مقدار بڑھانے کے لیئے۔

۸۔ دیگر اغراض کے لیئے۔

۹۔

ا۔ اصلاحِ دوا کے لیئے:

گاہے اصلی دوا کے ساتھ دوسری دوا اس لیئے شامل کرتے ہیں کہ اس دوا کی مضر کیفیت کی اصلاح ہو جائے جو اس میں پائی جاتی ہے۔ اس مضر کیفیت کی دو صورتیں ہیں۔

الف: وہ دوا اصلی مرض میں اپنی تاثیر کے لحاظ سے مفید ہو لیکن کسی دوسرے عضو کے لیئے کوئی مضر تاثر نہیں رکھتی ہو۔

ب: وہ دوا اصلی تاثیر کے لحاظ سے مضرت کا کوئی پہلو نہیں رکھتی ہو مگر وہ مزہ بو، شکل وصورت اور رنگ وغیرہ کے لحاظ سے ایسی مکروہ ہوتی ہے کہ طبیعت اس کو قبول نہیں کرتی۔

پہلی صورت میں اصلی مؤثر دوا کے ساتھ کوئی دوسری دوا مصلح شامل کردی جاتی ہے۔ مثلاً شحم حنظل کے استعمال سے شکم میں مروڑ پیدا ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے اس لیئے اس کے ساتھ مصلح کے طور پر بزرالبنج (اجوائن خراسانی) یا لفاح شامل کردیتے ہیں۔ یہ دونوں دوائیں مخدّر ہونے کی وجہ سے معدہ وامعاء کی حرکت ادویہ اور تشنج ومروڑ کو کم کردیتی ہیں۔ اسی طرح سقمونیا (محمودہ) تربد اور ریوند چینی کے ساتھ زنجبیل شامل کردی جاتی ہے جس سے مروڑ کا خدشہ کم ہوجاتا ہے

۔

دوسری صورت میں جب کسی دوا کا مزہ بُرا اور نامرغوب الطبع ہوتا ہے، مثلاً سقوطری (ایلوا)، یا جب کسی دوا کی بو مکروہ اور خراب ہو مثلاً خیار شنبر (املتاس)۔ یا جب کسی دوا کی شکل وصورت اور رنگت قابلِ نفرت ہوتی ہے تو طبیعت اس کو قبول نہیں کرتی اور وہ دوا قبل از وقت معدہ سے قے کے ذریعے خارج ہوجاتی ہے ایسی صورت میں ایسی چیزوں کے شامل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے جو بدمزہ کو خوش مزہ اور بدبو کو خوشبو میں تبدیل کردے اور شکل وصورت اور رنگ کو مرغوب بنادے۔ عسل خالص (شہد) اور شکر سفید سے اکثر دواؤں کی بدمزگی کم ہوجاتی ہے اور گل سرخ، زعفران، مشک، عنبراشہب سے اکثر دواؤں کی بو تبدیل ہوجاتی ہے جس سے دوا کی طرف رغبت پیدا ہوجاتی ہے۔

جس طرح کسی مرض کے ازالہ کے لیے تاثیر کے لحاظ سے بہترین دوا تجویز کی جاتی ہے اسی طرح یہ خیال بھی رکھنا

پڑتا ہے کہ اس دوا کے مضر جز کی اصلاح ہو جائے اور اس کا مزہ، بو، شکل وصورت کے لحاظ سے دوا کے استعمال کا شوق بڑھ جائے۔

۲۔ دوا کے اثر کو قوی بنانے کے لیئے:

ایک دوا کے ساتھ جب دوسری دوا شامل کی جاتی ہے تو اس آمیزش کے بعد پہلی دوا کا اثر زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ دو یا دو سے زیادہ دواؤں کے ملانے سے مجموعی تاثیر اس قدر بڑھ جاتی ہے۔ کہ اگر یہ دوائیں الگ الگ اسی مقدار میں استعمال کرائی جائیں تو اتنا اثر ظاہر نہیں ہوگا۔ مثلاً دم الاخوین ایک قابض دوا ہے، اگر اس کے ساتھ کتھ سفید شامل کر دیا جائے تو اس کی قوتِ قابضہ بڑھ جاتی ہے اسی طرح اگر برگ گاؤزباں کے ساتھ اصل السوس مقشرّ شامل کر دی جائے تو اخراج بلغم کا عمل قوی ہو جاتا ہے ایسی دوا کو دوائے معیّن کہتے ہیں۔ اس قسم کی دوائیں عام طور پر ایک جیسے خواص والی ہوا کرتی ہیں جو دوسری دوا کے ساتھ مل کر اس کے اثر کو زیادہ قوی کر دیتی ہیں مثلاً ایک ہی خواص والے مدرات اور مسہلات وغیرہ بقول علامہ نفیس جب کوئی مرض قوی ہوتا ہے اور اس کے مقابلے کے لیئے کوئی مفرد دوا نہیں مل پاتی تو اس وقت دواؤں کو مرکب بنانے کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ مرکب دوا کے اجزاء مقابلہ مرض میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور مجموعی تاثیر ازالۂ مرض کے لیئے کافی ہو جائے۔

بقول شیخ الرئیس بوعلی سینا بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرکب امراض کے مقابلے کے لیئے ہمیں ایک مرکب القوی دوا ملتی ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ مختلف خواص پائے جاتے ہیں اس لیئے وہ اپنے مختلف جواہر سے مرکب حالات میں دو تاثیر پیدا کر سکتی ہے لیکن اس کے ایک جز کی تاثیر ہماری ضرورت سے زیادہ ضعیف ہوتی ہے اس لیئے اس کے ساتھ ہم کوئی ایسی دوا شامل کر دیتے ہیں جس سے اس کی یہ تاثیر قوی ہو جاتی ہے۔ مثلاً بابونہ ایک مرکب القوی دوا ہے جس میں تحلیل اور قبض کی دو صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس میں تحلیل کی قوت قوی اور قبض کی قوت ضعیف ہے اس لیئے اس کے ساتھ جب کوئی قابض دوا شامل کر دیتے ہیں تو اس کی قوت قابضہ زیادہ ہو جاتی ہے۔

۳۔ دوا کے اثر کو ضعیف کرنے کے لیئے:

بعض اوقات دورانِ علاج ہمیں ایسی دوا ملتی ہے جس کی قوتِ تاثیر ہماری ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے اس حالت میں اس کے ساتھ کوئی ایسی دوا شامل کر دی جاتی ہے جس سے اس کی حدت اور تیزی کم ہو جاتی ہے ایسی دوا کو مضعف عمل کہتے ہیں مثلاً اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ مریض کو ایک یا دو نرم اور معمولی اجابتیں آجائیں جس سے اس کی امعاء (آنتیں) صاف ہو جائیں اور ضعف بھی پیدا نہ ہو لیکن وقت پر جو دوا ہمیں ملی ہے اس سے اسہال (دستوں) کے زیادہ

اور کبھی اس کے ساتھ قابض اور حابس دوا شامل کر دیتے ہیں۔ جس سے مسہل دوا کی قوت ضعیف ہو جاتی ہے۔ ہونے اور ضعف پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں طبّی اصول کے مطابق کبھی اس دوا کی مقدار کو کم کر دیتے ہیں

۴۔ دوا کو سریع النفوذ بنانے کے لیئے:

بعض دوائیں بطی النفوذ ہوتی ہیں۔ ایسی دواؤں کی قوتِ نفّاذہ کو حسبِ ضرورت بڑھانے کے لئے دوسری دوائیں شامل کی جاتی ہیں۔ اس قوسم کی دواؤں کو بدرقہ کہتے ہیں۔ مثلاً بعض کو کسی روغن کے ساتھ ملا کر جلد پر لگایا جاتا ہے تو وہ روغن میں محلول ہو کر اس کے ساتھ جلد کے اندر جذب ہو جاتی ہے مثلاً افیون اور کافور روغن میں حل ہو جاتے ہیں اور اسی طرح شکر، نمکیات اور کھار پانی میں حل ہو جایا کرتے ہیں اس لئے ان کو اکثر پانی کے ہمراہ استعمال کرایا جاتا ہے۔

علامہ علاؤالدین قرشی تحریر کرتے ہیں کہ کبھی دوا بطیء النفوذ ہوتی ہے اس لیئے اس کے ساتھ ایسی دوا شامل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے جو اس کو سریع النفوذ بنا دے جس کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں۔

الف: دوسری دوا کی آمیزش سے اس کی قوت نفاذہ عام طور پر بڑھ جائے۔ مثلاً کسی غلیظ القوام اور بطی النفوذ چیز کے ساتھ لطیف چیز کا شامل کر دینا۔

ب: دوسری دوا کے سبب سے کسی خاص عضو کی جانب اس کی قوت نفوذ تیز ہو جائے یا کسی خاص عضو کی جانب اس کا میلان بڑھ جائے مثلاً دواء مدرّ کے ساتھ ذراریح (تیلنی مکھی) کا شامل کر دینا۔

ذراریح (تیلنی مکھی) ایک تیز مدرّ ہے۔ جب اس کو دوسری دوا کے ساتھ شامل کر کے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کو گردوں کی جانبِ سرعت کے ساتھ نائل کر دیتی ہے۔

۵۔ دوا کو بطیء النفوذ بنانے کے لیئے:

علاج الامراض میں جس طرح یہ ضرورت پیش آتی ہے کہ کسی دوا کی قوتِ نفاذ کو بڑھایا جائے اسی طرح یہ ضرورت بھی پیش آتی ہے کہ کسی دوا کی قوتِ نفاذ کو جو ضرورت سے زیادہ بڑھی ہوئی ہو، کم کیا جائے تا کہ عضو مخصوص تک اس کے اجزاء دیر میں سرایت کریں اور کم پہنچیں۔ اس عمل کو ابطاء النفوذ کہتے ہیں علامہ نفیس نے ابطاءِ نفوذ کی دو قسمیں بیان کی ہیں

۱۔ ابطاء ذاتی

۲۔ ابطاء عرضی

۱۔ ابطاء ذاتی:

سے مراد یہ ہے کہ اصلی دوا کے ساتھ دوسری دوا شامل کر کے براہ راست اصلی دوا کی قوت نفاذ کو کم کر دیا جائے۔ جیسا کہ کسی سریع النفوذ دوا کے ساتھ کسی بطی النفوذ دوا کے شامل کرنے سے ہوتا ہے۔ مثلاً سرکہ میں پانی شامل کر دینا یا قیروطی میں ادویہ کے ساتھ روغن کا شامل کر دینا جس کی وجہ سے قیروطی دیر تک جسم پر قائم رہتی ہے اور سستی کے ساتھ جذب ہوتی ہے۔

۲۔ ابطاء غرضی:

سے مراد یہ ہے کہ اصلی دوا پر دوسری دوا براہِ راست اثر نہ کرے بلکہ وارد بدن ہو کر عضو میں وہ کوئی ایسا تغیر پیدا کر دے جس سے اصلی دوا کے نفوذ میں قدرے مزاحمت اور رکاوٹ پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے اس کا نفوذ تیزی کے ساتھ نہ ہو سکے۔ مثلاً دوا مدرّ بول دواء معرّق کے عمل کو سست کر دیا کرتی ہے۔ اسی طرح ادویہ مقیّہ مسہل دوا کے عمل کو سست کر دیتی ہے۔

اس اصول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ہم کسی دوا معرّق کے عمل کو کم کرنا چاہیں اور اس کے ساتھ قلیل مقدار میں دوا مدرّ شامل کر دیں تو دوسرا معرّق کا عمل کم ہو جاتا ہے اور اس کے اجزاء مؤثرہ جلد کی جانب جس سرعت کے ساتھ نفوذ کرنے والے تھے اس کی رفتار میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر ہم کسی دوا مدرّ کے فعل کو کم کرنے کے لیے دوا معرّق شامل کر دیں تو دوا مدرّ کے اجزاءِ فعالہ جس سرعت کے ساتھ گردوں کی جانب نفوذ کرنے والے تھے تو اس وقت اس کی قوت نفوذ میں کمی آ جائے گی۔ اسی طرح قے کے آ جانے سے امعاء کی جانب دوا مسہل کی قوت نفوذ کم ہو جاتی ہے۔ جس سے اسہال کم آتے ہیں۔ اسی طرح اسہال کے جاری ہو جانے سے دوا مقی کی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور قے کی تعداد و شدت میں کمی آ جاتی ہے۔

۶۔ مرکب امراض کے علاج کے لیئے:

جب بدن انسانی میں چند امراج جمع ہو جاتے ہیں اور ہر مرض دوسری دوا کا خواہاں ہوتا ہے۔ اور اس وقت کوئی ایسی دوا مفرد نہیں ملتی جو تنہا مجموعہ امراض کا مقابلہ کر سکے تو ایسی حالت میں ہر مرض کی رعایت سے نسخہ کو مرکب کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مثلاً نزلہ اور بخار کے نسخہ میں دونوں قسم کی دوائیں شامل کی جاتی ہیں یا ہمیں کوئی ایسی دوا ملتی ہے جو دو جوہروں یا قوتوں سے مرکب ہوتی ہے اور ہر جوہر یا قوت مرض مرکب کا مقابلہ کر سکتی ہے مگر ان میں سے ایک جوہر

بہت زیادہ قوی اور دوسرا ضعیف ہوتا ہے ایسی صورت میں ایسی دوا شامل کی جاتی ہے جو ضعیف قوت کو بڑھادے اور بڑھی ہوئی قوت کو کم کردے یا ایسی دوا ملتی ہے جس میں دونوں قوتیں برابر ہوتی ہیں۔ لیکن مرض مرکب کا ایک مرض دوسرے سے قوی اور غالب ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس بات کی ضرورت پیش آتی ہے کہ دوا اس قوت کو جو مرضِ قوی کا مقابلہ کررہی ہے دوسری دوا ملاکر مزید قوی کردیا جائے۔

۷۔ دوا کی حفاظت کے لیئے:

اصلی دوا کے ساتھ گاہے دوسری دوا اس مقصد کے لیئے استعمال کرتے ہیں کہ وہ اصلی دوا کو فساد و تعفن سے یا کمزور ہونے سے محفوظ رکھے شکر اور شہد کے قوام میں دواؤں کو شامل کرنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ مربٰی، گل قند، خمیرہ اور شربت وغیرہ میں دوائیں شکر اور شہد کے قوام میں محفوظ رہتی ہیں نمک اور سرکہ کی بھی دواؤں کو فساد تعفن سے محفوظ رکھتے ہیں۔

۸۔ دوا کی مقدار بڑھانے کے لیئے:

اکثر سمّی دواؤں کی مقدار خوراک اتنی قلیل ہوتی ہے کہ ان قلیل مقداروں میں اس دوا کا منقسم ہونا دشوار ہوتا ہے مثلاً بعض دواؤں کی مقدار خوراک ایک چاول اور نصف چاول ہوتی ہے اور بعض دواؤں کی مقدار خوراک سرسوں کے دانہ کے برابر یا اس سے بھی کم ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اس سمّی دواء کے ساتھ کوئی سادہ اور بے ضرر چیز شامل کردی جاتی ہے جس سے اس دواء کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور پھر اس دواء کو مختلف خوراکوں میں تقسیم کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اس قسم کی سادہ چیزیں خشک اور سفوف کی شکل میں ہوتی ہے۔ مثلاً نشاشتہ، گل قیمولیا اور شکر وغیرہ اور سیال و نیم جامد بھی ہوتی ہیں، مثلاً شہد، شکر اور ان کا قوام وغیرہ۔

دیگر اغراض کے لیئے:

بعض اوقات ایک دواء۔ کے ساتھ دوسری دواء مذکورہ بالا اغراض کے علاوہ کسی ایسی غرض کے لیئے شامل کی جاتی ہے جو مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ ہوتی ہے۔ مثلاً:

ا۔ ایک مرض میں متعدد علاج۔ جبکہ مرض ایک ہو مگر اس کے علاج میں متعدد قوانین مدّنظر ہوتے ہیں۔ مثلاً حُمّی عفونیہ کی دواء کے ساتھ ملیّنِ امعاء دواء کا شامل کرنا تاکہ آنتیں صاف رہیں اور ان کے فضلات برابر خارج ہوتے رہیں یا بخار کی دواء کے ساتھ معرقات یا مدرّات وغیرہ شامل کی جاتی ہیں تاکہ ان راستوں سے مواد کا استفراغ ہوتا رہے۔

اسی طرح نزلہ کی حالت میں نزلہ کی مخصوص ادویہ کے ساتھ گاہے ملیّنِ شکم یا معرّق دوائیں شامل کی جاتی ہیں۔

۲۔ گاہے مرض اگر چہ مفرد ہوتا ہے مگر اس کے عوارض متعدد ہوتے ہیں اس لیئے اصل مرض کی دواء کے ساتھ ان مختلف عوارض کی رعایت سے مختلف دوائیں شامل کی جاتی ہیں مثلاً نزلہ اور بخار کے ساتھ اگر صداعِ شدید بھی عارض ہو تو نزلا اور بخار کی دواؤں کے ساتھ مسکن الم دوائیں شامل کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر نزلہ کے ساتھ درد گلو بھی ہو تو نزلہ کے نسخہ میں شربت توت سیاہ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

۳۔ بعض اوقات دو یا دو سے زیادہ دوائیں اس لیئے شامل کی جاتی ہیں کہ ان کے باہم ملنے سے تغیر و استحالہ ہوتا ہے اور کم و بیش عرصہ کے بعد ایک نئی چیز پیدا ہو جاتی ہے جو مفید اور کار آمد ہوتی ہے۔ مثلاً معدہ میں بکثرت بخارات پیدا ہوتے ہیں جن کے سبب خوب ڈکاریں آتی ہیں۔

دواء کی اصلاح کرنا، دواء کو سریع النفوذ بنانا، دواء کو بطی النفوذ بنانا، دواء کے اثر کو قوی کرنا، دواء کے اثر کو ضعیف کرنا، دواء کی مقدار بڑھانا وغیرہ اغراض کے لیئے دواؤں کو گھٹانا، بڑھانا اصل میں اس بات پر منحصر ہونا چاہیے جبکہ معالج کی ادویہ مفردہ پر اچھی گرفت ہو یا وہ اچھی علمی صلاحیت رکھتا ہو تو ایسی صورت و موقع و محل کے اعتبار سے ایسی تبدیلی کا مجاز ہو گا ورنہ وضع الشئی فی غیر محدہ کے تحت وہ الٹا ظالم قرار پائے گا، اور اس بے محل تبدیلی سے علاج مرض بجائے فائدہ کے نقصان پہنچا سکتا ہے۔

باب سیزدھم

متناقضِ آثار اور متناقضِ ادویہ

متناقضِ ادویہ:

وہ دوائیں جو عرق کو منقبض کرتی یا کشادہ کرتی ہیں یا جریان الدم پیدا کرتی یا اس کو حبس کرتی (روکتی) ہیں یا اسہال لاتی یا قبض پیدا کرتی ہیں یا بدنی حرارت کو بڑھاتی اور کم کرتی ہیں یا مادہ کو تحلیل کرتی یا جمع کرتی ہیں یا حرکات قلب کو تیز یا سُست کرتی ہیں متناقض ادویہ کہلاتی ہیں اور ان کے افعال کو جو ایک دوسرے کے متقابل اور متضاد ہوتے ہیں انھیں آثار متناقض کہتے ہیں مثلاً حموضت یعنی شوریت کی دشمن ہے پس یہ دونوں چیزیں باہم متضاد اور متناقض ہیں جو آپس میں مل کر ایک دوسرے کے مزاج کو بدل کر اس کی حدّت کو توڑ دیا کرتی ہیں۔

بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب وہ دوسری دواء کے ساتھ شامل کی جاتی ہیں تو ان کی شکل وصورت تبدیل ہو جاتی ہے خواہ رنگ تبدیل ہو جائے یا قوام تبدیل ہو جائے۔

جس طرح بعض دواء مل کر دوسری غیر محلول دواؤں کو حل کرنے میں مدد کرتی ہیں اسی طرح بعض دوائیں مل کر محلول دواؤں کو غیر محلول صورت میں تبدیل کر دیتی ہیں جن کے اجزاء تہہ نشیں ہو جاتے ہیں اسی طرح بعض دوائیں دوسری دواؤں کے ساتھ ملنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتیں مثلاً روغن اور پانی۔ اس کے علاوہ زہر مہرہ خطائی طباشیر (بنسلو چن)، لک اور رال جیسی ادویہ پانی میں قطعاً حل نہیں ہوتیں۔

اقسام تناقض: تناقض کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ تناقض فعلی

۲۔ تناقض مزاجی

تناقض فعلی:

تناقض فعلی سے مراد وہ دوائیں ہیں جو باہم مل کر ادویہ کے قوام اور مزاج پر کوئی اثر نہیں کرتی ہیں بلکہ ان کی عضوی تاثیرات ایک دوسری کی متضاد ہوتی ہیں اس قسم کی دو یا دو سے زیادہ دوائیں اگر ملا کر دی گئیں اور دونوں کی قوت مساوی ہے تو قطعاً کوئی عمل ظاہر نہیں ہوگا اور اگر ایک گالب اور دوسری مغلوب ہے تو غلبہ کے لحاظ سے دواء غالب کا اثر نمودار ہو سکتا ہے۔

بعض اوقات دواء کے عمل کی شدت کو کم کرنے کے لیئے ایک متضاد دواء ان کے ساتھ شامل کر دی جاتی ہے مثلاً حب السلاطین (جمالگوٹہ) جیسی تیز مسہل کے ساتھ کوئی لعابی دواء مثلاً لعاب اسپغول، لعابِ بہدانہ کا اضافہ کر سکتے ہیں تا کہ اسعاء میں خراش کا احتمال دور ہو جائے۔

تناقض مزاجی:

تناقض مزاجی سے مراد وہ تناقض ہے جس میں دواؤں کی باہم آمیزش اور ترکیب کا لحاظ رکھا جاتا ہے اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

۱۔ تناقض صوری

۲۔ تناقض کیفی

تناقض صوری (تناقض کیمیاوی):

تناقض صوری سے مراد وہ تناقض ہے جس میں آمیزش کے بعد ادویہ کی سابقہ ماہیت اور صورت نوعیہ تبدیل ہو جاتی ہے اور ایک یا زیادہ چیز بن جاتی ہے یعنی جس میں عناصر کی ترکیب و ساخت تبدیل ہو جاتی ہے اسی وجہ سے اس کو تناقض عنصری یا تناقض کیمیاوی بھی کہتے ہیں۔

یہ نئی چیز جو آمیزش کے بعد حاصل ہوتی ہے بدنی تاثیر کے لحاظ سے اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں:

اوّل: یہ نئی چیز بدنی تاثیر کے لحاظ سے مفید اور کارآمد ہوتی ہے۔

دوم: بدنی تاثیر کے لحاظ سے مضر ہوتی ہے۔

سوئم: نئی چیز بدنی تاثیر کے لحاظ سے نہ مفید ہوتی ہے اور نہ مضر بلکہ قطعاً بے اثر ہوتی ہے۔

احساس اور عدم احساس کے اعتبار سے تناقض صوری کی دو قسمیں ہیں۔

الف) تناقض حسّی۔ ب) تناقض خفی

(الف) تناقضِ حسّی:

تناقضِ حسّی سے وہ تناقض مراد ہے جس میں ایسی نمایاں تبدیلی واقع ہوتی ہے کہ اس سے جو نئی چیز بنتی ہے وہ صاف طور پر محسوس ہوتی ہے مثلاً محلول اجزاء کا راسب ہو جانا، یا اس سے نمایاں طور پر جھاگ اور بخارات کا اٹھنا۔

ب) تناقض خفی:

تناقض خفی سے وہ تنا مراد ہے جس میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ نمایاں نہیں ہوتی۔ اور اس کے قوام میں کوئی تغیر نظر نہیں آتا۔ خواہ رنگت میں کم وبیش تغیر واقع ہوجائے۔ جو ہر حالت میں ضروری نہیں۔

تناقض کیفی:

تناقض کیفی سے مراد وہ تناقض ہے جس میں آمیزش کے بعد کوئی حقیقی استحالہ نہیں ہوتا یعنی دونوں چیزوں کے سابقہ مزاج نہیں بدلتے بلکہ دونوں میں ملنے اور محلول ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ مثلاً روغن اور پانی۔ یا آمیزش کے بعد دوسری محلول چیز غیر محلول شکل میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ مثلاً اصل السوس۔ محلول میں اگر ترشی شامل کردی جائے تو اس کا محلول مکدر ہوجاتا ہے اور اس کا جوہر راسب ہوجاتا ہے۔ طباشیر، رال اور لک وغیرہ جیسی غیر منحل چیزوں کی آمیزش تناقض کیفی میں شامل ہے۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا۔۔۔۔فرماتے ہیں۔

"گاہے آمیزش کی وجہ سے بعض دواؤں کے افعال قوی ہوجاتے ہیں اور گاہے آمیزش کی وجہ سے ان کی مضرت کی اصلاح ہوجاتی ہے۔"

پھر کتاب الخامس القانون، فصل کیفیت ترکیب میں تحریر کرتے ہیں کہ:

"ادویہ کی بعض تراکیب سے بھلائی کی جگہ برائیاں پیدا ہوجاتی ہیں اور بعض تراکیب سے ادویہ کا اثر اور ان کا عمل قوی ہوجاتا ہے۔"

فعل کے قوی ہوجانے کی مثال:

شیخ الرئیس بوعلی سینا نے فعل کے قوی ہوجانے کی چند مثالیں بیان کی ہیں۔

۱۔ یہ کہ کسی دواء میں قوتِ مسہلہ ہو لیکن وہ دواء معین ومددگار کی اس لیئے محتاج ہو کہ اس کے جوہر میں قطعاً کوئی قوی جز ومعین موجود نہ ہو۔ ایسی دواء کے ساتھ جب دواء معین ملادی جاتی ہے تو اس کا عمل قوی ہوجاتا ہے مثلاً تربد، جس میں قوت مسہلہ پائی جاتی ہے مگر یہ ضعیف الحدۃ ہوتی ہے اس لیئے یہ شدید تحلیل پر قادر نہیں ہوتی لیکن جب تربد کے ساتھ زنجبیل (سونٹھ) شامل کردی جائے تو یہ اپنی حدت سے بڑی مقدار میں لیس دار، بارد اور زجاجی خلط کو راستوں کی راہ خارج کردیتی ہے اور اس سے اس کی قوت اسہال کی رفتار تیز ہوجاتی ہے۔

۲۔ اسی طرح افتیمون ولایتی ایک سست مسہل ہے لیکن اس کے ساتھ جب فلفلِ سیاہ جیسی لطیف دواء شامل کر دی جاتی ہے تو سرعت کے ساتھ اسہال جاری ہو جاتے ہیں کیونکہ فلفلِ سیاہ اپنی قوت تحلیل سے افتیمون ولایتی کی اعانت کرتی ہے۔

۳۔ زراوند میں قوت قابضہ اگرچہ قوی ہے لیکن اس کے اندر قوتِ قابضہ کے ساتھ قوت مفتحہ بھی ہوتی ہے جس سے اس کا فعلِ قبض کمزور ہو جاتا ہے لیکن جب اس کے ساتھ گل ارمنی یا اقاقیا شامل کر دیا جاتا ہے تو اس کی قوتِ قابضہ قوی ہو جاتی ہے۔

بُطلان فعل کی مثال:

بعض ادویہ کے افعال آمیزش کے بعد باطل ہو جاتے ہیں مثلاً بنفشہ اور ہلیلہ اور باہم ملا کر استعمال کرائیں تو دونوں کا فعل باطل ہو جاتا ہے اس لیئے کہ بنفشہ مسہل بالتلین ہے۔ یعنی بنفشہ مادہ کو نرم کر کے دست لاتا ہے اور ہلیلہ مسہل بالعصر والتکثیف ہے یعنی ہلیلہ مادہ کو نچوڑ کر اور سمیٹ کر دست لاتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ایک ساتھ وارد بدن ہوں گی تو دونوں کا فعل باطل ہو جائے گا۔ لیکن اگر پہلے بنفشہ استعمال کرایا گیا تو بھی کسی ایک کا عمل ظاہر نہ ہوگا لیکن اگر پہلے بنفشہ استعمال کرایا گیا جس نے مادہ کو نرم کر دیا اور اس کے بعد ہلیلہ استعمال کرایا گیا جس نے نچوڑنے کا عمل کیا تو فعل قوی تر ہو جائے گا۔

اصلاحِ فعل کی مثال:

اگر صبر زرد، صمغ کتیرا اور مقل (گوگل) کو باہم ملا کر استعمال کرایا جائے اس لیئے کہ صبر زرد مسہل ہے اور امعاء کا تنقیہ کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی امعاء میں سحج وخراش پیدا کر دیتا ہے اور عروق کو کشادہ کر دیتا ہے جس سے جریان الدم عارض ہو جاتا ہے لیکن صمغ کتیرا (لیس پیدا کرنے والا) اور مقلِ (گوگل) قابض ہے پس جب صبر زرد (ایلوا) کے ساتھ صمغ کتیرا شامل کر کے استعمال کرایا جاتا ہے تو ایسی صورت میں صبر زرد سے جو خراش امعاء میں پیدا ہوتی ہے اس کو صمغ کتیرا اپنے لیس کے ذریعہ چکنا کر دیتا ہے اور مقل عروق کے مُنھ کو قوی کر دیتا ہے۔ جس سے وہ کُھل نہیں پاتے اور جریان الدم عارض نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح صبر زرد کی مضرتیں دور ہو جاتی ہیں۔

اقسام ادویہ باعتبار افعال وتاثیرات

اکال: CORROSIVE. OR. EROSIVE

(کھا جانے والی) اکال وہ دواء ہے جو اپنی حدّت اور قوتِ انجذاب کی صلاحیت کی وجہ سے اعضاء کی ساختوں یا بافتوں میں زخم ڈال دیتی ہے یا ان کو فنا کر دیتی ہے۔ مثلاً تیزاب گوگرد (JULPH - URIC ACID)، تیزاب نمک (HYDROCHLORIC ACID)، تیزاب شورہ، چونہ، ہڑتال، توتیا، زنگار، کاشغری وغیرہ۔

جاذب: ABSORBENT (جذب کرنے والی)

جاذب وہ دواء ہے جو اندرونی اور بیرونی استعمال کی صورت میں رطوبات کو جذب کر لیتی ہے یا اپنی لطافت و حرارت کے باعث مادہ کو حرکت دے کر ایک مقام سے دوسرے مقام تک یا اس کے طبعی اخراج کے مقام تک پہنچا دیتی ہے۔ مثلاً جند بیدستر، تخم پنواڑ، غاریقون، خردل (رائی) لہسن اور ماش وغیرہ۔

جالی: (DETERGENT) (جلا بخشنے والی)

جالی وہ دواء ہے جو بدن کے مسامات سے میل کچیل اور لیسدار مادہ کو نکال کر صاف کر دیتی ہے۔ مثلاً سرکہ خالص، عرق لیموں و دیگر ترش ذائقہ والی ادویہ، عسل خالص (شہد خالص)، عاقر قرحا، بلادر، اُشنا در آبِ برگِ ترب وغیرہ۔

حابس الدم: (STYPTIC OR HAEMOSTATIC) (جریان خون کو روکنے والی)

حابس الدم وہ دواء ہے جو اپنی قوت قابضہ یا قوت حابسہ کی وجہ سے عروق دمویہ میں تنگی پیدا کر کے اور اپنی قوت جاذبہ سے خون میں قوتِ انجماد کو بڑھا کر جریان الدم کو روک دیتی ہے مثلاً دم الاخوین (خون سیاؤشاں۔ ہیرا دوکھی)، شبِ یمانی (پھٹکری، زمہ، زاک سفید)، سنگ جراحت، کاغذ خام سوختہ، گل ارمنی، گلِ ملتانی، گل سرخ (گیرو)، گل مختوم، کہربا شمعی، کتھہ سفید، مازو سبز، سرطان سوختہ، صدف سوختہ، بیخ انجبار، مروارید (موتی)، سفیدی، بیضہ مرغ اور حب الآس وغیرہ۔

حالق: DEPILATORY (بالوں کو صاف کرنے والی)

حالق وہ دواء ہے جو مسامات جلد میں سرایت کر کے بالوں کی جڑوں کو کمزور کر کے ان کو گرا دیتی ہے مثلاً ہڑتال،

سفیدہ، نیم گرم راکھ، اور طب جدید میں بیریم سلفائڈ (Barium Sulphaide) وغیرہ۔

حکّاک: PRURITIC (خارش پیدا کرنے والی)

حکّاک وہ دواء ہے جو مسامات جلد میں جذب ہو کر اعضاء کے حسّی سروں پر ایک خاص قسم کی تحریک پیدا کر دیتی ہے جس کے نتیجہ میں بدن میں خارش پیدا ہو جاتی ہے مثلاً برگ اروی، برگ بھنڈی، پھلی کونچ، سیم کوہی، اٹنگن، ناگ پھنی کا رواں، کملہ کیڑے کا رواں اور زمیقند رو غیرہ۔

خاتم: CICATRIZANT (زخم پر کھرنڈ جمانے والی)

خاتم وہ دواء ہے جو زخم کی رطوبت کو خشک کر کے کھرنڈ جما دیتی ہے مثلاً مازو سبز، کات سفید، صدفِ سوختہ، سنگِ جراحت، گلِ ارمنی، گل ملتانی، گلِ سرخ (گیرو)، کاغذ خام سوختہ، صبر زرد (ایلوا) اور توتیا وغیرہ۔

دافعِ تشنّج: ANTI SPASMODIC (اینٹھن اور کھچاؤ کو دور کرنے والی)

دافعِ تشنّج وہ دواء ہے جو اعصاب یا مراکز اعصاب کی قوت انقباض کو کم کر کے ساختوں میں استرخاء پیدا کر دیتی ہے مثلاً خشخاش یا اس کا جرمِ موثر افیون، اسرول، جند بیدستر، قنّب (حشیشۃ الفقراء۔ فلک سیر۔ بھنگ)، بزرالبنج (اجوائن خراسانی)، جدوار خطائی، قرنفل (لونگ)، سنبل الطیب (بالچھڑ۔ جٹا مانسی)، جوز ماثل (دھتورا)، افتیمون ولایتی، افتیمون ہندی، عود صلیب، قسط شیریں، سداب اور حلقیت (ہینگ۔ انگوزہ) وغیرہ۔

دافع تعفّن: ANTI PUREFACTIVE (عفونت کو دور کرنے والی)

دافع تعفّن وہ دواء ہے جو مادہ عفونت کی ماہیت میں تبدیلی پیدا کر کے اور اجسام خبیثہ کو ہلاک کر کے یا ان پر وردہ جراثیم کا مزاج بدل کر تعفّن کو دور کر دیتی ہے۔ مثلاً کافور، برگ نیم، گوگرد (گندھک۔ کبریت)، روغن دارچینی، سیماب (پارہ) شبِ یمانی، گُل سرخ، ست اجوائن، ست پودینہ، نانخواہ (اجوائن دیسی)، رسلپور دار چکنہ، توتیا، نعناع (پودینہ)، اور حلقیت (ہینگ۔ انگوزہ) وغیرہ۔

دافع حمیّٰ: ANTIPYRETIC OR ANTIFEBRILE (بخار کو دور کرنے والی)

دافع حمیّٰ وہ دواء ہے جو بدنی حرارت جو کہ حرارت غریزی کے علاوہ ہو اور حدِّ اعتدال سے بڑھی ہوئی ہو تو ایسی غیر

طبعی حرارت کو طبعی حالت پر لے آتی ہے مثلاً کرنجوہ، خاکسی (خوبکلاں)، گلوئے نیم سبز، چرائتہ تلخ، شاہترہ، اتیس شیریں، افسنتین رومی، بادآور، شکاعی اور برنجاسف وغیرہ۔

نوٹ: جدید تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ افسنتین رومی میں ایسے اجزاء موجود نہیں ہیں جو بخار کو دور کر سکیں۔ اسی طرح قدماء کا خاکسی کا خسرہ اور چیچک میں بستر پر ذروراً استعمال عقلی دلیل کا محتاج ہے۔

رادع: REPELLANT (مادہ کو لوٹانے والی)

رادع وہ دواء ہے جو اپنی قوت قابضہ کے اثر سے عروق میں انقباض پیدا کر دیتی ہے جس کے باعث فاسد مواد کا نفوذ عضو ماؤف کی جانب دشوار ہو جاتا ہے مثلاً دم الاخوین (خون سیاوشاں)، گلِ ارمنی، گلِ ملتانی، گلِ سرخ (گیرو)، سنگ جراحت، کتھہ سفید، فوفل (سپاری۔ چھالی)، شبِ یمانی (پھٹکری)، سماق، گلنار فارسی، رسوت، کشنیز، خشک (دھنیا)، اور زرور دو غیرہ۔

سمّی: TOXIC (زہریلی دوا)

سمّی دوا، دنیا میں ناممکن الوجود ہے بشرطیکہ وہ دواء خوراک میں استعمال کی جائے لیکن اطباء قدیم کے بیان کے موجب اس کا بیان درج ذیل ہے۔ سمّی وہ دواء ہے جو وارد بدن ہو کر غیر معمولی مضرت پیدا کرتی ہے اور اس کی افراط کی صورت میں موت تک واقع ہو جاتی ہے مثلاً سم الفاء (تراب الفاء سنکھیا)، حب السلاطین (جمال گوٹہ)، سیماب (پارہ)، بیش (بچھناک)، اذراقی (خانق الکلب، کچلہ)، شنگرف، دار چکنا، رسکپور، جوز ماثل، (دھتورہ)، توتیا، اور ہڑتال وغیرہ۔

نوٹ: مگر یہی دوائیں مناسب مقدار میں شافی تاثیر رکھتی ہیں یہ شافی مقدار ہر شخص میں اس کے ذاتی، خاندانی اور نسلی اعتبار سے الگ الگ ہوتی ہیں۔

عاصر: EXPRESSIVE OR SQUEEZING (نچوڑنے والی)

عاصر وہ دواء ہے جو اپنی مزاجی یبوست اور قوت قابضہ کی وجہ سے عمل کر کے اعضاء کی خلاؤں کی رطوبت کو نچوڑ کر خارج کر دیتی ہے مثلاً آملہ، ہلیلہ جات (ہلیلہ زرد، کابلی اور سیاہ) پوست انار، پھلی ببول، گلنار فارسی، گلِ ارمنی اور شب یمانی (پھٹکری۔ زمہ) وغیرہ۔

غسّال: ABLUENT (رطوبت کو دھونے والی)

غسّال وہ دواء ہے جو اپنی قوت جلا کے باعث ردی مادوں اور ان کے اجزا کو حل کر کے سطح اعضا کو دھو ڈالتی ہے

مثلاً عرق لیموں و دیگر ترش اشیاء عسل خالص (شہد)، آب نیشکر (گنے کا رس)، ماء الحلبہ، ماء الشعیر، آب برگ، کیلا، نیم، کھجور کی تاڑی اور آب سادہ (پانی) وغیرہ۔

نوٹ: پانی سب سے بڑی دواء غسال ہے کیونکہ دیگر ادویہ غسال بغیر پانی کے اس فعل کو انجام نہیں دے سکتیں۔

قابض: ASTRINGENT (سکیڑنے والی)

قابض وہ دواء ہے جو اپنی قوت قابضہ کے اثر سے انقباض پیدا کرتی ہے۔ یہ انقباض دواء کے اثر سے جسم کے کسی حصہ میں ہوسکتا ہے خواہ بیرون جلد ہو یا مسامات جلد میں یا عروق میں یا نظام ہضم میں ہو۔ مثلاً دم الاخوین (خون سیاؤشاں) شب یمانی (پھٹکری)، ماز و سبز، کتھ سفید، گلِ ارمنی، گلِ ملتانی، گلِ مختوم گلِ سرخ (گیرو) اور سنگجراحت وغیرہ۔

قابض امعاء: INTESTINAL ASTRINGENT (آنتوں میں قبض پیدا کرنے والی)

قابض امعاء وہ دواء ہے جو امعاء کی حرکت دودیہ کو سست کر کے ان کی رطوبات کو کم کر دیتی ہے۔ جس سے امعاء میں قبض پیدا ہو جاتا ہے۔ باعتبار کیفیت عمل ایسی ادویہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ممکن ہیں۔

۱۔ بعض دوائیں امعاء کے عروق کو منقبض کر کے امعاء میں قبض پیدا کر دیتی ہیں۔ مثلاً شب یمانی (پھٹکری)، تیزاب گوگرد محلول، نمک رصاص اور نمک نقرہ وغیرہ۔

۲۔ بعض دوائیں امعاء کے عروق کے معاون نسیج کی رطوبت بیضیہ Albumin کو منجمد کر کے قبض پیدا کر دیتی ہیں مثلاً دم الاخوین، کتھ سفید، گلِ ارمنی، گلِ مختوم، سماق، سنگ جراحت، حب الآس، ماز و سبز، بیل گری، مصطگی رومی، پوست انار، پوست خشخاش، بیخ انجبار، کشتہ فولاد، کشتہ خبث الحدید اور زرشک وغیرہ۔

نوٹ: مذکورہ بالا ادویہ کی غشاء مخاطی کی عروق کے چاروں طرف رطوبت زلالی (Albumin) کو منجمد کر کے خون کے دوران کو کم کر دیتی ہیں جس سے عروق کی دیواروں سے مادہ کا ترشح کم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں امعاء میں قبض پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۔ بعض دوائیں امعاء کی حرکت دودیہ کو سست کر کے اور امعاء کی رطوبت کے ترشح کو کم کر کے امعاء میں قبض پیدا کر دیتی ہیں مثلاً یبروج الصنم، افیون، جوز ماثل (دھتورا) اور چونا وغیرہ۔

قاتل دیدان امعاء: ANTIHELMINTIC (آنتوں کے کیڑوں کو ہلاک کرنیوالی)

قاتل دیدان امعاء وہ دواء ہے جو کرمِ امعاء کو ہلاک کر دیتی ہے۔ لفظ دیدان میں کیڑوں کی تمام قسمیں شامل ہیں

خواہ چرنے ہوں یا کدودانے یا کیچوے یا دوسری قسم کے کرم جو امعاء میں ملتے ہیں۔ کرام امعاء کی قسمیں چونکہ بہت سی ہیں اس لیئے مخصوص قسم کی کرم کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ مخصوص اصطلاح درج ذیل ہیں۔

ا۔ قاتل حیّات: (کیچوؤں کو مارنے والی)

قاتل حیّات وہ مخصوص دوا ہے جو امعاء میں موجود کیچوؤں پر اثر انداز ہوکر ان کو ہلاک کردیتی ہے مثلاً پلاس پاپڑہ، پوست نیم اور درمنہ ترکی۔

۲۔ قاتل حبّ القرع: (کدودانے کو ہلاک کرنے والی)

قاتل حب القرع وہ دوا ہے جو امعاء میں موجود کدودانے پر اثر انداز ہوکر ان کو ہلاک کردیتی ہے۔ مثلاً پوست بیخ انار (Pormogranate root bark) اور باؤبڑنگ وغیرہ۔

۳۔ قاتل دودالخل: (چرنوں کو ہلاک کرنے والی)

قاتل دودالخل وہ دواء ہے جو امعاء میں موجود چرنوں پر اثر انداز ہوکر ان کو ہلاک کردیتی ہے۔ مثلاً کرونده (بھکومر)، برگ آڑو، درمنہ ترکی اور ریوند چینی وغیرہ۔

نوٹ: چُرنوں پر اکثر وہی دوائیں اثر انداز ہوتی ہیں جو حقنہ کے ذریعہ قولون میں داخل کی جائیں مثلاً نمک طعام محلول، عرق کرونده اور عرق برگ جھٹیانا وغیرہ۔ مگر جھٹیانا کا استعمال اندرونی طور (خوردنی) سب سے زیادہ مفید بتایا گیا ہے۔

قاشر: STRIPPER (چھلکا اتارنے والی)

قاشرہ وہ دوا ہے جو اپنی قوت جلاء کی زیادتی کی وجہ سے جلد کے فاسد اجزاء کو خارج کردیتی ہے۔ کثرتِ جلاء کی وجہ سے بشرہ (جلد کی بیرونی سطح) اور کبھی اندرونی سطح بھی چھل سکتی ہے۔ مثلاً زراوند، خولنجان (کلنجن) کف دریا، حسن یوسف، ادرک اور لہسن وغیرہ۔

قاطعِ باہ: ANAPHRODISIAC (خواہش وقوت جماع کو کم کرنے والی)

قاطعِ باہ وہ دواء یا تدبیر ہے جو اعضاء تناسل کے اعصاب یا مرکزی اعصاب کو کمزور کرکے اعضا تناسل اور اس سے متعلقہ اعضاء کے دوران خون کو کم کرکے جماع کی خواہش کو کم یا فنا کردیتی ہے۔

طب یونانی میں استعمال ہونے والی وہ تمام دوائیں جو بطور ممسک استعمال کی جاتی ہیں ان کا استعمال دوائی خوراک سے زیادہ وقتی طور پر یقیناً قاطع باہ ہے یہی حال نشہ آور دواؤں اور الکوحل (شراب) کا بھی ہے ان کا استعمال دوائی خوراک میں محرک ہے لیکن کثرت استعمال سے وقتی طور پر قاطع باہ ہے۔اس کے علاوہ ناگہانی دماغی صدمات بھی قاطع باہ کا سبب بنتے ہیں۔اس پر اطباء قدیم اور نفسیات کے ماہرین کا اتفاق ہے۔

مقامی استعمال میں برف، سرد پانی اور اولہ بھی وقتی طور پر قاطع باہ ہو سکتے ہیں۔ادویہ کی فہرست میں افیون، تخم کاہو، بزرالبنج (اجوائن خراسانی) لیموں اور کتیرا ہیں بشرطیکہ مقدار خوراک سے زیادہ استعمال کی جائیں۔ورنہ یہی دوائیں ممسک ثابت ہوں گی نہ کہ قاطع باہ۔ایسی دوائیں طب یونانی میں تجربۂ صحیح ثابت نہیں ہو سکتی ہیں۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا کی کلیات القانون ۔۔۔ کی مختصر کردہ کتاب موجز القانون کے بیان کے مطابق جماع ممنوعہ کی سرخی کے تحت چند حالتیں قاطع بیان کی گئی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بوڑھی عورت (یائسات)

۲۔ کمسن لڑکی (نابالغ)

۳۔ کنواری لڑکی (باکرہ)

۴۔ حیض والی عورت (حائضہ)

۵۔ وہ عورت جس سے عرصہ دراز سے جماع نہ کیا گیا ہو

۶۔ بدصورت عورت

نوٹ: مذکورہ بالا صورتیں اسی وقت قاطع باہ ہوں گی جب صاحب معاملہ کے لیئے کوئی صورت اچھی نہ معلوم ہوتی ہو اور نفسیاتی اثر بھی برابر پڑ رہا ہو۔ناپسندیدی کی صورت میں مندرجہ بالا صورتیں قاطع باہ ہرگز نہ ہوں گی۔(مولف)

کاسر ریاح: CARMINATIVE (ریاح کو توڑ کر خارج کرنے والی)

کاسر ریاح وہ دواء ہے جو معدہ و امعاء کے اعصاب کو تحریک دے کر ان کی عضلاتی حرکات کو تیز کر کے یا معدہ کے بالائی یا زیریں دہانہ کو کشادہ کر کے معدہ و امعاء کے عضلات کو تحریک دے کر ریاح کو توڑ کر خارج کر دیتی ہے۔مثلاً قرنفل (لونگ) نعناع (پودینہ)، نوشادر، بسباسہ (جاوتری)، جوزبوا (جاپھل)، دارچینی، ساذج ہندی (تیزپات)، نانخواہ (اجوائن دیسی)، زنجبیل (سونٹھ) تنکار بریاں، فلفل سیاہ سنبل الطیب (بالچھڑ)، نمک سیاہ، نمک لاہوری، نمک طعام، حلقیت، (ہینگ۔انگوزہ) بادیان (سونف) فلفل دراز، کشنیز خشک، زیرہ سفید، شونیز (کلونجی) اور ادرک وغیرہ۔

نوٹ: بعض اوقات یہ فعل اس وقت انجام پاتا ہے جبکہ غذائیں لعاب دار ہونے کی وجہ سے نفخ شکم (اپھارا) پیدا کردیتی ہیں۔تو بعض اوقات بعض دوائیں مثلاً لیموں اور تمر ہندی اس غفلت کو دفع کردیتی ہیں جس سے ریاح تحلیل ہوکر قابل اخراج ہوجاتی ہے ایسی دوائیں بھی کاسر ریاح کہلاتی ہیں۔

کاوی: CAUSTIC OR ESCHAROTIC (جلانے والی یا داغدار)

کاوی وہ دوا ہے جو جلد یا غشاء امخاطی پر عمل کتی کی مانند داغ کق اثر پیدا کردیتی ہے۔اس طرح یہ بیرونی جلد کو مردہ یا نیم کردیتی ہے۔مردہ یا نیم والی کیفیت کاوی دوا کی قلت، حدت اور کثرت حدّت پر منحصر ہے مثلاً تیزابِ نمک، تیزابِ شورہ، تیزابِ گوگرد، توتیا اور چوبا وغیرہ۔

لاذع: IRRITANT (ہیجان پیدا کرنے والی)

لاذع وہ دوا ہے جو جلد یا اغشیہ میں لگنے کے بعد اعصاب کے سروں پر اثر انداز ہوکر ان میں تحریک پیدا کرکے اور دورانِ خون کو تیز کرکے لذع یا ہیجان پیدا کرتی دیتی ہے۔مثلاً فلفل سرخ، خردل (رائی)، زقوم (تھوہڑ)، شنگرف او ہڑتال وغیرہ۔

مانع عرق: ANTI HYDROTIC (پسینہ روکنے والی)

مانِع عرق وہ دوا ہے جو اعصاب متحرشہ Secreting Nerve کے اختتامی سروں کے فعل کو شکست کرکے یا حسی اعصاب کی تیزی کو کم کرکے یا پسینہ پیدا کرنے والی عصبی مرکز کے سبب تہیج کو دفع کرکے غدد عرق پر اثر انداز ہوکر یا مسامات جلد کو بند کرکے پسینہ کے اخراج کو کم یا بند کردیتی ہے۔

مانع نوبت: ANTI PREDIOIC (بخار کی باری کو روکنے والی)

مانع نوبت وہ دوا ہے جو کبھی مادۂ مرض کو وقتی طور پر اور کبھی قطعی طور پر ختم کرکے بخار کی باری کو روک دیتی ہے۔یہ باری مختلف اشخاص میں الگ الگ ہوتی ہے۔بعض لوگوں میں یہ روزانہ حمیٰ اجامیہ (ملیریا بخار) لرزہ کے ساتھ آتا ہے۔بعض کو ایک روز ناغہ کرکے، بعض کو تیسرے روز، بعض کو چوتھے روز جو چوتھیا بخار کہلاتا ہے۔وہ ماطع نوبت کہلاتی ہے۔

مجزّ: FLATUENT (تجیز پیدا کرنے والی)

مجز وہ دوا یا غذا ہے جو ہضم میں فساد پیدا کرکے فاسد بخارات اور غلیظ ریاح پیدا کردیتی ہے جس سے جسم کے طبعی افعال خواہ حرکات ارادی ہوں یا غیر ارادی ہوں بدل جاتے ہیں اور جسم کے اندر سستی و کاہلی پیدا ہوجاتی ہے۔ظاہری طور

پر جسم (جمائی یا انگڑائی) کا ظہور ہوتا ہے۔

مبرّد: REFRIGERANT (برودت پیدا کرنے والی)

مبرّدہ وہ یا غذا یا وہ شے ہے جو مقامی یا عمومی طور پر جسم میں برودت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے نتیجۃً جسم کے کسی حصے میں یا تمام بدن میں عمومی برودت سے مسامات جلد بند ہو جاتے ہیں ایسے حالات میں جسم کی اندرونی حرارت تو کم ہو جاتی ہے لیکن باہر سے برودت کی وجہ سے مسامات جلد بند ہو جاتے ہیں۔

بعض دوائیں بدنی تغرات واستحالات میں رکاوٹ پیدا کر کے تولید حرارت کم کر دیتی ہیں یا کسی طریقہ سے ضیعان حرارت کو تیز کر کے تولید حرارت کو اعتدال سے اگر دیتی ہیں۔ مثلاً دم الاخوین، گل ارمنی، گل ملتانی، گل سرخ اور سنگ جراحت وغیرہ۔

مبثّر: PUSTULANT (دانے یا پھنسیاں ہیدا کرنے والی)

مبثرہ وہ دوا ہے جو اپنی حدت اور تیزابیت کی وجہ سے جلد پر بثور پیدا کر دیتی ہے۔ مثلاً روغن حبّ السلاطین، عضل دشتی، سم الفار، خردل (رائی) اور حسن یوسف وغیرہ۔

مجفّف: DESICCANT (خشک کرنے والی)

مجفّف وہ دوا ہے جو اپنی قوت قابضہ کی وجہ سے عروق کو سکیٹر کا یا اپنی قوت جاذبہ کی وجہ سے رطوبات کو ترشح کم دیتی ہیں یا رطوب کو جذب کر لیتی جس کی وجہ سے یبوست کا پیدا ہونا لازمی ہے ایسی یبوست کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جبکہ زخم سے رطوبات کا ترجح بند نہ ہو رہا ہو۔

مجمّد: COAGULANT (جمانے والی)

مجمد وہ دوا ہے جو اپنے مخصوص عمل سے کسی رقیق رطوبت کے اجزاء کو غلیظ و منجمد بناتی ہے۔ مثلاً سنگجراحت، شبِ یمانی، صدف سوختہ اور برف وغیرہ۔

محمّر: RUBEFACIENT (جلد کو سرخ کرنے والی)

محمّر وہ دوا ہے جو جلد عروق کو کشادہ کر کے خون کی آمد کو جلد جانب بڑھا دیتی ہے جس کے نتیجہ میں جلد کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ مثلاً خردل (رائی)، کباب، چینی، قرنفل (لانگ)، عنصلا وردار چینی وغیرہ۔

محلل اورام: ANTI INFLAMATORY (جمانے والی)

محلل ورم وہ دوا ہے جو اندرونی و بیرونی دونوں طرح سے استعمال کرنے سے ورم کے مادہ پر اثر انداز ہو کر اس کو تحلیل کر دیتی ہے۔ مثلاً اکلیل الملک (ناخو)، کاسنی، عنب الثعلب صفتر فارسی اور اشق وغیرہ۔

مخرج جنین ومشیمہ ABORTIFACIENT (جنین ومشمہ کو خارج کرنے والی)

مخرج جنین ومشمیہ وہ دوا ہے جو رحم کے غیر دھاری دار (غیر مخطط) عضلاتی ریشوں کو بلاواسطہ او بلواسطہ طور پر سکیڑ کر رحم سے جنین ومشمیہ خارج کر دیتی ہے۔

نوٹ:۔ مذکورہ بالا دواؤں میں شیلم (ERGOT) نہایت قومی الاثر دوا ہے۔

مخرج دیدان امعہ: VERMIFUGE (آنتوں کے کیڑے کو خارج کرنے والی)

مخرج دیدان امعاء دوا ہے جو کرم امعاء کو ہلاک کرے یا نہ کرے مگر ان کو خارج کر دیتی ہے۔ اس بیان میں قاتل دیدان امعاء دوائیں شامل ہیں مگر ان کے ہمراہ ادویہ مسہلہ کا شامل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ کرمِ امعاء باہر خارج ہو جائیں۔ مثال کے طور پر بڑنگ، مگر جب ان کے ہمراہ سقمونیا (محمودہ) وغیرہ۔

مدرّ بول: DIURETIC (پیشاب کو جاری کرنے والی)

مدرّ بول وہ دوا ہے جو اعضاء بول پر اثر انداز ہو کر مجرائے بول میں مائیت بڑھا کر یا ان کو تحریک سے کر پیشاب جاری کر دیتی ہے۔ مثلاً شورہ قلمی اور خارخسک وغیرہ۔ مدرات بول کی قسمیں بہ اعتبار کیفیت عمل حسب ذیل ہیں:

۱۔ مدرّات بال محرکہ STIMULANT DIURETIC ایسی دوائیں براہ بول خارج ہوتے وقت گردوں کی ساخت یعنی ان کے خلیات مترشحہ (SECRETING CELLS) کو تحریک سے کرادار ابول کا سبب بنتی ہیں۔

احتباس بول کی صورت میں سب سے پہلی ء قابل ذکر بیرونی طور پر تدبیراً تحریک دینا ہے۔ مثلاً جوئیں کو احلیل میں داخل کرنا جس سے فوری تحریک ہو کر ادار بول ہو جائے اور بطور دوا شراب ذرائج (تیلنی مکھی) فلفل سیاہ روغن، کباب اور چینی ابہل (حب العرعر) وغیرہ استعمال کی جا سکتی ہیں۔

۲۔ مدرات بول مبرّدہ REFRIGRERANT DIURETICS ایسی دوائیں خون کے سیال حصہ کو بڑھا کر ادرار کا سبب بنتی ہیں مثلاً پانی، سوڈا واٹر، اور ماء الشعیر (آش جو) وغیرہ۔

۳۔ مدرات بول قویہ HYDRAGOGUE DIURETICS ایسی دوائیں کیبیات

(GLOMERULI) میں خون کے دباؤ کو بڑھا کر ادرارِ بول کا سبب بنتی ہیں

مدراتِ بول ادویہ کا استعمال مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے کیا جاتا ہے۔

۱۔ امراض قلب و شش میں جبکہ بول کی مقدار کم ہو جائے یا استسقاء۔ کیونکہ ایسے امراض میں قلب کے کشادہ ہو جانے کے سبب خون کا شریانی دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ایسی صورت میں قلب کو طاقت پہنچانے سے وریدی اجتماع الدم دور ہو جاتا ہے اور ادرارِ بول زیادہ ہونے لگتا ہے۔

۲۔ امراض کلیہ میں جس میں سمّی مواد یا فضلات دورانِ خون شامل ہو جاتے ہیں جو مدّرات کے استعمال سے براہ بول خون سے خارج ہو جاتے ہیں نیز ایسے امراض جن میں غشاء مائی (SERVI MEMBRANE) کو تجائف میں آبِ خون جمع ہو گیا ہو۔ مثلاً ذات الجنب اور استسقاء وغیرہ۔

۳۔ ایسے حالات میں جبکہ اجزاء بول گردہ و مثانہ میں تہ نشین ہو کر حصاۃ گردہ و مثانہ کے پیدا ہونے کا احتمال ہو کیونکہ فسادِ ہضم یا فسادہ دمِ کے سبب جب ایسے امراض ہو جاتا ہے۔

مدرحیض: (حیض کو جاری کرنے والی)

مدرحیض وہ دوا ہے جو احتباس کی صورت میں حیض کو جاری کر دیتی ہے اور اگر جاری ہو تو مزید اضافہ کر دیتی ہے۔
مدرحیض کی قسمیں بہ اعتبار کیفیت عمل حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ مدراتِ حیض بلاواسطہ (DIRECT EMMENA GOUGE)

۲۔ مدراتِ حیض بلاواسطہ (InDIrect EMMENA GOUGE)

۳۔ مدراتِ حیض بلاواسطہ (DIRECT EMMENA GOUGE)

مدرِلعاب دہن: SIALA GOUGE (لعاب دہن کو جاری کرنے والی)

مدّ رلعاب دہن وہ دوا ہے جو اپنے ذائقہ سے خاص طور پر اغذیہ یا ادویہ حریفیہ سے غدودلعابیہ کو تحریک دیکر لعاب دہن کے ترشح کو بڑھا دیتی ہے۔مدّ رات لعاب دہن کی کیفیت عمل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ بعض دوائیں عصب لسانی حلقی اور عصب اللسان کی شاخوں کو تحریک دیکر غدودلعابیہ پر اثر کر کے لعاب دہن کا ترجیح بڑھا دیتی ہیں مثلاً فلفل سیاہ، فلفل دراز والی اشیاء۔

مرخّم: مرخی وہ دوا ہے جو جلد پر لگانے سے اس مقام کی جلد کو ملائم اور ڈھیلا کر دیتی ہے۔ مثلاً السی کوفتہ، روغن بادام، زیتون اور شلجم وغیرہ۔

مندرجہ بالا تینوں حوالوں میں سے دو اطباء صاحبان کا قول ہے کہ مرخی وہی دوا ہے جس کے ضماد استعمال سے اعضاء کی جلد ملائم ہوجاتی ہے۔ البتہ محترم جناب حکیم احتشام الحق صاحب کے یہاں مرخی کی تعریف میں تھوڑا سا فرق موجود ہے۔ موصوف کا خیال ہے کہ مرخی وہ دوا ہے جو اپنی قوت حرارت اور رطوبت کی وجہ سے اعضاء اور کے مسامات کو نرم کرلیتی ہے

ترجمہ: اور رات نے سمندر کی موت کی طرح اپنے پردے قسم کے عموماً کے ساتھ میرے او پر ڈھیلے چھوڑ دیئے ہیں تا کہ وہ میری آزمائش کرلے۔

یہاں راقم الحروف نے اس شعر کا حوالہ لفظ ارخاء کو توضیح کے لئے دیا ہے پردے کو ڈھیلا چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر سہارا ڈھیلا چھوڑنا کہ پردے کو تان کر نیچے کھونٹوں سے باندھ دینا۔

اس لحاظ سے اب وہ دوا اور وہ تدبیر ہی اصطلاحاً مرخی کے نام سے موسوم ہوسکتی ہے جو جسم کو ڈھیلا کردے۔ ڈھیلے پن کی کیفیت اور کمیت کا انحصار دوا اور تدبیر پر ہے پھر اس شخص پر ہے جس پر دوا یا تدبیر کا استعمال کیا جائے مقامی طور پر استرخاء کا کام وہی دوا یا وہی تدبیر کرسکتی ہے جو یا تو مسکین الم ہو منوّم ہو، مخدّر ہو خواہ مقامی ہو یا عمومی ہو۔

مسکّن: SEDATIVE (تسکین دینے والی)

لفظ مسکن تسکین سے مشتق ہے۔ جس کے لغوی معنیٰ ''سکون دینے والا'' کے ہیں۔ چیزیں اپنی ضد سے ہی اچھی طرح پہچانی جاسکتی ہیں۔ مثلاً رات سے دن، یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اس کے لئے ایک دوسرے کی شناخت میں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ چنانچہ قدیم اطباء نے جب لذت کی تعریف کرنی چاہی تو ان کو دشواری محسوس ہونے لگی۔ تو انہوں نے یہ مثال دی کہ ایک شخص کو کانٹا چبھ جائے تو یہ جمع کہلائے گی مگر جب کانٹا نکال دیا جائے تو یہ بعد والی کیفیت لذت کہلائے گی۔ ٹھیک اسی طرح سے درد کے عالم میں دوا یا تدبیر درد یا الم کو دفع کر دیتی ہے تو وہ مسکن کہلاتی ہے۔ اس کی دو بڑی تقسیم (۱)۔ مسکّن مقامی (۲)۔ مسکّن عمومیکی جاسکتی ہے۔

مسکّن اعصاب ودماغ:

مسکّن اعصاب و دماغ وہ دوا ہے جو مرکزی عصبی نظام پر اثر انداز کر کے اعصاب و دماغ کو تسکین دیتی ہے۔ چونکہ دماغ اعصاب کا مرکز ہے لہذا تسکین بھی دماغ اعصاب کا مرکز ہے لہذا تسکین بھی دماغ واعصاب دونوں کے لئے لازم وملزم ہے۔ مثلاً افیون، پوستِ خشخاش وغیرہ۔

مسکّن حرارت: (حرارت کو تسکین دینے والی)

مسکن حرارت وہ دوا ہے یا وہ تدبیر ہے وہ حرارت اصلی یعنی حرارت غریزی سے بڑھتی ہوئی ہے حرارت غریبی کو اعتدال پر لاتی ہے۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا کے مطابق حرارتغریزی وہ حرارت ہے جو قلب میں پیدا ہوکر عروق وعروق ست تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو عربی عبارت القانون:

مسکن حرارت عام اصطلاح ہے اس لئے اس کے عمل کی مندرجہ ذیل دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔

ا۔ تسکین حرارت عمومی: جو اندرونی طور پر دوا کے استعمال یا ماکولات ومشروبات کے استعمال سے ہوسکتی ہے مثلاً آبِ تربوز، آبِ انار شیریں، آبِ انار ترش، خیارین، خربزہ، کدو شیریں اور خرفہ وغیرہ۔

ا۔ تسکین حرارت مقامی: یہ تسکین حرارت مقامی طور پر کسی مخصوص عضو بدن میں مقامی یعنی بیرونی دواء کے استعمال سے ہوسکتی ہے مثلاً لعابِ اسپغول، برف اور آبِ سرد کا مقامی استعمال وغیرہ۔

مسکّن قلب: Cardiac Sedative (قلب تسکین دینے والی)

مسکّن قلب وہ دوایاوہ تدبیر ہے جو قلب کی غیر طبعی اختلاجی کیفیت کو ساکن کردیتی ہے تدبیر کی مثال علاج بالتدبیر ہے یعنی نفسیاتی علاج مثلاً غم وغصہ، رنج والم میں نفسیاتی طور پر تسلّی وتشفّی دینا جس سے قلب کو تسکین حاصل ہو جائے۔

اگر نفس قلب یا صمامات قلب میں عفوی خرابی لاحق ہوگئی ہو جس کی وجہ سے درد عارض ہوگیا ہے تو اس وقت وہی دوا مسکن قلب ہوگی جو درد کو ساکن کردے۔ اگر قلب میں اختلاج ابخرات ردیہ یا ریاحات غلیظر کے صعود کر جانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو اس وقت وہ دوا مسکن قلب ہوگی جا ریاح کو تحلیل کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو اس وقت وہ دوا مسکن قلب ہوگی جو ریاح کو تحلیل کردے۔

مسکّن معدہ: GESTRIC SEDATIVE (معدہ کو تسکین دینے والی)

مسکن معدہ وہ دوا ہے جو معدہ کے افعال کو درست کر کے معدہ کو سکون دیتی ہے۔ کثرت ریاح اور فساد ہضم کی صورت میں ہاضم و کاسر ریاح دوئیں مثلاً قرنفل (لونگ)، سارد ہندی (تیز پات)، قاقلہ کبار (الائچی کلاں) وغیرہ، اور درد کی صورت میں مسکن اُلم دوائیں مثلاً افیون، پوست، خشخاش، بزرالبنج اور تخم کاہو وغیرہ استعمال کرائی جکاتی ہے۔

مسخّن: CALORIFIC OR CALARIFAC (حرارت پیدا کرنے والی)

مسخّان وہ دوا ہے یا وہ تدبیر ہے جو محرک ہونے کی وجہ سے دوران خون کو تیزی کر کے بدن کے لئے تسخین (حرارت) کا سبب بنے مثلاً سم الفار ذاتی، شراب، مشک، مشک خالص، عنبر شہب، چائے اور کافی وغیرہ ہیں۔ دوا، اور تدبیر دونوں سے اولا جسم کو تحریک پہنچی ہے اور تسخین بالعرض ہوتی ہے۔

مسمّن بدن: ADIPOGENOUS OR ANABOLIC (بدن کو فربہ کرنیوالی)

مسمن بدن وہ دوا یا غذا ہے جو دار دیدن ہو کر ہضم و انہضام کے فعل کو طبعی حالت میں لا کر جسمانی نشونما میں اضافہ کر کے بدن کو فربہ کر دیتی ہے۔ ادویہ یا غذا مچمنہ ہو تو اپنی شحمی مادوں کیوجہ سے بدن کو فربہ کرتی ہے۔ فعل تسین (فربہ کرنے) کے لئے البتہ دو شرطیں ہیں۔

۱۔ بدن کی قوت جاذبہ کا بہتر ہونا۔

۲۔ ادویہ و غذا کے ثقیل و دیر ہضم ہونے کی وجہ سے ریاضت بدنی میں اضافہ کرنا۔

مسہل: PURGATIVE (اسہال لانے والی)

لفظ مسہن عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ آسان کرنے کے لئے ہیں۔ اس کے لئے معاملہ آسان کر دیا۔ اصطلاحاً دوائے مسہل وہ دوا ہے جو قبض کی صورت میں جب کہ اجابت کم یا بلکل نہ ہو ہی ہو مریض کو استعمال کرائی جائے عمل اسحال انجام پانے کی صرف دو ہی صورتیں ہیں۔

۱۔ دوا ایسی استعمال کرائی جائے جس کے اندر لعابی مادہ موجود ہو جو قولون کے اندر موجود فضلات کو پھسلا کر باہر خارج کر دے۔ ایسی دوا مزلق کہلاتی ہیں۔

۲۔ دوسری صورت یہ کہ دوا امعاء کی غشاء مخاطی سے مخاط (MUCUS) کا ترشح بڑھا دے یا پھر امعاء کی حرکت دودیہ کو بڑھا دے۔

بعض اطباء کا خیال ہے کہ ادویہ مسہلہ اپنے مشابہ مادوں کو خارج کرتی ہے۔اس کے اندر جز مئوثر کیتھارٹک ایسڈ پایا جاتا ہے جو کہ مسہل ہے۔

بلواسطہ:

ایسی دوائیں بدن کے سوئے مزاج کو درست کر کے اور عام جسمانی صحت کو درست کر کے باہ کو طاقت بخشی ہیں مثلاً بول زلالی، ذیابیطس، نقرس وغیرہ۔امراض کو دور کر کے باہ کو طاقت بخشتی ہیں چنانچہ کشتہ خبث الحدید، کشتہ مثلث، مغز، بادام شیریں وغیرہ۔عام صحت بدن کو فائدہ پہنچا کر بل باسطہ طریقے پر طاقت بخشتی ہے۔

مقوی بسر:

مقوی بصر وہ دوا ہے جو اندرونی اور بیرونی طور پر استعمال کرنے سے دماغ اور قوت باصرہ کو طاقت دیکر بینائی کو بڑھادیتی ہیں مثلاً مامیران چینی، سرمہ، سنگ بصری وغیرہ۔

نوٹ: بعض اوقات عصب بصر میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے جس کے باعث میدان بصاعت کم ہو جاتا ہے۔ایسی صورت میں وہی دوائیں مفید ثابت ہوتی ہیں جو کہ مقوی اعصاب ہوں مثلاً اذاراقی (کچلہ) وغیرہ۔

مقوی قلب:

مقوی قلب وہ دوا ہے جو قلب کی قوت انقباض کو بڑھادیتی ہے چاہے نبض پر اس کی تاثیر کا کوئی اثر بڑے بڑے مقوی قلب وہ دوائیں ہیں جو قلب کی قوت انقباض کو بڑھا کر نبض کو بطی کر کے قلب کو طاقت بخشتی ہیں مثلاً آملہ، جدوار خطائی، مشک خالص، انگور، چیکو، آم، اننانس، پپیتہ، موسمی اور انار وغیرہ۔

نوٹ: تقویت قلب کا زیادہ تر دارومدار اس بات پر ہے کہ نفسیاتی اعتبار سے انسان طبعی حالت پر ہو تو اس کا نتیجہ غیر طبعی حرکت قلب کی صورت میں نکلتا ہے۔ایسی حالت میں موقع ومحل کے اعتبار سے مریض کا نفسیاتی علاج دتسلی و تشفی دینا کافی ہے۔اور یہی تدبیر ایسے موقع پر تقویت قلب کے لئے بہترین علاج ہے۔

ذیل شعر:

بہر سال مسہل، بہر ماہ قے

بہر ہفت فاقہ وبہر روز مے

ترجمہ: سال میں ایک مرتبہ مسہل لینا اور ہر ماہ میں ایک مرتبہ قے کرنا ساتوں روز فاقہ کرنا اور روزانہ شراب پینا بقائے صحت کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ قدماء کے اس مقولہ کی آخری بات سے راقم الحروف کو اختلاف ہے۔

۱۔ مری میں کوئی جسم غریب پھنسی ہوتی ہو تو اس کو خارج کرنے کے لئے دوائی مقی کا استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔ غیر منہضم غذا کو یا اگر کوئی دوائے سمی کھالی ہو تو اس کو معدہ سے خارج کرنے کے لئے دوا مقی کا استعمال کیا جائے۔

۳۔ مجرائے تنفس میں جمع شدہ بلغم کو خارج کے لئے دوائے مقی کا استعمال کیا جائے۔

۴۔ ادویہ دافع امراض نوتبی کے فعل کی تقویت کے لئے دوائے مقی کا استعمال مفید ثابت ہوتا ہے۔

ملطف: (غلیظ مواد کو رقیق بنانے والی)

ملطف وہ دوا ہے جو غلیظ مواد اور اخلاط کو رقیق بنا دیتی ہے۔ مثلاً آبیشم خام مقرض، جدووار خطائی، کاسنی عغیرہ۔

ملین امعاء: INTESTINAL APERIENT (آنتوں میں تلین پیدا کرنے والی)

ملین امعاء وہ دوا ہے جو امعاء میں تلیّن پیدا کر کے نرم اجابت لاتی ہے۔ ایسی دوائیں امعاء کے عضلات پر خفیف محرک اثر کر کے امعاء کی حرکت دودیہ کو کسی قدر بڑھا دیتی ہیں یا پھر صفراء کے انصاب کو بڑھا دیتی ہیں جس کے باعث نرم اجابت ہو جاتی ہے۔ مثلاً عسل خالص (شہد خالص)، مویز منقیٰ انجیز ردشیر خشت، اور اسپغول وغیرہ۔

ملین ورم: RESOLVENT (ورم کو نرم کرنے والی)

ملین ورم وہ دوا جو اندرونی و بیرونی طور پر استعمال کرنے سے ورم کی صلابت کو نرم کر دیتی ہے مقامی ورم کو دور کرنے کے لئے ضروری یہ کہ مندرجہ ذیل دواؤں میں سے چند کے ہمراہ کوئی لعابی دوا شامل کر کے پولٹس تیار کر کے نیم گرم مقامی طور پر کسی برگ یا کپڑے کی پٹی کے ذریعہ حرارت کو اس وقت تک محفوظ رکھیں جب تک ورم زائل نہ ہو۔